

سات ہزار پانچ سو صحابہ کرام کا بے مثال تذکرہ

اسلام کی عجائبات

فی

معرفۃ الصحابہ

علامہ امام ابی الحسن علی البخاری بن اثیر رحمۃ اللہ

ترجمہ

مولانا محمد عبد الشکور فاروقی

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور

۲۹۷۶۹۹۲۲
(۱۲/۱۳)

۲۹۷۲۱
۷. ۸-۹

نام کتاب _____ اُسد الغایہ فی معرفۃ الصحابہ
نام مولف _____ علامہ ابن اثیر جزری قدس سرہ (م. ۶۳۳ھ)
ترجمہ _____ پروفیسر غلام ربانی عزیز ایم اے
موضوع _____ سوانح و اذکار صحابہ رسول
نقش اول _____ شوال المعظم ۱۴۰۹ھ
تذکرہ صحابہ _____ محمد سودی
ناشر _____ مکتبہ نبویہ - گنج بخش روڈ - لاہور
طابع _____
قیمت جلد ہشتم - نہم _____ ۱۰/- روپے

فهرست ترجمه اسد الغابہ جلد ہفتم

نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر	نمبر شمار	عنوانات	صفحہ نمبر
۱	بابور	۹	۲۱	مالک بن ثعلبہ	۱۹
۲	ماتح	۹	۲۲	مالک بن ابی ثعلبہ	۱۹
۳	مازن بن خیشمہ السکونی	۱۰	۲۳	مالک بن جبیر	۲۰
۴	مازن بن غضوبہ الطائی الخطائی	۱۰	۲۴	مالک بن الحارث الذہلی	۲۰
۵	ماعز	۱۱	۲۵	مالک بن حارث العامری	۲۰
۶	ابو عبد اللہ بن ماعز	۱۲	۲۶	مالک بن الحارث	۲۰
۷	ماعز بن مالک الاسلمی	۱۲	۲۷	مالک بن الحارث	۲۱
۸	مالک بن اجمیر	۱۳	۲۸	مالک بن الحارثہ	۲۱
۹	مالک بن ازہیر	۱۳	۲۹	مالک بن حل	۲۱
۱۰	مالک بن الاشجعی	۱۳	۳۰	مالک بن الحسن	۲۱
۱۱	مالک بن الاشعری	۱۳	۳۱	مالک بن ذی حمایہ	۲۲
۱۲	مالک بن امیہ	۱۵	۳۲	مالک بن حمزہ	۲۲
۱۳	مالک بن الانصاری	۱۵	۳۳	مالک بن الحویرث	۲۲
۱۴	مالک بن اوس	۱۵	۳۴	مالک بن حمدة القشیری	۲۳
۱۵	مالک بن اوس بن عبد اللہ	۱۶	۳۵	مالک بن الحشاش العنبری	۲۳
۱۶	مالک بن اوس بن عتیک	۱۶	۳۶	مالک بن خلف	۲۳
۱۷	مالک بن ایاس	۱۶	۳۷	مالک بن ابی خولی	۲۳
۱۸	مالک بن بحدہ	۱۶	۳۸	مالک بن النخشم	۲۴
۱۹	مالک بن برہ	۱۷	۳۹	مالک بن رافع	۲۴
۲۰	مالک بن الیہان	۱۷	۴۰	مالک بن ربیعہ	۲۴

الاسد الغابی

۱۵۰/۱

۳۵	مالک بن عقبہ	۴۶	۲۵	مالک بن ربیعہ اسلوبی	۴۱
۳۵	مالک بن عمرو الاسدی	۴۷	۲۶	مالک بن الراسی	۴۲
۳۵	مالک بن عمرو البلی	۴۸	۲۶	مالک بن زاہر	۴۳
۳۵	مالک بن عمرو النقی	۴۹	۲۶	مالک بن زمعه	۴۴
۳۵	مالک بن عمرو	۵۰	۲۶	مالک ابوالسائب الثقفی	۴۵
۳۶	مالک بن عمرو الراسی	۵۱	۲۶	مالک بن سعد مجہول	۴۶
۳۶	مالک بن عمرو السلمی	۵۲	۲۶	مالک ابوالسمح	۴۷
۳۶	مالک بن عمر	۵۳	۲۶	مالک بن سنان	۴۸
۳۶	مالک بن عمرو القشیری	۵۴	۲۶	مالک بن سنان بن مالک النمری	۴۹
۳۶	مالک بن عمیر الحنفی الکوفی	۵۵	۲۶	مالک بن صعصعۃ الانصاری	۵۰
۳۶	مالک بن عمرو بن مالک	۵۶	۲۹	مالک بن ضمیرۃ الضمری	۵۱
۳۸	مالک بن عمیر السلمی	۵۷	۲۹	مالک بن طلحہ	۵۲
۳۹	مالک بن عمیرہ البوسفیان	۵۸	۲۹	مالک بن عامر ابو عطیہ الوداعی	۵۳
۳۹	مالک بن عسیلہ	۵۹	۲۹	مالک بن عامر بن ہانی	۵۴
۳۹	مالک بن عوف الاشجعی	۶۰	۳۰	مالک بن عبادہ	۵۵
۴۰	مالک بن عوف	۶۱	۳۱	مالک بن عبادۃ الہمدانی	۵۶
۴۲	مالک بن ابی العیزان	۶۲	۳۱	مالک بن عبد اللہ الاوسی	۵۷
۴۲	مالک بن قدامہ	۶۳	۳۱	مالک بن عبد اللہ بن نبیر	۵۸
۴۳	مالک بن قطنہ	۶۴	۳۱	مالک بن عبد اللہ بن سنان	۵۹
۴۳	مالک بن قہطم	۶۵	۳۳	مالک بن عبد اللہ بن الخزاعی	۶۰
۴۴	مالک بن قیس بن جید	۶۶	۳۳	مالک بن عبد اللہ	۶۱
۴۴	مالک بن قیس بن خیشمہ	۶۷	۳۳	مالک بن عبد اللہ الہمدانی	۶۲
۴۵	مالک بن قیس ابو ضرعہ انصاری المازنی	۶۸	۳۴	مالک ابو عبد اللہ	۶۳
۴۵	مالک بن کعب الانصاری	۶۹	۳۴	مالک بن عبدۃ الہمدانی	۶۴
۴۵	مالک بن مالک الجنی	۷۰	۳۴	مالک بن غنایہ	۶۵

۵۸	مجاشر بن سلیم	۱۱۹	۴۶	مالک بن منخلہ	۹۱
۵۸	مجاشر بن مرارہ بن سلمی	۱۱۹	۴۶	مالک بن مرارہ الرهاوی	۹۲
۵۹	مجالد بن ثور بن معاویہ	۱۱۸	۴۶	مالک المری بن ابی عطفان	۹۳
۵۹	مجالد	۱۱۹	۴۶	مالک بن مسعود	۹۴
۵۹	مجالد بن مسعود سلمی	۱۲۰	۴۶	مالک بن سرف	۹۵
۶۰	مجدی الضمیری	۱۲۱	۴۸	مالک بن فضلہ	۹۶
۶۰	مجدی بن قیس الاشعری	۱۲۲	۴۸	مالک بن نمط الہمدانی	۹۷
۶۰	مجزر بن زیاد	۱۲۳	۵۰	مالک بن نمیر	۹۸
۶۱	مجزرة بن ثور	۱۲۳	۵۰	مالک بن نیلہ	۹۹
۶۱	مجزر المدحی القائف	۱۲۵	۵۰	مالک بن نویرہ	۱۰۰
۶۲	مجمع بن جاریہ	۱۲۶	۵۲	مالک بن ہبیرہ بن خالد	۱۰۱
۶۳	مجمع بن یزید بن جاریہ	۱۲۶	۵۲	مالک بن ہدم	۱۰۲
۶۳	محارب بن مزیدہ	۱۲۸	۵۳	مالک بن ولید	۱۰۳
۶۳	مختفر بن اوس المزنی	۱۲۹	۵۳	مالک بن وہب الخزاعی	۱۰۴
۶۴	مجن بن ادوع الاسلمی	۱۳۱	۵۳	مالک بن وہیب	۱۰۵
۶۴	مجن بن ابی مجن الدلی	۱۳۱	۵۳	مالک بن یخامر	۱۰۶
۶۵	محدث بن زید الہذلی	۱۳۲	۵۴	مالک بن یسار السکونی العوفی	۱۰۷
۶۵	محرز بن حارثہ	۱۳۳	۵۴	مہرج بن شہاب الدین	۱۰۸
۶۵	محرز بن زہیر الاسلمی مدنی	۱۳۳	۵۴	مبشر بن ابیرق	۱۰۹
۶۶	محرز بن عامر	۱۳۵	۵۵	مبشر بن ہرار بن معرور	۱۱۰
۶۶	محرز بن قتادہ بن مسلمہ	۱۳۶	۵۵	مبشر بن عبد المنذر	۱۱۱
۶۶	محرز القصاب	۱۳۶	۵۵	مہتمم بن نویرہ قیس	۱۱۲
۶۶	محرز بن فضلہ	۱۳۸	۵۶	مشعب سلمی	۱۱۳
۶۶	محرز	۱۳۹	۵۶	مثنی بن حارثہ	۱۱۴
۶۶	محرش الکعبی	۱۴۰	۵۶	مجاشر بن مسعود	۱۱۵

٤٨	محمد بن ابی حذیفه	١٤٩	٤٨	محسن بن علی	١٤١
٤٩	محمد بن حزم	١٤٤	٤٨	محسن الانصاری	١٤٢
٤٩	محمد بن خطاب	١٤٨	٤٩	محسن بن دوح الانصاری الاوسی	١٤٣
٤٩	محمد بن حمید	١٤٩	٤٩	محلم بن بشامه	١٤٤
٨٠	محمد بن حویطب القرشی	١٤٠	٤٠	محمد بن ابی بن کعب	١٤٥
٨٠	محمد بن خثیم ابویزید الحاربی	١٤١	٤٠	محمد بن اخیمة بن جراح	١٤٦
٨٠	محمد بن رافع	١٤٢	٤١	محمد بن اسلم بن بجرة الانصاری	١٤٧
٨٠	محمد بن ربیع بن عارض	١٤٣	٤١	محمد بن اسماعیل الانصاری	١٤٨
٨٠	محمد بن رکانه	١٤٤	٤٢	محمد بن اسود بن غلف	١٤٩
٨١	محمد	١٤٥	٤٢	محمد بن اشعث بن قیس الکندی	١٥٠
٨١	محمد بن زبیر	١٤٦	٤٢	محمد بن انس بن فضالة الانصاری	١٥١
٨١	محمد بن زید الانصاری	١٤٧	٤٣	محمد الانصاری	١٥٢
٨٢	محمد بن سعد المجہول	١٤٨	٤٣	محمد الانصاری	١٥٣
٨٢	محمد بن سفیان	١٤٩	٤٣	محمد بن یاس الیکبر کنانی	١٥٤
٨٣	محمد بن ابی سلمه	١٥٠	٤٣	محمد بن برار الکنانی البیثی	١٥٥
٨٣	محمد ابو سلیمان	١٥١	٤٣	محمد بن ابی برزه	١٥٦
٨٣	محمد بن سهیل	١٥٢	٤٣	محمد بن بشیر الانصاری	١٥٧
٨٤	محمد بن شریح الانصاری	١٥٣	٤٣	محمد بن ثابت بن قیس	١٥٨
٨٤	محمد بن شریح	١٥٤	٤٥	محمد بن جندب بن قیس	١٥٩
٨٥	محمد بن صفوان الانصاری	١٥٥	٤٥	محمد بن جابر	١٦٠
٨٥	محمد بن صیفی	١٥٦	٤٥	محمد بن جعفر بن ابی طالب	١٦١
٨٥	محمد بن صیفی الانصاری	١٥٧	٤٥	محمد بن ابی جهم	١٦٢
٨٦	محمد بن ضمرو	١٥٨	٤٦	محمد بن حاطب	١٦٣
٨٦	محمد بن طلحه	١٥٩	٤٦	محمد بن حبیب المهری	١٦٤
٨٨	محمد بن عامر	١٦٠	٤٦	محمد بن ابی حدرد	١٦٥

١٠١	محمد بن هشام	٢١٩	٨٨	محمد بن عبد الله	١٩١
١٠١	محمد بن هلال بن معلق	٢١٤	٨٩	محمد بن عبد الله	١٩٢
١٠٢	محمد بن يعقوب بن زيد	٢١٨	٨٩	محمد بن عبد الله	١٩٣
١٠٢	محمد بن يوسف	٢١٩	٩٠	محمد بن عبد الله	١٩٤
١٠٣	محمود بن ربيع	٢٢٠	٩٠	محمد بن عبد الله	١٩٥
١٠٣	محمود بن ربيع	٢٢١	٩١	محمد بن عبد الرحمن	١٩٦
١٠٣	محمود بن عمر بن سعد	٢٢٢	٩١	محمد بن عبد الرحمن	١٩٦
١٠٣	محمود بن عمير	٢٢٣	٩٢	محمد بن ابي عيسى	١٩٨
١٠٤	محمود بن بريد	٢٢٢	٩٢	محمد بن عدي	١٩٩
١٠٤	محمود بن مسلمة الانصاري	٢٢٥	٩٣	محمد بن عطية	٢٠٠
١٠٥	محمول	٢٢٩	٩٣	محمد بن علي بن القريشي	٢٠١
١٠٥	محمد بن جند	٢٢٤	٩٣	محمد بن عمرو	٢٠٢
١٠٤	محمد بن مسعود	٢٢٨	٩٥	محمد بن عمرو	٢٠٣
١٠٤	مخارق بن عبد الله البجلي	٢٢٩	٩٤	محمد بن عمير	٢٠٤
١٠٤	مخارق بن عبد الله شيباني	٢٣٠	٩٤	محمد بن ابي عميرة المزني	٢٠٥
١٠٤	مخارق الهلالي	٢٣١	٩٤	محمد بن فضالة	٢٠٦
١٠٨	مخاشن الحميري	٢٣٢	٩٤	محمد بن قيس الاشعري	٢٠٤
١٠٨	مخزوم بن معاوية	٢٣٣	٩٨	محمد بن قيس	٢٠٨
١٠٨	مختار بن حارث	٢٣٣	٩٨	محمد بن كعب	٢٠٩
١٠٨	مختار بن ابي عبيد	٢٣٥	٩٩	محمد بن محمود	٢١٠
١٠٩	مختار بن قيس	٢٣٦	٩٩	محمد بن مخلد	٢١١
١٠٩	مخزوم	٢٣٤	٩٩	محمد بن مسلمة	٢١٢
١٠٩	مخزوم الخزاعي الكعبي	٢٣٨	١٠١	محمد بن الهيثم المزني	٢١٣
١٠٩	مخزوم البصري	٢٣٩	١٠١	محمد بن نبيط بن جابر	٢١٤
١١٠	مخزوم بن شريح حضرمي	٢٤٠	١٠١	محمد بن نضلة الاسدي	٢١٥

۱۱۹	مراره بن سلمی الیمانی الحنفی	۲۴۶	۱۱۰	مخرمه بن قاسم	۲۴۱
۱۲۰	مراره بن مربع	۲۴۷	۱۱۰	مخرمه بن نوفل	۲۴۲
۱۲۰	مرشد بن جابر الکندی	۲۴۸	۱۱۱	مخشوش بن حمیر الاشجی	۲۴۳
۱۲۰	مرشد بن ربیع العبدی	۲۴۹	۱۱۱	مخشوش بن وبرة بن مخشوش	۲۴۴
۱۲۰	مرشد بن صلت الجعفری	۲۵۰	۱۱۲	مخلد الغفاری	۲۴۵
۱۲۰	مرشد بن ضبیان السدوسی	۲۵۱	۱۱۲	مخمر بن معاویه	۲۴۶
۱۲۱	مرشد بن عامر التغلبی	۲۵۲	۱۱۲	مخنف البکری	۲۴۷
۱۲۱	مرشد بن عدی الکندی	۲۵۳	۱۱۳	مخنف بن سلیم	۲۴۸
۱۲۱	مرشد بن ابی مرشد	۲۵۴	۱۱۳	مخول بن برید	۲۴۹
۱۲۲	مرشد بن نجبه	۲۵۵	۱۱۴	مخیس العذری	۲۵۰
۱۲۳	مرشد بن وداعه	۲۵۶	۱۱۴	مخیس ابو غنم	۲۵۱
۱۲۳	مرحب یا ابو مرحب	۲۵۷	۱۱۴	مدرک بن حارث	۲۵۲
۱۲۳	مرداس بن عمرو الفدکی	۲۵۸	۱۱۵	مدرک بن زیاد الغزالی	۲۵۳
۱۲۳	مرداس بن قیس الدوسی	۲۵۹	۱۱۵	مدرک ابو الطفیل الغفاری	۲۵۴
۱۲۵	مرداس بن مالک الاسلمی	۲۶۰	۱۱۵	مدرک بن عماره	۲۵۵
۱۲۵	مرداس بن مالک الغنوی	۲۶۱	۱۱۶	مدرک بن عوف	۲۵۶
۱۲۵	مرداس یا ابن مرداس	۲۶۲	۱۱۶	مدغم	۲۵۷
۱۲۶	مرداس بن ابی مرداس	۲۶۳	۱۱۶	مدلج الانصاری	۲۵۸
۱۲۶	مرداس بن مروان	۲۶۴	۱۱۶	مدلج بن عمرو اسلمی	۲۵۹
۱۲۶	مرداس بن نهیک	۲۶۵	۱۱۶	مدلوک ابوسفیان الغزالی	۲۶۰
۱۲۶	مرزبان بن نعمان	۲۶۶	۱۱۸	مذخور بن عدی العجلی	۲۶۱
۱۲۶	مرزوق اشامی	۲۶۷	۱۱۸	مذکور العسزری	۲۶۲
۱۲۶	مرکبود	۲۶۸	۱۱۸	مذکور القبطی	۲۶۳
۱۲۶	مروان بن جذع	۲۶۹	۱۱۸	مرار بن مالک	۲۶۴
۱۲۶	مروان بن حکم	۲۷۰	۱۱۹	مراره بن ربیع	۲۶۵

۱۳۹	مسعود بن اسود البلوکی	۳۱۶	۱۲۹	مروان بن قیس الاسدی	۲۹۱
۱۴۰	مسعود بن اوس	۳۱۷	۱۳۰	مروان بن مالک الداری	۲۹۲
۱۴۰	مسعود بن اوس	۳۱۸	۱۳۰	مرہ بن جباب	۲۹۳
۱۴۱	مسعود اثقفی	۳۱۹	۱۳۰	مرہ بن سراقہ	۲۹۴
۱۴۱	مسعود بن خراش	۳۲۰	۱۳۰	مرۃ العامری	۲۹۵
۱۴۱	مسعود بن حکم	۳۲۱	۱۳۱	مرہ مابی الیشکری	۲۹۶
۱۴۱	مسعود بن خالد الخزاعی	۳۲۲	۱۳۱	مرہ بن عمرو	۲۹۷
۱۴۲	مسعود بن خالد الزرقی	۳۲۳	۱۳۱	مرہ بن عمرو العقیلی	۲۹۸
۱۴۲	مسعود بن ربیعہ	۳۲۴	۱۳۲	مرہ بن کعب	۲۹۹
۱۴۳	مسعود بن رخیلہ	۳۲۵	۱۳۲	مزد بن عنرار	۳۰۰
۱۴۳	مسعود بن زراہ	۳۲۶	۱۳۳	مزیدہ بن جابر العبدی العسری	۳۰۱
۱۴۳	مسعود بن زید سبع	۳۲۷	۱۳۴	مساحی ابو نوفل	۳۰۲
۱۴۳	مسعود بن سعد	۳۲۸	۱۳۵	مساحی الدیلمی ابو عبیدہ	۳۰۳
۱۴۴	مسعود بن سعد بن قیس	۳۲۹	۱۳۵	مساحی بن عیاض	۳۰۴
۱۴۴	مسعود بن سنان الاسلمی	۳۳۰	۱۳۶	مستظل بن حصین	۳۰۵
۱۴۴	مسعود بن سنان الانصاری	۳۳۱	۱۳۶	المستیز بن صعصعۃ الخزاعی	۳۰۶
۱۴۴	مسعود بن سوید بن حارثہ	۳۳۲	۱۳۶	المستورد بن جبیلان العبدی	۳۰۷
۱۴۵	مسعود بن عنحاک	۳۳۳	۱۳۷	مستورد بن شداد	۳۰۸
۱۴۵	مسعود بن عبد سعد	۳۳۴	۱۳۷	مستورد بن منہال	۳۰۹
۱۴۵	مسعود بن عبدہ بن مظہر	۳۳۵	۱۳۷	مسرع بن یاسر الجہنی	۳۱۰
۱۴۵	مسعود	۳۳۶	۱۳۸	مسروح ابو بکر	۳۱۱
۱۴۵	مسعود بن عمرو اثقفی	۳۳۷	۱۳۸	مسروق بن ابدع الہمدانی	۳۱۲
۱۴۶	مسعود بن عمرو القاری	۳۳۸	۱۳۸	مسروق بن وائل حضرمی	۳۱۳
۱۴۶	مسعود فروہ الاسلمی	۳۳۹	۱۳۸	مسطح بن اثاثر	۳۱۴
۱۴۶	مسعود بن قیس	۳۴۰	۱۳۹	مسعود بن اسود	۳۱۵

۱۵۲	مسلم بن مخلد	۳۴۹	۱۴۶	مسعود بن وائل	۳۴۱
۱۵۵	مسور ابو عبد الله	۳۴۶	۱۴۶	مسعود بن یزید	۳۴۲
۱۵۵	مسور بن مخزوم	۳۴۸	۱۴۶	مسلم بن بجره الانصاری	۳۴۳
۱۵۶	مسور بن یزید الاسدی ماکلی	۳۴۹	۱۴۶	مسلم بن حارث	۳۴۴
۱۵۶	مسیب بن حزن	۳۵۰	۱۴۸	مسلم بن حارث الخزاعی	۳۴۵
۱۵۶	مسیب بن ابی السائب	۳۵۱	۱۴۹	مسلم بن جیشہ	۳۴۶
۱۵۶	مسیب بن عمر	۳۵۲	۱۴۹	مسلم البورائطہ	۳۴۷
۱۵۸	مشرح الاشعری والد میل	۳۵۳	۱۴۹	مسلم بن رباح	۳۴۸
۱۵۸	مشرخ بن خالد السعدی	۳۵۴	۱۵۰	مسلم بن سائب	۳۴۹
۱۵۸	مصعب الاسلمی	۳۵۵	۱۵۰	مسلم ابو عباد	۳۵۰
۱۵۹	مصعب بن ام الجلاس	۳۵۶	۱۵۰	مسلم بن عبد الله ازدی	۳۵۱
۱۵۹	مصعب بن شیبہ	۳۵۷	۱۵۰	مسلم بن عبد الله ازدی	۳۵۲
۱۶۰	مصعب بن عمیر	۳۵۸	۱۵۰	مسلم بن عبد الرحمن	۳۵۳
۱۶۲	مضارب النخلی	۳۵۹	۱۵۱	مسلم ابو عبد الله قرشی	۳۵۴
۱۶۲	مضر بن جداله	۳۶۰	۱۵۲	مسلم بن عقرب ازدی	۳۵۵
۱۶۳	مضطجع بن اثاثہ	۳۶۱	۱۵۱	مسلم بن عمار الحضرمی	۳۵۶
۱۶۳	مفرس بن سفیان	۳۶۲	۱۵۲	مسلم بن عمرو	۳۵۷
۱۶۳	مطاع	۳۶۳	۱۵۲	مسلم بن عمیر الثقفی	۳۵۸
۱۶۳	مطر بن عکاس السلمی	۳۶۴	۱۵۲	مسلم بن ابو عویجہ	۳۵۹
۱۶۳	مطر بن اللبیشی	۳۶۵	۱۵۳	مسلم بن ابوالغادیہ	۳۶۰
۱۶۳	مطر بن ہلال	۳۶۶	۱۵۳	مسلم بن ہانی	۳۶۱
۱۶۵	مطرح بن جندلہ السلمی	۳۶۷	۱۵۳	مسلم بن اسلم	۳۶۲
۱۶۵	مطرف بن بہصل	۳۶۸	۱۵۳	مسلم بن شیبان	۳۶۳
۱۶۵	مطرف بن خالد	۳۶۹	۱۵۳	مسلم بن قیس الانصاری	۳۶۴
۱۶۵	مطرف بن مالک	۳۷۰	۱۵۴	مسلم بن مالک	۳۶۵

۱۸۰	معاذ بن یزید	۴۱۶	۱۶۵	مطعم بن عبیدہ البیلوی	۳۹۱
۱۸۰	معاذ بن عمرو النہرانی	۴۱۷	۱۶۶	مطلب بن ازہر	۳۹۲
۱۸۰	معانی بن زید الجبرشی	۴۱۸	۱۶۶	مطلب بن حطب	۳۹۳
۱۸۱	معاویہ بن ثعلبہ	۴۱۹	۱۶۷	مطلب بن ربیعہ	۳۹۴
۱۸۱	معاویہ بن ثور	۴۲۰	۱۶۷	مطلب بن ابی وداعہ	۳۹۵
۱۸۱	معاویہ بن جابر المہتمی	۴۲۱	۱۶۸	مطیع بن اسود	۳۹۶
۱۸۲	معاویہ بن خدیج	۴۲۲	۱۶۹	مطیع بن عامر	۳۹۷
۱۸۳	معاویہ بن حکم سلمی	۴۲۳	۱۶۹	مظہر بن رافع	۳۹۸
۱۸۳	معاویہ بن حیدہ	۴۲۴	۱۷۰	معاذ بن انس جہنی	۳۹۹
۱۸۴	معاویہ بن سوید بن مقرن	۴۲۵	۱۷۰	معاذ بن ابوبشر اسدی	۴۰۰
۱۸۴	معاویہ بن صخر	۴۲۶	۱۷۰	معاذ بن النہمی	۴۰۱
۱۸۸	معاویہ بن صعصعہ النہمی	۴۲۷	۱۷۰	معاذ بن جبل	۴۰۲
۱۸۸	معاویہ بن عبد اللہ	۴۲۸	۱۷۲	معاذ بن حارث الانصاری	۴۰۳
۱۸۸	معاویہ بن عبد اللہ	۴۲۹	۱۷۲	معاذ بن حارث	۴۰۴
۱۸۸	معاویہ بن عیاض الکندی	۴۳۰	۱۷۷	معاذ بن رباح ابو زہیر ثقفی	۴۰۵
۱۸۸	معاویہ بن قزامل المحاربی	۴۳۱	۱۷۷	معاذ بن زرارہ	۴۰۶
۱۸۹	معاویہ بن الیثی	۴۳۲	۱۷۷	معاذ ابو زہرہ	۴۰۷
۱۸۹	معاویہ بن محضن	۴۳۳	۱۷۷	معاذ بن سعد	۴۰۸
۱۸۹	معاویہ بن معاویہ	۴۳۴	۱۷۸	معاذ بن صمہ	۴۰۹
۱۹۰	معاویہ بن نضیع	۴۳۵	۱۷۸	معاذ بن عثمان	۴۱۰
۱۹۰	معاویہ بن نوفل	۴۳۶	۱۷۸	معاذ	۴۱۱
۱۹۰	معاویہ ہذلی	۴۳۷	۱۷۹	معاذ بن عمرو	۴۱۲
۱۹۱	معبد بن اکثم الخزاعی الکعبی	۴۳۸	۱۷۹	معاذ بن ماعض	۴۱۳
۱۹۱	معبد الجذامی	۴۳۹	۱۸۰	معاذ بن معدان	۴۱۴
۱۹۲	معبد بن خالد الجہنی	۴۴۰	۱۸۰	معاذ بن یزید بن سکن	۴۱۵

۲۰۱	معدی کرب بن رفاعه	۲۴۴	۱۹۲	معبد الخزاعي	۲۴۱
۲۰۱	معدی کرب بن شراجیل	۲۴۶	۱۹۳	معبد بن زبیر	۲۴۲
۲۰۱	معدی کرب بن قیس	۲۴۸	۱۹۳	معبد ابو زبیر فیری	۲۴۳
۲۰۱	معدی کرب الہمدانی	۲۴۹	۱۹۴	معبد بن صلیح بصری	۲۴۴
۲۰۱	معدی کرب ابو موسیٰ	۲۵۰	۱۹۵	معبد بن عباد	۲۴۵
۲۰۲	معرض بن علاط سلمیٰ	۲۵۱	۱۹۵	معبد بن عباس	۲۴۶
۲۰۲	معرض بن معقیب یامی	۲۵۲	۱۹۵	معبد بن عبد سعد	۲۴۷
۲۰۲	معضد بن یزید	۲۵۳	۱۹۵	معبد القرشی	۲۴۸
۲۰۲	مقل بن خلیفہ	۲۵۴	۱۹۶	معبد بن قیس	۲۴۹
۲۰۳	مقل بن سنان	۲۵۵	۱۹۶	معبد بن مخزومہ	۲۵۰
۲۰۳	مقل بن سنان	۲۵۶	۱۹۶	معبد بن مسعود سلمیٰ النہری	۲۵۱
۲۰۳	مقل بن مقرن المزنی	۲۵۷	۱۹۶	معبد بن مسیرۃ سلمیٰ	۲۵۲
۲۰۳	مقل بن منذر	۲۵۸	۱۹۶	معبد بن نباتہ	۲۵۳
۲۰۳	مقل بن ابی اسیم	۲۵۹	۱۹۶	معبد بن وہب العبدي	۲۵۴
۲۰۵	مقل بن یسار	۲۶۰	۱۹۶	معبد بن ہوذة الانصاری	۲۵۵
۲۰۵	معلی بن لوزان	۲۶۱	۱۹۸	معتب بن عمرو سلمیٰ	۲۵۶
۲۰۵	معمربن انصاری	۲۶۲	۱۹۸	معتب بن جمرار	۲۵۷
۲۰۶	معمربن حارث بن قیس	۲۶۳	۱۹۸	معتب بن عبید	۲۵۸
۲۰۶	معمربن حارث	۲۶۴	۱۹۸	معتب بن قشیر	۲۵۹
۲۰۶	معمربن حبیب	۲۶۵	۱۹۹	معتب بن ابی اسب	۲۶۰
۲۰۶	معمربن حزم	۲۶۶	۱۹۹	معتبر	۲۶۱
۲۰۶	معمربن خزاعہ	۲۶۷	۲۰۰	معد بن ذہل	۲۶۲
۲۰۶	معمربن ابی سرح	۲۶۸	۲۰۰	معدان ابو الخیر	۲۶۳
۲۰۶	معمربن عبد اللہ	۲۶۹	۲۰۰	معدان ابو خالد	۲۶۴
۲۰۶	معمربن عثمان	۲۷۰	۲۰۰	معدی کرب بن حارث	۲۶۵

۲۲۰	مقرب	۵۱۵	۲۰۸	معمر بن سلاب الزماني	۲۹۱
(۲۲۰)	مقداد بن عمرو	۵۱۶	۲۰۸	معمر	۲۹۲
۲۲۳	مقدام بن معدی کرب	۵۱۸	۲۰۸	معمر بن حاجر	۲۹۳
۲۲۴	مقسم	۵۱۹	۲۰۸	معن بن عدی	۲۹۴
۲۲۴	مقدم	۵۲۰	۲۰۹	معن بن فضالہ	۲۹۵
۲۲۴	مقوقس (حاکم سکندریہ)	۵۲۱	۲۰۹	معن بن یزید	۲۹۶
۲۲۵	مکحول	۵۲۲	۲۰۹	معن بن یزید الخفاجی	۲۹۷
۲۲۵	مکرم الغضاری	۵۲۳	۲۰۹	معوذ بن غفرار	۲۹۸
۲۲۵	مکلبہ بن ملکان	۵۲۴	۲۱۰	معوذ الجموح	۲۹۹
۲۲۶	مکلف الحارثی	۵۲۵	۲۱۰	معیقب بن ابی فاطمہ دوسی	۵۰۰
۲۲۶	مکلف بن زید الخلیل طائی	۵۲۶	۲۱۱	معیقب بن معمر یمنی	۵۰۱
۲۲۶	مکیتل یثی	۵۲۷	۲۱۲	مغفل بن عبد نهم	۵۰۲
۲۲۷	مکیت	۵۲۸	۲۱۲	مغلس	۵۰۳
۲۲۷	ملحان بن زیاد	۵۲۹	۲۱۲	مغیث بن ابی احمد	۵۰۴
۲۲۷	ملحان بن شبل البکری	۵۳۰	۲۱۳	مغیث بن عبید	۵۰۵
۲۲۸	ملفع بن حصین التیمی السعدی	۵۳۱	۲۱۴	مغیث بن عمرو ابو ثردان السلی	۵۰۶
۲۲۸	ملکون بن عبید	۵۳۲	۲۱۴	مغیث بن الغنوی	۵۰۷
۲۲۸	ملیل بن عبد الکرم	۵۳۳	۲۱۴	مغیرہ بن افسس	۵۰۸
۲۲۹	ملیل بن وبرہ	۵۳۴	۲۱۵	مغیرہ بن حارث	۵۰۹
۲۲۹	منبث	۵۳۵	۲۱۵	مغیرہ بن حارث بن ہشام	۵۱۰
۲۲۹	منبہ ابو وہب	۵۳۶	۲۱۶	مغیرہ بن سلمان الخزائی	۵۱۱
۲۲۹	منبہ والد یعلی بن ابو وہب	۵۳۷	۲۱۶	مغیرہ بن شعبہ	۵۱۲
۲۳۰	منتجع	۵۳۸	۲۱۸	مغیرہ بن نوفل	۵۱۳
۲۳۰	منتذر	۵۳۹	۲۱۹	مغیرہ بن ہشام	۵۱۴
۲۳۰	منتشر	۵۴۰	۲۱۹	مغروق بن عمرو الامم	۵۱۵

۲۳۸	منقذ بن بيا بته الاسدي	۵۴۴	۲۳۱	منفق	۵۴۱
۲۳۸	منفعه	۵۴۷	۲۳۱	منجاب بن راشد	۵۴۲
۲۳۸	منفق تيمی	۵۴۸	۲۳۱	منجاب بن راشد ناجی	۵۴۳
۲۳۹	منفق بن مالک	۵۴۹	۲۳۲	منذر بن اجدع الهمدانی	۵۴۴
۲۳۹	منکدر بن عبد الله	۵۷۰	۲۳۲	منذر الاسلمی	۵۴۵
۲۳۹	منهال ابو عبد الملك القيسي	۵۷۱	۲۳۲	منذر بن ابی اسيد الساعدي	۵۴۶
۲۴۰	منيب ازدي ابو مدرک	۵۷۲	۲۳۳	منذر بن سادى	۵۴۷
۲۴۰	منيب بن عبد السلمي	۵۷۳	۲۳۳	منذر بن سعد	۵۴۸
۲۴۰	منيزر اسلمی	۵۷۴	۲۳۳	منذر بن عائد	۵۴۹
۲۴۱	مهاجر بن ابی أمية	۵۷۵	۲۳۳	منذر بن عباد الانصاري	۵۵۰
۲۴۱	مهاجر بن خالد بن وليد	۵۷۶	۲۳۳	منذر بن عبد الله	۵۵۱
۲۴۲	مهاجر بن زياد الحارثي	۵۷۷	۲۳۳	منذر بن عبد المداك يشكري	۵۵۲
۲۴۲	مهاجر	۵۷۸	۲۳۳	منذر بن عدی	۵۵۳
۲۴۳	مهاجر بن قنفذ	۵۷۹	۲۳۳	منذر بن عرفج	۵۵۴
۲۴۳	مهاجر	۵۸۰	۲۳۳	منذر بن عمرو	۵۵۵
۲۴۳	مجمع	۵۸۱	۲۳۴	منذر بن قدامه	۵۵۶
۲۴۳	مهدی جزري	۵۸۲	۲۳۴	منذر بن كعب دارمي المحدث	۵۵۷
۲۴۳	مهران	۵۸۳	۲۳۴	منذر بن مالک	۵۵۸
۲۴۳	مهران	۵۸۴	۲۳۴	منذر بن محمد بن عقبه	۵۵۹
۲۴۳	مهرم بن وهب الكندي	۵۸۵	۲۳۷	منذر بن يزيد	۵۶۰
۲۴۵	ميشم	۵۸۶	۲۳۷	منصور بن عمير	۵۶۱
۲۴۵	ميهل	۵۸۷	۲۳۷	منصور بن زبان	۵۶۲
۲۴۵	ميهين بن ميشم	۵۸۸	۲۳۷	منقذ بن نخيس	۵۶۳
۲۴۵	موسى بن حارث	۵۸۹	۲۳۷	منقذ بن زيد	۵۶۴
۲۴۴	موله بن كثيف	۵۹۰	۲۳۷	منقذ بن عمرو	۵۶۵
۲۴۸	ميمون	۵۹۷	۲۳۴	موش بن فضاله	۵۹۱
۲۴۸	ميمون بن سبناد عقيلي	۵۹۸	۲۳۴	موسيب بن عبد الله	۵۹۲

حرف میم : میم و الف

(سیدنا) مابور (رضی اللہ عنہ)

یہ صحابی خاصی تھے جنہیں مقوقس حاکم سکندریہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بطور ہدیہ ارسال کیا تھا۔ اس کے راوی جعفر بن جھول نے مصعب سے روایت بیان کی۔ کہ ام المومنین ماریہ بنت شمعون کے بطن سے (جو قبلی الاصل تھیں) اور جنہیں مقوقس نے ان کی ہمشیرہ سیرین اور ایک خاصی غلام کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ حضور کے صاحبزادے جناب ابراہیم پیدا ہوئے تھے۔ ابن زہیر نے اس سلسلے میں سلیمان بن ارقم کی حدیث کو جو انہوں نے جناب عروہ سے سنی جنہوں نے حضرت عائشہ سے اس حدیث کو یوں بیان کیا کہ جناب ماریہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ ان کے عمزاد بھائی مابور رضی اللہ عنہ بھی تھے جن کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو بعض نازیبا واقعات کا علم ہوا تو آپ نے حضرت علی کو حکم دیا کہ جاؤ اور اسے قتل کر دو لیکن جب انہیں یقین ہو گیا کہ جناب مابور نامرد ہیں، تو درگزر فرمایا۔ ابو موسیٰ نے اس حدیث کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مائع (رضی اللہ عنہ)

جناب جعفر نے ابن اسحاق سے اس نے محمد بن ابراہیم بن حارث التیمی سے یوں روایت کی کہ غزوہ طائف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ آپ کی خالہ، فاختہ بن عمرو بن عائد بن مخزوم کا ایک آزاد کردہ مخنث غلام مائع بھی تھا۔ یہ شخص کبھی کبھی امہات المومنین کے حجروں میں چلا جایا کرتا تھا۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اسے بہت ہنر جانتے تھے اور آپ کا خیال تھا کہ اسے جنسی معاملات کی سوجھ بوجھ نہیں ہے۔ اس لیے حضور معترض نہ ہوتے تھے۔ ایک دفعہ اتفاقاً آپ نے اسی مائع کو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ مخزومی سے کہتے سنا: خالد! اگر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم طائف کو فتح کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو بادیہ بنت غیلان بن سلمہ کو ہاتھ سے نہ جانے دینا۔ کیونکہ جب وہ روہر ہوتی ہے تو اس کے ساتھ چار ہوتے ہیں اور جب وہ پیٹھ پھیرتی ہے تو اس کے ساتھ آٹھ ہوتے ہیں۔ حضور اکرم نے فرمایا: میرے دم و گمان میں بھی نہ تھا کہ یہ شخص ان معاملات کو سمجھتا ہے (ایک روایت میں ہے کہ مائع کی گفتگو عبد اللہ بن ابی امیہ سے ہوئی آپ نے امہات المومنین کو ہدایت فرمائی کہ مائع کو اسدہ اپنے حجروں میں آنے کی اجازت نہ دیں۔ محمد بن منکدر اور صفوان بن سلیم سے مروی ہے کہ حضرت ابو بکر نے اپنے دور خلافت میں مائع کو جلا وطن کر کے بر مقام فذک بھیج دیا۔ جہاں وہ بالکل تنہا رہتا تھا۔

(سیدنا) مازن بن خیشم السکونی (رضی اللہ عنہ)

جب بنو سکا سک اور بنو سکونی میں جھگڑا اٹھ کھڑا ہوا، تو حضرت معاذ بن جبل نے انہیں ایک دفعہ کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں برائے مصالحت روانہ کیا تھا۔ اسماعیل بن عباس نے اس حدیث کو صفوان بن عمر اور عمرو بن قیس بن ثور بن مازن بن خیشم سے روایت کیا ہے۔

(سیدنا) مازن بن غصوبہ الطائی الخطائی (رضی اللہ عنہ)

خطامہ بنو طے کا ایک ذیلی قبیلہ ہے اور خطامہ علی بن حرب بن محمد بن علی بن جان بن مازن بن غصوبہ کا دادا تھا۔ اس نے کافروں کے انداز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بارے میں پیش گوئی کی تھی۔ ابو موسیٰ بن ابوبکر المدنی اور احمد بن عباس سے مروی ہے کہ ہم نے ابوبکر محمد بن عبداللہ سے، اس نے سلیمان بن احمد بن ایوب سے، اس نے موسیٰ بن جہور الشیبی السحار سے، اس نے علی بن حرب سے اس نے ابوالمنذر ہشام بن محمد الکلبی سے اس نے اپنے باپ عبداللہ العمانی سے اور اس نے مازن بن غصوبہ سے سنا۔ اس نے بیان کیا کہ میں ایک بت کا جس کا نام ناجر تھا، پجاری تھا۔ یہ سرزمین عمان کے ایک قصبے میں نصب تھا ایک دفعہ ہم نے اس پر ایک جانور قربان کیا۔ تو دعا بت سے آواز آئی: "اے مازن! میری ایک بشارت سنو، نیکی عیاں ہو گئی ہے اور بُرائی نے منہ چھپا لیا ہے اور بنو مضر کے دین کو خدائے جلیل کے دین نے پھینک دیا ہے، اگر تم جہنم کی آگ سے بچنا چاہتے ہو تو پتھروں کی پوجا چھوڑ دو۔" مازن کہتے ہیں، میں نے سنا تو گھبرا گیا، لیکن بات آئی گئی ہو گئی۔ کچھ دنوں کے بعد ہم نے پھر ایک جانور ذبح کیا۔ چنانچہ اس بت نے پھر مجھ سے مخاطب ہو کر کہا: "ادھر آؤ۔ میری بات سنو، اور احق نہ بنو، مکے میں ایک بنی مبعوث ہوا ہے ہوئی اور میں جان گیا کہ اس میں ضرور کوئی بھلائی ہے۔ اس اثناء میں حجاز کا ایک آدمی وہاں آنکلا۔ میں نے پوچھا۔ کہو، تمہارے علاقے حجاز میں کوئی نئی بات واقع ہوئی ہے؟ کہنے لگا، ہاں، ہمارے یہاں ایک شخص جن کا نام نامی احمد ہے، نے ظنور فرمایا ہے، وہ کہتے ہیں میری دعوت سنی ہے۔ اس کے بعد میں نے بت کو توڑ پھوڑ دیا اور اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور لیں ملتے ہوئے، "یا رسول اللہ! بنو خطامہ سے ہوں، میں بڑا عیاش، شرابی، کبابی اور عورتوں کا رسیا رہا ہوں۔ سارا مال و متاع ان نامحرم مشاغل کی بھینٹ چڑھ گیا ہے۔ چنانچہ اب افلاس و بد حالی کی گرفت میں ہوں،

یہ محدث ہے کہ بت نہ بول سکتا ہے اور نہ غیب جانتا ہے۔ مترجم

دعا فرمائیے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بیٹا عطا فرمائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی اور تمام افعال بد سے چھٹکارا حاصل ہوا پھر میں نے چار شادیاں کیں، خدا نے مجھے اولادِ نرینہ سے نوازا، نیز قرآن حکیم کی بعض سورتیں میں نے حفظ کر لیں۔ اور کئی حج کیے، اشعار

۱۔ یا رسول اللہ! میری اونٹنی، آپ کی طرف اٹھ دوڑی، اور عمان سے عرج تک صحراؤں اور ریگستانوں کو طے کرتی چلی گئی۔

۲۔ تاکہ آپ یا رسول اللہ (جو اشرف المخلوقات ہیں) میرے شفیع بنیں، اور میرا رب میرے گناہ معاف کر دے اور پھر میں اپنے گھر فلج لوٹ جاؤں۔

۳۔ ان لوگوں کی طرف لوٹ جاؤں جن کے دین کو میں نے ترک کر دیا ہے۔ اب نہ تو ان کا دین، میرا دین ہے اور نہ ان کی جماعت میری جماعت ہے۔

۴۔ میں نے اپنی ساری جوانی اعیاشی اور شراب نوشی کی نذر کر دی اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی کہ یہ بڑائیاں میرے جسم میں رچ بس گئیں۔

۵۔ خدا نے اپنے فضل و کرم سے مجھے شراب نوشی سے بچالیا، اور میرے دل میں اپنا ڈر پیدا کر دیا۔ چنانچہ زنا کی بجائے میں نے پارسائی اختیار کر لی اور یوں اپنی شرمگاہ کی حفاظت میں کامیاب ہو گیا۔

۶۔ اب میری خواہش اور ارادہ یہ ہے کہ میں اللہ کی راہ میں جہاد کروں گا۔ اسی طرح میں اس کی رضا کی خاطر روزے رکھوں گا اور حج کروں گا۔

(سیدنا) ماعز (رضی اللہ عنہ)

انہوں نے بصرے میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ وہیب بن خالد نے جہیری سے اور اس نے جان بن عمیر سے اور اس نے جناب ماعز رضی اللہ عنہ سے روایت بیان کی۔ کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، یا رسول اللہ سب سے بہتر عمل کون سا ہے؟ فرمایا، اللہ پر ایمان لانا اور اس کی راہ میں جہاد کرنا۔ شعبہ نے البحرری سے، اس نے یزید بن عبد اللہ بن شخیب سے اور اس نے ماعز سے روایت کی ہے کہ ہم سے عبد الوہاب بن ہبہ اللہ نے اس نے عبد اللہ بن احمد سے روایت بیان کی۔ مجھ سے میرے ماں باپ نے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن جعفر

۱۔ مَنْ وَطِئَ الْحَصَى، تمام ان لوگوں سے بہتر جنہیں ان سنگریزوں پر چلنے کا اتفاق ہوا۔

اور شعبہ بن ابی مسعود الجری نے اور یزید بن عبد اللہ بن شحیر نے معزز سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضور اکرمؐ سے دریافت کیا، یا رسول اللہؐ بہترین عمل کونسا ہے۔ فرمایا: اللہ پر ایمان، جہاد اور حج۔ یہ تین اعمال باقی اعمال کے مقابلے میں اس طرح افضل ہیں، جیسے مشرق بمقابلہ مغرب۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابو عمر نے ان کی نسبت کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ لکھا ہے کہ میں ان کی نسبت سے نا آشنا ہوں۔ نیز یہ روایت کی کہ انھوں نے رسول اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ بہترین عمل کیا ہے۔

(سیدنا) ابو عبد اللہ بن معزز (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت کے مطابق یہ اور مذکور صحابی ایک ہی ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے عبد اللہ نے روایت کی۔ یہ بصری تھے۔ ان کی حدیث احمد بن اسحاق بن صالح نے، ابوسلمہ موسیٰ بن اسماعیل سے انھوں نے ہشید بن قاسم سے، انھوں نے جحید بن عبد الرحمن سے انھوں نے عبد اللہ بن معزز سے روایت کی کہ معزز حضور اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ نے انھیں ایک فرمان لکھ کر دیا کہ معزز اپنے قبیلے کے بعد مسلمان ہو گیا ہے اور اسے کوئی نہ ستائے۔ ابن مندہ اور ابوالنعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معزز بن مالک الاسلمی (رضی اللہ عنہ)

یہ صحابی بے تقاضائے بشریت زنا کر بیٹھے۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے اعتراف گناہ کیا اور سنگسار ہوئے۔ اس حدیث رحم کو ابن عباسؓ بریدہ اور ابو ہریرہؓ نے روایت کیا۔ ابن مندہ اور ابوالنعیم کا یہی قول ہے۔ ابو عمر کہتا ہے کہ معزز بن مالک مدنی تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ان کے قبیلے کے نام قبول اسلام کا فرمان لکھ کر دیا تھا۔ انھوں نے ہی اعتراف زنا کیا تھا اور مرجوم ہوئے۔ ان کے بیٹے نے ان سے صرف ایک حدیث بیان کی ہے۔

ابوبکر مسمار بن عمر بن عدیس البغدادی وغیرہ نے ابو العباس بن احمد بن ابی غالب بن طلایہ سے انھوں نے ابوالقاسم انماطی سے، انھوں نے مخلص سے انھوں نے ابو حامد محمد بن ہارون المحضمی سے انھوں نے اسحاق بن ابواسرائیل سے، انھوں نے قاضی ابویوسف سے انھوں نے ابو حنیفہ سے انھوں نے علقم بن مرشد سے، انھوں نے سلیمان بن بریدہ سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ معزز بن مالک نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ارتکاب زنا کا اقرار کیا۔ حضور نے غور نہ فرمایا اور کہا چلے جاؤ، وہ چار بار آئے اور ہر بار اعتراف جرم کیا۔ آخر کار حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے قبیلے والوں سے پوچھا۔ کیا اس آدمی کے دماغ میں کچھ فتور ہے۔ کیونکہ یہ آدمی چار دفعہ میرے سامنے اپنے گناہ کا اقرار کر چکا ہے اور اجر اپنے حد کے لیے اصرار کر رہا ہے۔ اہل قبیلہ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ یہ آدمی ذہنی لحاظ سے تو بالکل ٹھیک ٹھاک ہے۔

چنانچہ آپ نے حد کا حکم دیا۔

ابن منذر اور ابو نعیم نے تین ایسے آدمیوں کا ذکر کیا ہے۔ جن کا نام ماعز تھا۔ ان کے قول کے مطابق دوسرے ماعز کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ بعض اسے پہلا ماعز گردانتے ہیں۔ ابو عمر کے مطابق جس آدمی کو سنگسار کیا تھا۔ اس کا نام ماعز بن مالک تھا اور اسکی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ اور ماعز بن مالک التیمی کے بارے میں وہ لکھتا ہے کہ یہ دوسرا آدمی ہے جس کے حسب نسب کا مجھے علم نہیں اور یہی وہ شخص ہے جس نے حضور سے بہترین عمل کے متعلق دریافت کیا تھا۔

(سیدنا) ماعز بن مجالد بن ثور البکائی (رضی اللہ عنہ)

ان کے نسب کا ذکر ان کے والد کے تذکرے میں کیا جائے گا۔ یہ صحابی دربار رسالت میں بہ صورت وفد باریاب ہوئے تھے۔ یہ ابن الکلبی کا قول ہے۔

(سیدنا) مالک بن حمزہ (رضی اللہ عنہ)

ہمیں ابو موسیٰ نے بتایا، اسے حسن بن احمد نے اسے ابو نعیم نے، اسے سلیمان بن احمد نے، اسے محمد بن ہارون بن بکار بن بلال نے اور اسے صفوان بن صالح نے، اسے ولید بن مسلم نے، اسے سعید بن منصور الجذامی نے اور اس نے اپنے دادا مالک بن حمزہ کی زبانی بیان کیا۔ کہ جب انہیں تبوک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا علم ہوا، تو انھوں نے دربار رسالت میں حاضر ہو کر سلام قبول کر لیا اور درخواست کی، کہ انھیں تبلیغ دین کے بارے میں اجازت نامہ عطا فرمایا جائے۔ چنانچہ آپ نے چپڑے کے ایک ٹکڑے پر یہ تحریر لکھ دی:

”بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ رقعہ محمد رسول اللہ کی طرف سے مالک بن حمزہ اور ان مسلمانوں کو جو اس کے تابع فرمان ہیں، بطور امان لکھ کر دیا جا رہا ہے۔ کہ جب تک وہ نماز قائم کیے رکھیں گے، زکوٰۃ ادا کریں گے، مسلمانوں کی پیروی کریں گے اور کفار سے قطع تعلق کیے رکھیں گے۔ مال غنیمت سے خمس ادا کریں گے۔ اور اسی طرح مقروض مسلمانوں کے ادائے قرض میں بقدر استطاعت حصہ ادا کریں گے۔ انھیں خدا نے عز و جل اور محمد رسول اللہ کی امان حاصل رہے گی۔“

اور یزید بن عبد رب یا ابن عبد اللہ الحمصی نے ولید سے یوں روایت کی کہ مجھ سے سعید بن منصور بن محرز بن مالک بن حمزہ العوفی نے اپنے دادا سے بیان کیا کہ جب تبوک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کا مجھے علم ہوا، تو میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ بعدہ میرے دادا نے ساری حدیث بیان کی۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن اخیمر الباہلی، بعض لوگوں نے اخامر لکھا ہے۔ لیکن صحیح اخیمر ہی ہے۔ ان سے ابو زرین الباہلی نے روایت کی ہے کہ ہمیں ابو الفرج بن ابی المر جانی، ابن ابی عاصم سے۔ اس نے دحیم سے۔ اس نے ابن ابی فذیک سے۔ اس نے موسیٰ بن یعقوب سے۔ اس نے ابو زرین باہلی سے۔ اس نے مالک بن اخیمر سے سنا۔ انھوں نے کہا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ صفور (دلیث) سے نہ تو صرف (اللہ کی راہ میں خرچ) کو قبول فرماتا ہے اور نہ عدل کو پوچھا گیا، یا رسول اللہ! صفور کون ہوتا ہے، فرمایا، دلیث، جسے اس کی پرواہ نہ ہو کہ کون اس کی بیوی کے پاس اٹھتا بیٹھتا ہے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔ ابو عمر کہتا ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے۔ کیونکہ راوی نے حضور اکرم سے نہیں سنی۔ اس نے عبد الملک بن مردان کے عہد حکومت میں وفات پائی۔ میں نے اس حدیث کو صحاح کے کئی نسخوں میں ابو عمر سے مروی دیکھا ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن ازہر، بعض نے ان کے والد کا نام ابی ازہر اور بعض نے زاہر لکھا ہے۔ انھوں نے آپ کو ایسی حالت میں دیکھا کہ آپ اپنے پاؤں کے تلوے صاف کر رہے تھے۔ ابو عمر نے ان کے والد کا نام زاہر لکھا ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

الاشجعی، ان کا ذکر ہم مالک بن عوف، اشجعی کے تذکرے میں لکھیں گے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے اور ان سے ایک حدیث نقل کی ہے۔ جسے ہم مالک بن عوف کے تذکرے میں بیان کریں گے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

الاشعری یا ابن مالک، ابو موسیٰ کی روایت ہے، کہ عبدان نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا نام ابو مالک لکھا ہے۔ ابو منہال نے شہر بن حوشب سے روایت کی ہے کہ ہم میں اشعری قبیلے کا ایک آدمی تھا۔ جسے حضور اکرم کی صحبت میں رہنے کا اتفاق ہوا تھا، وہ ہمارے پاس آیا اور کہنے لگا، میں تمہارے پاس اس لیے آیا ہوں کہ تمہیں دین کی تعلیم دوں اور اس طرح ناز پڑھاؤں، جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں پڑھایا کرتے تھے ہم جمع ہوئے تو اس نے پانی کا ایک بڑا سا برتن اور ایک چھوٹا سا برتن منگوائے۔ پس اس نے چھوٹے برتن میں بڑے برتن سے پانی نکالا اور ہمارے ہاتھوں پر ڈال کر انھیں پاک صاف کیا۔ ابو موسیٰ نے مکمل حدیث کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن امیہ بن عمرو سلمی: بنی اسد بن خزیمہ کے حلیفوں سے تھے۔ غزوہ بدر میں شامل تھے اور جنگ یمامہ میں شہادت پائی۔ ابو عمر نے مختصراً اس حدیث کی تخریج کی ہے اور نسب مالک بن امیہ بن عمرو لکھا ہے۔ یہیں ان کے بارے میں ابو جعفر نے بروایت یونس بن بکیر از ابن اسحاق بیان کیا ہے۔ انھوں نے بنو کثیر بن دودان بن اسد کے ان حلیفوں کا ذکر کیا ہے، جو غزوہ بدر میں موجود تھے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

الانصاری: ان سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مروی ہے، حضور اکرم نے فرمایا کہ مجالس کو ان کا حق ادا کرو۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن اوس بن حشر بن عوف بن ربیعہ بن یربوع بن وائل بن دہمان بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن البوسعید۔ بعض نے البوسعید نصری لکھا ہے۔ ان کو حضور اکرم کی صحبت نصیب ہوئی، محمد بن اسحاق بن خزیمہ اور احمد بن صالح المصری نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ انس بن عیاض نے سلمہ بن وردان سے اور اس نے مالک بن اوس سے روایت کی ہے کہ وہ حضور اکرم کی مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ آپؐ نے فرمایا: "ضروری ہو گیا" لیکن یہ وہم ہے اور صحیح نام انس بن مالک ہے۔ ابن ابی فدیک نے سلمہ سے اس نے انس بن مالک سے روایت کی۔ واقدی لکھتا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں مالک بن اوس شاہ سواروں میں شمار ہوتے تھے سلمہ بن وردان راوی ہے کہ میں نے انس بن مالک بن اوس، سلمہ بن اکوع اور عبدالرحمن بن اثیم کی زیارت کی۔ اور یہ سب حضرات صحابی تھے۔ انھوں نے کبھی اپنے بڑھاپے کو نہ چھپایا اور نہ اس سلسلے میں انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کی۔ یہی حضرت عمرؓ کی روایت، اس کا تو ہر آدمی کو علم ہے۔ عیاں راچہ بیاں۔

جناب مالک نے عشرہ مبشرہ کے علاوہ حضرت عباس سے بھی روایت کی ہے اور خود ان سے محمد بن جبیر بن مطعم، زہری اور منکدر نے روایت کی ہے۔ فتح بیت المقدس کے موقع پر جناب مالک وہاں موجود تھے۔ انہوں نے ۹۲ ہجری میں بہ مقام مدینہ وفات پائی۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن اوس بن عبداللہ بن حجر الاسلمی: انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ ہجرت کی اور جحفہ کے مقام سے گزرے، تو آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ سے دریافت کیا کس کا ہے یہ اونٹ۔ انھوں نے عرض کیا: بنو اسلم کے ایک شخص کا ہے، فرمایا سَلِّمْتُ؛ بچ گئے تم۔ پھر آپؐ نے اونٹ کے مالک سے اس کا نام پوچھا۔ اس نے عرض کیا: مسعود، حضور اکرمؐ نے پھر حضرت ابوبکرؓ کو مخاطب ہو کر فرمایا: سَعِدْتَ انشاء اللہ؛ اگر خدا نے چاہا، تو خوش بختی تمہارا ساتھ دے گی۔ میرا والد حضور اکرمؐ کے قریب گیا، تو آپؐ نے اسے اونٹ پر بٹھالیا۔ ابو عمر، ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن اوس بن عتیک بن عمرو بن عبدالاعلم بن عامر بن زعوراء بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس الانصاری الاوسی۔ زعوراء عبد الاشہل کا بھائی تھا اور یہ دونوں مدینے کے پاس ایک ٹیلے پر رہتے تھے۔ جناب مالک غزوہ احد، خندق اور بعد کے غزوات میں شریک رہے تھے۔ بعد میں دونوں بھائی جنگ یمامہ میں شریک ہوئے اور شہادت پائی۔ ابو عمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن ایاس الانصاری الخزرجی: یہ صحابی غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے۔ ابن اسحاق نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ ہاں البتہ ابو عمر نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن یحیٰ بن یحیٰ: ان کی حدیث حماد بن سلمہ نے، سعید بن ابراہیم سے، انھوں نے حفص بن عاصم سے انھوں نے مالک بن یحیٰ سے یوں بیان کی، کہ (ایک دن) صبح کی نماز ادا کی جا چکی تھی، کہ ایک شخص نے اُٹھ کر دو رکعت نماز ادا کی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر اس کے پاس گئے تو باقی لوگ بھی اس کے ارد گرد جمع ہو گئے، حضورؐ نے اس آدمی سے مخاطب ہو کر فرمایا، کیا تم صبح کی چار رکعتیں اس طرح ادا کیا کرتے ہو؟

شعبہ، ابو عوانہ وغیرہ نے یہ حدیث سعد بن ابراہیم سے اور یونس بن محمد المعروف نے ابراہیم بن سعد سے اس نے اپنے باپ سے، اس نے حفص بن عاصم سے اور اس نے عبداللہ بن مالک بن یحیٰ اور اس نے اپنے باپ سے روایت کی، لیکن مشہور یہ ہے کہ عبداللہ بن مالک بن یحیٰ نے رسول اکرمؐ سے روایت کی اور یہی روایت

درست ہے۔ ہیں ابو الفرج یحییٰ بن محمود نے بہ اسناد خود مسلم بن حجاج سے۔ اس نے عبد اللہ بن مسلم القعنبی سے اس نے ابراہیم بن سعد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے حفص بن عاصم سے اس نے عبد اللہ بن مالک بن بکینہ سے یہ حدیث روایت کی مسلم کا قول ہے کہ القعنبی کی روایت حسب ذیل ہے: عبد اللہ بن مالک بن بکینہ نے اپنے والد سے روایت کی۔ اس میں ”اپنے والد سے“ کا اضافہ غلط ہے۔ ابو عمر کا قول ہے، کہ عبد اللہ بن مالک بن بکینہ کے والد کا نام مالک بن العشب الازدی تھا اور بکینہ اس کی ماں تھی، جو بنو مطلب بن عبد مناف کے قبیلے سے تھی، لیکن بعض کا خیال ہے کہ بکینہ اس کے بیٹے عبد اللہ کی ماں کا نام تھا۔ جناب عبد اللہ اور مالک ہر دو کو حضور اکرمؐ کی صحابیت کا شرف حاصل تھا۔ حضرت مالک نے امیر معاویہ کے عہد حکومت میں وفات پائی۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن برہہ بن نہشل المجاشعی، ابن شاہین نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ابو معشر بن نجیح نے یزید بن رومان اور محمد بن کعب القرظی سے اور انھوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت کی، کہ مالک بن برہہ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، یا رسول اللہ کیا میں اپنے قبیلے کا بہترین فرد نہیں ہوں! حضورؐ نے فرمایا، اگر تم میں عقل ہے، تو بلا شبہ یہ خوبی وجہ فضیلت ہوگی، اگر تم میں اخلاق فاضلہ پائے جاتے ہیں، تو بامروت ہو گے اور اگر تم مالدار ہو، تو باجثیت شمار ہو گے، اور اگر تم دین دار ہو، تو متقی اور پرہیزگار ہو گے۔ ایک روایت یہ ہے، کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ اگر تم متقی ہو، تو لازماً دین دار ہو گے۔

ایک اور روایت کے مطابق جناب مالکؓ کے سلسلہ نسب میں کچھ اختلاف ہے! مالک بن عمرو بن مالک بن برہہ یعنی سلسلہ نسب میں بعض نام رہ گئے ہیں۔ جس کا ذکر آتا ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن الیہان بن مالک بن عبید بن عمرو بن عبد الا علم بن زعوراء بن جشم بن حارث بن خزرج بن عمرو یعنی النبیت بن مالک بن اوس انصاری الاوسی مراد ہے) ایک روایت کی رو سے وہ بلی بن عمرو بن الحاف بن قضاء کے قبیلے سے ہے۔ جو بنو عبد الاشہل کے حلیف تھے اور مالک بن الیہان ان چھ انصاریوں میں شامل تھے جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عقبہ اول اور ثانی میں ملاقات کی تھی اور بنو عبد الاشہل کی روایت کے مطابق مالکؓ پہلے انصاری ہیں، جنہوں نے آپؐ سے بیعت کی، بنو البجار کا قول ہے کہ سعد بن زرارہ

نے سب سے پہلے بیعت کی، بنو سلمہ کی رائے میں یہ اعزاز کعب بن مالک کو نصیب ہوا ایک اور روایت کے مطابق البراء بن معرور نے اول از ہمہ بیعت کی۔ مالک اور اسید بن حضیر بنو عبدالاشہل کے نقیب تھے۔ اول الذکر بدر و احد کے علاوہ تمام غزوات میں شریک رہے اور حضرت عمر کے دور خلافت میں بہ مقام مدینہ ۲۰ یا ۲۱ ہجری میں وفات پائی۔ ایک روایت ہے کہ جنگ صفین میں حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے لشکر میں تھے اور ۳۷ ہجری میں مارے گئے! ایک روایت کے مطابق جنگ صفین کے بعد کچھ عرصہ زندہ رہ کر فوت ہوئے۔ اجمعی سے منقول ہے کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حین حیات میں وفات پائی، لیکن یہ غلط ہے۔

احمد بن عثمان بن ابی اور حسن بن یوحنا الباقوری سے مروی ہے، کہ ہمیں محمد بن عبدالواحد بن عبدالرحمان النیسلی الاصفہانی نے بتایا، کہ عیسیٰ ابوالقاسم احمد بن منصور الخلیلی البلیخی نے اور انھیں ابوالقاسم علی بن محمد الخزاز نے اور انھیں ابوسعید الہشیم بن مکیب بن شریح بن معقل التاشی نے انھیں ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی نے انھیں محمد بن اسماعیل بن آدم بن ابی ایاس نے، انھیں شبان ابی معاویہ نے اور انھیں عبدالملک بن عیمر نے ابوسلمہ سے اور اس نے ابو ہریرہؓ سے روایت کی، کہ ایک موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں گھر سے باہر نکلے کہ اس وقت گھر سے نکلنا اور ملنا ملانا آپ کے معمول کے خلاف تھا۔ اتنے میں حضرت ابو بکرؓ بھی وہاں آگئے۔ ابو ہریرہؓ نے ان سے اس کی وجہ پوچھی، تو انھوں نے کہا، حضور اکرمؐ سے ملنے آپ کی زیارت اور سلام و دعا کے لیے آیا ہوں۔ جلدی ہی حضرت عمرؓ بھی آگئے۔ حضورؐ نے دریافت فرمایا، کہو عمر! کیسے آئے، انھوں نے گزارش کی۔ یا رسول اللہ! بھوک نے لاچار کر رکھا ہے، آپ نے فرمایا۔ میرا بھی تقریباً یہی حال ہے۔ اس پر آپ اپنے رفقاء کے ساتھ ابوالہشیم بن التیہان النزاری کے گھر کی طرف چل دیے۔ جن کے پاس کھجوروں کے باغ تھے اور بکریوں کے ریوڑ۔ وہ گھر پر موجود نہ تھے، حضورؐ نے ان کی بیوی سے خاوند کے بارے میں دریافت کیا۔ تو خاتون نے جواب دیا، کہ کنویں سے پانی لینے گئے ہیں۔ حضورؐ ہی دیر کے بعد وہ تازہ پانی کا مشکیزہ بھر لائے اور مہانوں کو مرحبا کہہ کر ساتھ لیا اور کھجوروں کے باغ میں لے گئے۔ زمین پر فرش بچھا کر مہانوں کو بٹھایا اور ایک درخت سے کھجوروں کا ایک خوشہ اتار لائے اور سامنے رکھ دیا اور عرض کیا کہ تناول فرمائیں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ ابوالہشیم! تم نے نیم پختہ اور پختہ کھجوروں کو علیحدہ علیحدہ کیوں نہیں کیا۔ انھوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میری خواہش تھی کہ آپ خود حسب ذوق انتخاب فرما کر نوش جان فرمائیں۔ چنانچہ تمام حضرات نے سیر ہو کر کھایا اور ٹھنڈا پانی پیا۔ بعد از فراغت

حضور اکرمؐ نے اپنے رفقا سے مخاطب ہو کر فرمایا: اس ذات کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ یہی وہ نعمتیں ہیں، جن کے بارے میں قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گی۔ یعنی ٹھنڈی چھاؤں، پاکیزہ کھجوریں اور میٹھا پانی۔ اس کی تخریج یتوں نے کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن ثابت الانصاری: ان کا تعلق بنو البنیت یعنی عمرو بن مالک بن اوس سے تھا۔ جناب مالک اور ان کے بھائی ان لوگوں میں شامل تھے جنہیں دھوکے سے بڑھو کے مقام پر شہید کر دیا گیا تھا۔ واقعہ یہ ہے کہ اس کا ذکر کیا ہے۔ اور ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن ثعلبہ: ابو موسیٰ کا بیان ہے، کہ میں نے ابو عبد اللہ بن منذہ کی تحریروں کے ایک جزو پر لکھا دیکھا۔ اس میں مقاتل بن سلیمان نے ضحاک سے اور اس نے جابر بن عبد اللہ سے یہ روایت درج تھی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مالک بن ثعلبہ ایک امیر کبیر نوجوان تھا۔ ایک دن وہ حضورؐ کے مجلس کے قریب سے گزرا، آپ اس وقت وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَالْآيَاتِ مَبَارَكَ بِطَرَفِهِ رَهْمَةً تَحْتَهُ اَبی نوجوان کے کان میں یہ الفاظ پڑے تو وہ بے ہوش ہو کر گر پڑا۔ جب ہوش میں آیا۔ تو دربار رسالت میں حاضر ہو کر گزارش کی یا رسول اللہ! جو آیت آپ تلاوت فرما رہے تھے، آیا وہ اس آدمی کے بارے میں ہے۔ جس میں سونے پچاندی کے خزانے جمع کئے ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا: "ہاں مالک! بات تو یہی ہے" اس پر اس جوان نے کہا، یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو نبوت عطا کی۔ شام کے آنے سے پہلے میں اپنا سارا مال و متاع اللہ کی راہ میں صرف کر دوں گا۔ چنانچہ اس نے سارا مال و متاع اللہ کی راہ میں دے دیا۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن ابی ثعلبہ: ان سے یہ حدیث مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مہروز کی ندی کے سیلاب کے بارے میں فرمایا کہ پانی ٹخنوں تک پہنچ جائے۔ تو اسے روک کر باقی پانی نچلے کھیت کو دیا جائے ان سے (مالک بن ابی ثعلبہ) سے محمد بن اسحاق نے روایت کی ہے۔ جعفر کا قول ہے کہ اس کی روایت یحییٰ بن یونس نے کی۔ یحییٰ کا قول ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے۔ کیونکہ یقین سے نہیں کہا جاسکتا ہے کہ جناب مالک کو حضور اکرمؐ کی صحبت

نصیب ہوئی تھی۔ کیونکہ ابن اسحاق کی کسی صحابی سے ملاقات ثابت نہیں۔ زیادہ سے زیادہ اس کی ملاقات تابعین سے منقول ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن جہیر بن جہال بن ربیعہ بن وعلب الاسلمی، ہم ان کے نسب کا ذکر ان کے چچا حارث بن جہال کے تذکرے میں کر چکے ہیں۔ مالک صلح حدیبیہ کے موقع پر اسلامی لشکر میں شامل تھے۔ یہ ابن کلبی کا قول ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن الحارث الذہلی: ذہل بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکیر بن وائل الربعی البکری سے منسوب ہیں۔ خنجام کے لقب سے مشہور تھے۔ حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کے بعد بہراد کا قبیلہ بھی دربار رسالت میں حاضر ہوا۔ ان کا وفد بکیر بن وائل کے وفد میں شامل تھا۔ فرات بن حبان اور بشیر بن خصاصہ وغیرہ بھی ساتھ تھے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن حارث العامری: ابویاسر نے عبداللہ بن احمد سے اس نے اپنے والد سے اس نے ہشیم سے اس نے علی بن زید سے اس نے زرارہ بن اوفی سے۔ اس نے مالک بن حارث سے سنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے ایک مسلمان یتیم بچے کو اپنے ساتھ کھانے پینے میں شریک کیا، تا آنکہ اس نے خوب پیٹ بھر کر کھایا پیا۔ اس نے جنت میں اپنا گھر بنالیا۔ اسی طرح جس نے ایک مسلمان غلام کو آزاد کیا۔ وہ جہنم کی آگ سے نجات پا گیا۔ خدا اس آزاد کردہ غلام کے ہر عضو کے بدلے میں آزاد کرنے والے کے ہر عضو کو جہنم سے آزاد کر دے گا۔

اسے شعبہ نے علی بن زید سے اس نے اپنے چچا مالک یا ابومالک سے اور ایک روایت میں ہے کہ مالک بن عمرو یا عمرو بن مالک سے روایت کیا ہے اور اس میں بہت اختلاف ہے۔ اسے ہم نے مالک بن عمرو اسلمی کے تذکرے میں بیان کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن الحارث: اسے یثیع نے محمد بن میمون الحیاط سے اس نے ابن عیینہ سے اس نے ذکر کیا ہے اس نے شعبی سے بیان کیا، لیکن راوی نے نام میں غلطی کی، کیونکہ صحیح حارث بن مالک ہے۔ جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔

اس کی تخریج ابن مندہ اور ابو نعیم نے کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن الحارث: حماد بن زید نے یوب سے اس نے ابو قلابہ سے اس نے مالک بن الحارث سے روایت کی، کہ ہم چھ آدمی حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور وہاں ۲۰ دن قیام کیا۔ آپ بڑے رحمدل تھے اور بایا، جب تم اپنے اپنے علاقوں کو واپس جاؤ۔ تو اپنے لوگوں کو پڑھاؤ اور انھیں اداۓ نماز کا مقررہ اوقات پر حکم دو۔ اس صحابی کے والد کا نام الحویرث ہے چنانچہ ہم اسے بعد میں بیان کریں گے، لیکن ابو موسیٰ نے اس کی تخریج اس مقام پر کی ہے۔ ان کا صحیح نام الحویرث ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن حارث: ابو موسیٰ انھیں اسما بن حارث کا بھائی بتاتا ہے اور ان کا تذکرہ، اسما کے تذکرے کے ضمن میں بیان کیا ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن حسل: یہ صاحب اپنے آدمیوں کی معیت میں بسلسلہ ہجرت حضور اکرم کی خدمت میں باریاب ہوئے ان سے عبد اللہ الاشجری نے روایت کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن الحسن: بقول جعفر یحییٰ بن یونس نے اس کی تخریج کی ہے، لیکن میرے خیال میں اسے حضور اکرم کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ حسن بن علی الحلوانی نے عمران بن ابان سے اس نے مالک بن حسن بن مالک سے اس نے اپنے والد سے اس نے والد سے روایت کی۔ کہ ایک دن حضور اکرم منبر پر بیٹھے تو جبریل آئے اور کہا یا رسول اللہ! کیسے آئین، آپ نے تعمیل کی۔ پھر آپ نے دوسرے پائے پر قدم رکھا، تو جبریل نے پہلی بات کو دہرایا اور حضور نے بھی اپنی بات دہرائی۔ پھر جبریل نے کہا، جس نے اپنے ماں باپ یا دونوں میں سے کسی ایک کو بایا۔ (اور ان کی کوئی خدمت نہ کی) اور مر گیا، وہ جہنمی ہے۔ خدا اسے برباد کرے۔ حضور نے آئین کہی۔ اس طرح جس نے رمضان کے روزے رکھے خدا سے مغفرت طلب نہ کی، خدا اسے بھی برباد کرے، حضور نے آئین کہی۔ پھر جبریل نے کہا جس کے سامنے آپ کا نام لیا گیا۔ اور اس نے آپ پر درود نہیں پڑھا۔ خدا اس سے بھی سمجھے۔ حضور نے آئین کہی۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن ذی حجاب : ان سے مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر سے واپسی پر فرمایا کہ میں فوری طور پر قوم کی بیٹیوں کے پاس لے چلو۔ بقول جعفر بن یونس نے ان کی تخریج کی ہے اور یہ حدیث مرسل ہے اور وہ ابن یزید بن ذی حجاب ہیں۔ جنہوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی اور ابن یزید سے ابوبکر بن ابی مریم نے ان سے روایت کی اور ابو شریحہ جلیل مالک بن ذی حجاب نے معاویہ بن ابوسفیان سے روایت کی اور ان سے صفوان بن عمرو نے روایت کی اور احمد بن محمد بن عیسیٰ نے تاریخ المحصین میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن حمزہ بن لہج بن کرب الہمدانی التاعظی : آپ اپنے دو چچاؤں، عمر اور مالک کے ساتھ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ اور ناعظ سے مراد بنو ربیعہ بن مرثد کا قبیلہ ہے اور حضور اکرم کے صحابی عبداللہ بن سعید اور عامر بن شہر اسی قبیلے سے تھے۔ ابو عمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن الحویرث بن اثیم اللیشی : بنو لیث سے ان کی نسبت کے بارے میں اختلاف ہے۔ شباب کے مطابق ان کا نسب حسب ذیل ہے : مالک بن الحویرث بن اثیم بن زبالہ بن حیس بن عبدیلیل بن ناشب بن غیرہ بن سعد بن لیث بن بکر بن عبدمنہ بن کنانہ میں کسی کو اختلاف نہیں کہ ان کا تعلق بنو لیث سے تھا اور ان کی کنیت ابوسلیمان سعد بن لیث تھی۔ بعض لوگوں نے ان کا نام مالک بن حارث لکھا ہے۔ شعبہ نے ان کا نام مالک بن حویرث بیان کیا ہے۔ وہ بصرے کے باشندے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اپنے کچھ لوگوں کے ساتھ حاضر ہوئے۔ حضور نے انہیں نماز سکھائی اور حکم دیا کہ جب وہ واپس جائیں تو اپنے قبیلے والوں کو نماز پڑھنا سکھائیں۔ ان سے ابو قتادہ بصری، عاصم اور سوار الجرمی نے روایت کی ہے۔

ہم سے الخطیب ابوالفضل عبداللہ بن احمد نے اپنے استاد ابو داؤد الطیاسی سے یوں بیان کیا کہ میں شعبہ نے قتادہ سے اس نے نصر بن عاصم سے اس نے مالک بن حویرث سے روایت کی کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز شروع کرتے تو اس طرح رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد ہاتھ اٹھاتے تھے اسکے علاوہ بھی ان سے کئی احادیث مروی ہیں۔ انہوں نے ۴۷ھ میں بمقام بصرہ وفات پائی۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن حمدۃ القشیری: ہم ان کا نسب ان کے بھائی معاویہ کے تذکرے میں بیان کریں گے۔ یہیں عبدالوہاب بن عبد اللہ نے عبد اللہ بن احمد سے روایت کی، کہ مجھ سے میرے باپ نے عفان سے اس نے جاد بن سلمہ سے اس نے ابو قزعه سوید بن جحیر الباہلی سے: اس نے حکیم بن معاویہ سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی۔ کہ اس کے بھائی مالک نے اسے کہا: معاویہ ہمسایے کو محمد رسول اللہ نے پکڑ لیا ہے، آؤ ان کے پاس چلیں وہ تمہیں پہچانتے ہیں، لیکن مجھے نہیں پہچانتے۔ میں اس کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوا، مالک نے گزارش کی کہ اس کے ہمسایے کو چھوڑ دیا جائے، کیونکہ وہ سب مسلمان ہو چکے ہیں۔ حضورؐ نے توجہ نہ فرمائی۔ بعد میں اس آدمی کو آزاد فرما دیا۔ ابن منذرہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن الحشاش العنبری (مجید اور قیس کے بھائی) حصین بن ابوالحر سے روایت ہے کہ جناب مالک اور ان کے دو چچا قیس اور عبید حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے بنو عم میں سے ایک آدمی کے خلاف شکایت کی: آپؐ نے انھیں فرمان امن لکھ دیا۔ ہم یہ واقعہ عبید بن الحشاش کے تذکرے میں بیان کر آئے ہیں۔ یقیناً نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن خلف بن عمرو بن دارم بن اسلم بن افضی (نعمان کے بھائی) دونوں بھائی اسلامی لشکر میں غزوہ احد میں طلایہ کی خدمت پر متعین تھے۔ دونوں اسی غزوہ میں شہید ہو گئے اور ایک ہی قبر میں مدفون ہوئے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے سلسلہ نسب اسی طرح ہے لیکن ابو موسیٰ نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ جن کا ذکر ابن جیب اور ابن کلبی نے کیا ہے، وہ دونوں خلف بن عوف بن دارم بن عمرو بن وائل بن سہم بن مازن بن الحارث بن سلام بن اسلم بن حارث کے بیٹے تھے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن ابی خولی بن عمرو بن خیثمہ بن الحارث بن معاویہ بن عوف بن سعید بن جحفی الجعفی بنو عدی بن کعب کا حلیف تھا۔ ابن اسحاق نے ان کا سلسلہ نسب یہی بیان کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور لوگوں نے جحفی بن منج لکھا ہے، لیکن ابن سلام اور ابن ہشام نے انھیں عجمی بن نجیم سے منسوب کر کے عجلی لکھا ہے، لیکن یہ غلط ہے۔

کیونکہ صحیح جعفری ہے۔ ہم ان کا نسب مکمل طور پر ان کے بھائی خونی کے تذکرے میں بیان کر آئے ہیں۔ یہ صاحب غزوہ بدر میں موجود تھے۔ ابن اسحاق لکھتا ہے کہ ان دونوں بھائی کی کوئی اولاد نہ تھی۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن الدخشم بن مالک بن غنم بن عوف بن عمرو بن عوف۔ بعض لوگوں نے ان کا سلسلہ نسب مالک بن الدخشم بن مالک بن الدخشم بن مرثد بن غنم لکھا ہے۔ یہ صاحب بقول اسحاق، موسیٰ اور واقدی عقبہ میں موجود تھے۔ ابو معشر لکھتا ہے کہ عقبہ میں موجود نہ تھے۔ واقدی سے بھی ایک روایت اسی طرح کی مروی ہے۔ غزوہ بدر میں بالاتفاق موجود تھے۔ اس غزوے میں جو شخص قیدی بنا لیا گیا تھا۔ وہ سہل بن عمرو تھا۔ جس کے بارے میں عتبہ بن مالک نے حضور اکرمؐ سے شکایت کی تھی کہ وہ منافق ہے۔ حضورؐ نے پوچھا، کیا وہ کلمہ شہادت نہیں پڑھتا؟ عتبہ نے جواب دیا، پڑھتا ہے، لیکن اس کے کلمے کا کیا اعتبار! حضورؐ نے پھر پوچھا، کیا وہ نماز نہیں پڑھتا؟ یا رسول اللہؐ پڑھتا ہے، لیکن اس کی نماز کے کیا کہنے! آپؐ نے فرمایا۔ یہی وہ لوگ ہیں، جن کے بارے میں اللہ نے مجھے بدگمانی سے منع فرمایا ہے، کیونکہ ان کے اعمال ان کے حسن اعتقاد کی شہادت دیتے ہیں۔ یہی وہ صاحب ہیں، جنہیں حضورؐ نے مسجد ضرار کو آگ لگانے کے لیے بھیجا تھا۔ ان کے دوسرے رفیق کا رجناب معن رضی اللہ عنہ بن عدی تھے۔ اس کی تخریج تینوں نے کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن رافع بن مالک بن عجلان بن عمرو بن عامر بن زریق الانصاری، خزرجی، زرقی، آپ رافع بن رافع کے بھائی تھے۔ جناب مالک اپنے بھائی خلا دا اور رافع کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ حضور اکرمؐ ایک دفعہ مسجد نبویؐ میں تشریف فرما تھے کہ آپؐ نے ایک آدمی کو نماز پڑھتے دیکھا۔ بعد ازاں اولے نماز حاضر خدمت ہوا اور حضور اکرمؐ اور حاضرین کو سلام علیکم کہا۔ حضورؐ نے جواب دیا اور فرمایا: جاؤ! پھر سے نماز ادا کرو کہ تمہاری نماز نہیں ہوئی۔ اس کی تخریج تینوں نے کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن ربیعہ بن البدن بن عامر بن عوف بن حارث بن عمرو بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج البواسید الساعدی: ابن ہشام نے ابن اسحاق سے روایت کی ہے کہ جناب مالک کے دادا کا نام البدن تھا نہ کہ البدی جیسا کہ ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ سے بروایت الزہری بیان کیا ہے۔ یہ صحابی انصاری، خزرجی، ساعدی

تھے۔ غزوہ بدر اور احد سمیت تمام غزوات میں شریک رہے۔ محمد بن اسحاق وغیرہ اور میرے چچا نے شہادت عثمان سے پیشتر یہ بات روایت کی ہے۔

ہمیں ابو جعفر نے اپنے اسناد سے یونس بن بکر سے اسے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ مجھ سے عبد اللہ بن ابی بکر بن حزم نے بنو ساعدہ کے بعض اشخاص کے حوالے سے بیان کیا کہ میں نے ابواسید مالک بن ربیعہ کو کہتے سنا کہ اگر میں بدر کے موقع پر تمہارے ساتھ ہوتا تو میں تمہیں وہ گھائی دکھاتا، جہاں میں نے بلا شک و شبہ فرشتوں کو دیکھا تھا۔ انھوں نے حضور اکرم سے بھی یہ روایت کی ہے۔ نیز حضور کے صحابہ میں سے انس بن مالک اور سہل بن سعد نے یہ روایت بیان کی۔ اس کے علاوہ بھی ان سے احادیث مروی ہیں۔

الخطیب عبد اللہ بن ابی نصر نے اپنے اسناد سے جو ابوداؤد تک پہنچتا ہے، بتایا کہ ہم نے شعبہ بن قتادہ سے بروایت انس بن مالک سنا کہ ابواسید الساعدی نے بتایا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انصار میں بہترین قبیلہ بنو النجار کا ہے، پھر بنو عبد الاشہل پھر بنو عمارث بن خزرج پھر بنو ساعدہ بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ انصار کے تمام قبیلے اچھے اور بھلے لوگ ہیں۔ بقول واقدی و خلیفہ، ابواسید نے ۳۰ ہجری میں وفات پائی۔ مدائنی کا قول ہے کہ ۶۰ ہجری میں فوت ہوئے، یہی امیر معاویہ کا سال وفات ہے۔ یہی روایت ابن منذہ کی ہے۔ ایک روایت میں ۶۵ ہجری آیا ہے۔ ایک اور روایت میں ۵۰ ہجری مذکور ہے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن ربیعہ السلولی: ان کی کنیت ابو مریم تھی، اور مرہ بن صعصعہ بن معاویہ بن بکر بن ہوازن کی اولاد سے تھے۔ مرہ کی اولاد اپنی والدہ سلول بنت ذہل بن شیبان بن ثعلبہ سے منسوب تھی۔ جو یزید بن ابی مریم کا والد تھا۔ یہ صحابی حدیبیہ کے موقع پر اسلامی لشکر میں موجود تھے اور حضور اکرم سے بیعت رضوان کی تھی اور ان کا شمار کوفیوں میں تھا۔

ابویاسر بن ابی جہر نے اپنے والد کے اسناد سے جو عبد اللہ بن احمد تک جاتا ہے، بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ نے کہا، کہ ہم سے شریح بن نعمان نے بیان کیا، کہ مجھ سے اوس بن عبد اللہ ابو مقاتل سلولی نے بیان کیا کہ مجھ سے یزید بن ابی مریم نے اپنے والد سے روایت کی کہ اس نے حضور اکرم کو یہ فرماتے سنا، اے اللہ! تو سرمد کے والوں کو معاف فرما۔ ایک آدمی نے حضور سے تین بار گزارش کی! یا رسول اللہ! جنھوں نے بال کتروائے ہیں۔

انہیں بھی اس دعا میں شامل فرمایا لیجئے۔ حضورؐ نے اس کی گزارش منظور فرمائی۔ ابو مریم کا قول ہے کہ حسن اتفاق سے میں نے سرمنڈایا ہوا تھا، اگر مجھے اس کے بدلے میں سرخ اونٹ بھی دیے جاتے تو مجھے اتنی خوشی نہ ہوتی۔ ابو مریم اس امر کا گواہ ہے کہ زیاد ابوسفیان کا بیٹا تھا۔ ہم نے اس واقعہ کو بالتفصیل۔ الکامل فی التاریخ میں بیان کیا ہے۔ اس نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

الرواسی: وکیع بن جراح نے اپنے والد سے اس نے طارق بن علقمہ بن صدری سے اس نے عمرو بن مالک الرواسی سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی۔ کہ اس نے بنو کلاب کے ساتھ مل کر بنو اسد پر حملہ کیا، چنانچہ ان کے آدمیوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں سے زنا کیا۔ جب حضورؐ کو اس ناشدنی کا علم ہوا۔ تو آپؐ نے ان پر لعنت بھیجی اور ان کے لیے بددعا کی۔ جب مالک کو پتہ چلا، تو اپنے ہاتھوں کو باندھ کر دربار رسالت میں حاضر ہوا اور معافی کی تین بار درخواست کی۔ مگر حضورؐ نے منہ پھیر لیا۔ مالک نے کہا، بخدا اگر خدا سے اس کی خوشنودی کی درخواست کی جائے، تو وہ مان لیتا ہے۔ اس پر حضورؐ نے اپنا چہرہ مبارک اس کی طرف پھیر لیا۔ مالک نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں اپنے لیے پرندام ہوں اور اللہ سے مغفرت مانگتا ہوں۔ حضور اکرمؐ نے دربار خداوندی میں مالک کی مغفرت کی دعا فرمائی۔ ابو منذر، ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن زاہر: ایک روایت میں ان کا نام مالک بن ازہر درج ہے اور ہم ان کا ذکر کر چکے ہیں۔ انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت میں آئی تھی۔ یہاں ابو عمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن زمرہ بن قیس بن عبد شمس بن عبد ود بن نصر بن مالک بن حسیل بن عامر بن لوئی القرشی العامری۔ یہ قدیم الاسلام لوگوں میں سے تھے اور اپنی بیوہ عمرہ بنت السعدی کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کی تھی۔ یہ صحابی جناب سووہ بنت زمرہ (جو حضور اکرمؐ کے حرم میں تھیں) کے بھائی تھے۔ ابو عمر نے تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

ابو السائب الثقفی: عطاء بن سائب کے دادا تھے۔ انہوں نے حضور اکرمؐ سے روایت کی کہ جس نے مرتے وقت کلمہ شہادت پڑھا۔ اسے جنت میں داخل مل جائے گا۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن سعد مجہول: ان کا شمار اعرابِ بصرہ میں ہوتا ہے۔ عبد الرحمن بن عمرو بن جلدہ نے بلیکہ بنت الحارث المالکیہ سے جس کا تعلق بنو مالک بن سعد سے ہے، روایت کی اس نے کہا کہ میری ماں نے میرے دادا مالک بن سعد سے سُن کر حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ جس شخص نے نماز صبح باجماعت ادا کی۔ گویا اُس نے رات عبادتِ الہی میں صرف کی نیز انہوں نے حضورؐ سے جرابوں پر مسح کے بارے میں پوچھا، فرمایا۔ مسافر کے لیے تین دن اور مقیم کے لیے ایک دن کی اجازت ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

ابو السمع: یہ صحابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم تھے۔ اور یحییٰ بن یونس نے اس روایت میں ان کا ذکر کیا ہے۔ جو جعفر نے ان سے نقل کی ہے حاکم ابو احمد نیشاپوری راوی ہیں۔ کہ ابو السمع بعد میں کہیں گم ہی ہو گئے کیونکہ ان کی جائے وفات کا علم نہیں ہو سکا۔ ہم بعد میں ان کا ذکر کینتوں کے عنوان کے تحت بیان کریں گے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن سنان بن عبید بن ثعلبہ بن عبید بن الابجر (اور ابجیر سے مراد خدرہ بن عوف بن حارث بن خزرج انصاری خزدرجی خذری ہے جو ابو سعید خذری کے والد تھے) یہ صاحب غزوہ احد میں شہید ہوئے تھے۔ اور انھیں عراب بن سفیان الکسانی نے قتل کیا تھا۔ جب احد میں حضور اکرمؐ کے چہرہ مبارک پر زخم آیا، تو مالک بن سنان نے حضورؐ کے خون کو چوس کر نگل لیا۔ اس پر حضورؐ نے فرمایا، جو شخص ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے جس کے خون میں میرا خون شامل ہو گیا ہے۔ وہ مالک بن سنان کو دیکھ لے۔ ایک موقع پر جناب مالک تین دن بھوکے رہے اور کسی سے کچھ نہ مانگا۔ حضورؐ نے فرمایا۔ جو شخص ایسے آدمی کو دیکھنا چاہے، جس کی پارسائی نے اسے سوال نہ کرنے دیا۔ وہ مالک بن سنان کو دیکھے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن سنان بن مالک النمری: یہ صحابی صہیب بن سنان کے بھائی تھے۔ اسدی نے ابو عمر پر بطور استدراک بیان کیا۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن صعصعۃ الانصاری الخزرجی المازنی: ان کا تعلق مازن بن نجار سے تھا۔ یحییٰ بن محمود نے اس اسناد سے

جوابوا حسین مسلم بن حجاج تک جاتا ہے بیان کیا کہ ہم سے محمد بن منشی نے اس سے محمد بن ابی عدی نے اس نے سعید سے، اس نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے اس نے مالک بن صعصعہ سے، جو ان کے قبیلے سے تعلق رکھتا تھا، سنا؛ اس نے کہا کہ حضور اکرمؐ سے میں نے سنا۔ حضورؐ نے فرمایا، کہ آپؐ بیداری اور نیند سے ملتی جلتی حالت میں کعبے کے پاس تھے۔ کہ حضورؐ نے سنا کہ ایک شخص دو (البکرہ اور عمرہ) کے درمیان تیسرے کو بلارہا ہے۔ آپؐ اس کے ساتھ چل دیے۔ پھر سونے کا ایک تھال لایا گیا۔ جس میں آب زمزم تھا۔ پھر آپؐ کا سینہ (آپؐ نے اشارہ کر کے فرمایا) یہاں سے وہاں تک کھولا گیا۔ جناب قتادہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے ساتھی سے پوچھا کہ حضورؐ کا اس سے کیا مقصد تھا۔ اس نے جواب دیا، کہ حضورؐ کی مراد اسفل بطن تھی (معلوم ہوتا ہے کہ پریس کی غلطی سے اعلیٰ کی جگہ اسفل کا لفظ چھپ گیا ہے، کیونکہ دل کا مقام اوپر سینے میں ہے پیٹ میں نہیں۔ مترجم) پھر اس نے آپؐ کا دل نکالا۔ زمزم کے پانی سے دھو کر اسے اپنی جگہ پر رکھ دیا۔ اور ایمان اور حکمت کے انوار سے بھر دیا۔ پھر ایک سفید رنگ کی سواری لائے۔ جس کا نام براق تھا، جو چرخ سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا۔ جس کا قدم وہاں پڑتا تھا، جہاں تک آدمی کی نگاہ جاتی تھی۔ حضورؐ کو اس پر سوار کیا گیا، اور آپؐ پہلے آسمان کے دروازے پر پہنچے۔ اور جبریلؑ نے دروازہ کھٹکھٹایا، تو انھوں نے نام و پتہ دریافت کرنے کے بعد دروازہ کھول اور حضور اکرمؐ کو خوش آمدید کہا۔ وہاں آپؐ کی ملاقات آدم علیہ السلام سے ہوئی۔ تفصیل احادیث میں مذکور ہے۔ دوسرے آسمان میں حضرت عیسیٰؑ اور حضرت یحییٰؑ تھے۔ تیسرے میں حضرت یوسفؑ سے چوتھے میں حضرت ادریسؑ سے اور پانچویں میں حضرت ہارونؑ سے ملاقات ہوئی۔ وہاں سے آگے بڑھے تو چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰؑ سے آنا سامنا ہو گیا۔ تو انھوں نے حضور اکرمؐ کو سلام کیا اور اہلاً و سہلاً و مرجبا کہا اور اخ صالح اور نبی صالح کے لقب سے مخاطب کیا۔ جب حضورؐ انھیں پیچھے چھوڑ کر آگے بڑھے، تو آپؐ کے کانوں میں رونے کی آواز آئی۔ عالم قدس سے آواز آئی۔ موسیٰؑ اکیوں رو رہے ہو، عرض کیا۔ ”اللہ العالمین!“ اس جوان کو تو نے میرے بعد نبی بنا کر بھیجا، لیکن جنت میں، ان کی امت کے آدمیوں کی تعداد، میری امت کے آدمیوں سے زیادہ ہوگی۔ بعدہ آپؐ ساتویں آسمان میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقاتی ہوئے۔ وہ واقعات حدیث میں مذکور ہیں۔

بعدہ حضور اکرمؐ نے چار نہریں، جن میں دو ظاہر اور دو پوشیدہ تھیں، بہتے دیکھیں۔ آپؐ نے جبریلؑ سے پوچھا۔ کہ یہ نہریں کیسی ہیں۔ جبریلؑ نے کہا۔ باطنی نہریں تو جنت کی دو نہریں ہیں، اور ظاہری نہریں

ملہ حدیث محدث ہے پیغمبرِ نبیؐ کی لیدر نہیں ہوتے۔ مترجم

مراد دریائے نیل اور دریائے فرات ہیں۔ پھر آپ کو جبریل بیت المعمور تک لے گئے۔ حضورؐ نے دریافت کیا بیوت المعمور کیا ہے۔ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا۔ یہ وہ مقام ہے جہاں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں اور جب باہر نکلتے ہیں تو انھیں پھر دوبارہ یہاں داخل ہونے کا موقع نہیں ملتا۔ آخر میں حضورؐ کے سامنے دو پیالے پیش کیے گئے، ایک میں شراب تھی اور دوسرے میں دودھ۔ آپؐ نے دودھ والے پیالے کو پسند کیا، جس کی جبریل علیہ السلام نے تصویب کی۔ پھر پچاس نمازیں فرض کی گئیں۔ الی آخر القصہ۔ تینوں نے تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن ضمرہ الضمری: کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ فضیل بن مرزوق نے جلد بنت مصفح سے روایت کی ہے کہ ان کے چچا مالک بن ضمرہ نے اپنے ہتھیاروں کے بارے میں وصیت کی کہ ان کی وفات کے بعد مہاجر بن بنو ضمرہ کو اس شرط پر دے جائیں کہ وہ انھیں اہل بیت کے خلاف استعمال نہ کریں۔ جناب مالک نے امیر معاویہ کے زمانے میں وفات پائی۔ جناب جلد بن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مصاحبت کا موقعہ عیسر آیا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن طلحہ: جعفر کا قول ہے، کہ انھیں علی بن المدینی نے صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے مختصراً اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عامر ابو عطیہ الوداعی: اہل کوفہ سے تھے اور تابعی تھے۔ یہ بھی روایت ہے کہ وہ زمانہ قبل از اسلام میں موجود تھے۔ ابو موسیٰ نے مختصراً اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عامر بن ہانی بن خفاف: وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انھوں نے مندرجہ ذیل شعر ایک تعظیم قصیدہ کا پڑھا۔

أَتَيْتُ النَّبِيَّ عَلَى نَاقِهِ فَأَيَّعْتُهُ غَيْرَ مُسْتَكْرِ

(ترجمہ) میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں باوجود بعد مسافت کے حاضر ہوا اور خوشی سے ان

کی بیعت کر لی۔

جناب مالک نے اس قصیدے میں (جس میں یہ شعر مذکور ہے) قادسیہ کی جنگ اور فتح عراق کا بھی ذکر کیا ہے۔ نیز آپ ان لوگوں میں پہلے نمبر پر تھے، جنہوں نے دریائے دجلہ کو عبور کر کے مدائن پر حملہ کیا تھا۔ ذیل کے رجز یہ اشعار ان ہی سے منسوب ہیں۔

أَمْضُوا فَإِنَّ الْجَرَ نَجْوُ مَا مَوَّرَ وَالْأَوَّلَ الْقَاطِعُ مِنْكُمْ مَا مَجْوَرُ
(ترجمہ) آگے بڑھو، کہ دریا کو ہمارے حکم کے ماتحت کر دیا گیا ہے اور جو شخص اس کو پہلے عبور کرے گا اسے خدا کے یہاں سے اجر ملے گا۔

قَدْ خَابَ كِسْرَى وَأَيُّوَاهُ سَابُور مَا تَصْنَعُونَ وَالْحَدِيثُ مَا ثَوْرُ
(ترجمہ) کسری اور اس کا باپ شاہ پور ناکام ہو چکے ہیں۔ تم کیا کر رہے ہو، حالانکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث (بَلَّكَ كِسْرَى وَلَا كِسْرَى بَعْدَهُ) منقول ہے۔ بعد میں وہ حضرت علی کے ساتھ جنگ صفین میں شریک تھے۔ ان کے صاحبزادے سعد بن مالک اہل عراق کے اشراف میں شمار ہوتے تھے۔ یہ امر ابو عمر کی روایت پر غسانی کا اضافہ ہے۔
(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عبادہ: ایک روایت میں ان کا نام ابن عبد اللہ، ابو موسیٰ الغافقی مذکور ہے۔ اور عافق کا نسب العاص بن عمرو بن مازن بن الازد بن الغوث مصری یا شامی ہے۔ یہ صحابی تھے۔ یہیں یحییٰ بن محمود نے اپنے اسناد سے جو ابن ابی عامر تک پہنچتا ہے، بتایا، ہم سے عقبہ بن مکرم نے ان سے عبد العفار بن داؤد الحرانی نے، ان سے ابن لہیعہ نے، ان سے عمرو بن عارث نے یحییٰ بن میمون الحضرمی ابی وداع الحمیدی سے بیان کیا، کہ میں مالک بن عبادہ ابی موسیٰ الغافقی اور عقبہ بن عامر کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے، کہنے لگے یا تو میں زچ گیا اور یا غرق ہو گیا۔ حضور اکرم ﷺ حجۃ الوداع کے موقع پر ہمیں خطبہ دے رہے تھے۔ فرمایا، تم قرآن کو مضبوطی سے پکڑو۔ کیونکہ ہمیں بعد میں ایک ایسی قوم سے واسطہ پڑے گا! جو احادیث کا تعاقب کریں گے۔ جسے کوئی صحیح بات معلوم ہو تو ضرور بیان کرے اور جس نے مجھ پر افترا باندھا، وہ اپنا مقام جہنم میں بنالے۔ انہوں نے نہ بھری میں وفات پائی۔ تینوں نے تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عبادۃ الہمدانی: یہ صاحب مالک بن مرہ اور عقبہ بن مرہ کی معیت میں ہمدانی وفد کے ساتھ حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر ایمان لائے۔ ابو عمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ الاوسی: بروایت ابو موسیٰ، جعفر کا قول ہے کہ یہ صحابی تھے۔ انھوں نے حضور اکرمؐ سے روایت کی کہ اگر کوئی لونڈی (غیر منکوحہ) زنا کی مرتکب ہو۔ تو اسے درے مارے جائیں اگر دوبارہ اس جرم کا ارتکاب کرے، تو یہی سزا دی جائے۔ یونس نے ابن شہاب سے اس نے عبید اللہ بن عبد اللہ سے اس نے شبل بن حامد بن مالک بن عبد اللہ الاوسی سے اسی طرح روایت کی ہے۔ اور ابن شہاب سے اختلاف کیا ہے۔ اس سے مالک نے بروایت عبید اللہ اس نے ابو ہریرہ اور زید بن خالد سے یہ اتفاق معمر بیان کیا۔ اور عقیل نے ابن شہاب سے، اس نے عبید اللہ سے اس نے شبل بن خلیفہ المزنی سے اس نے مالک بن عبد اللہ الاوسی سے روایت کی۔ زبیدی نے اسی طرح روایت کی ہے، جو عقیل نے روایت کی ہے۔ بقول ابو عمر، اکثر محدثین یونس کی روایت کو جو ابن شہاب سے مروی ہے۔ درست کہتے ہیں۔ ابو موسیٰ اور ابو عمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ بن خبیری بن افلت بن سلسلہ بن عمرو بن سلسلہ بن غنم بن ثوب بن معن بن عتود بن سلمان بن عیین بن سلمان بن ثعل بن عمرو بن العوث بن طئی الطائی: حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ان کے دو بیٹے تھے، مروان اور ایاس اور دونوں شاعر تھے۔ یہ روایت ابن الکلبی کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ بن سنان بن سرح بن عمرو بن وہب بن الاقصر بن مالک بن قحافہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن سعد بن مالک بن بشر بن وہب بن شہران بن عقرس بن خلف بن اقل (یعنی خشم ابو حکیم الحشعی) یہ حضور اکرمؐ کے صحابی تھے۔ عبد الوہاب بن ابی جبر نے اپنے اسناد سے جس کا سلسلہ عبد اللہ بن احمد تک پہنچا ہے، بتایا کہ مجھے میرے باپ نے بتایا، کہ ہم سے وکیع نے اس نے محمد بن عبد اللہ الشیبی سے، اس نے یسٹ بن متوکل سے، اس نے مالک بن عبد اللہ الحشعی سے روایت کی کہ جناب مالکؒ حضور اکرمؐ کے صحابی تھے، انھوں

نے بیان کیا، کہ آپؐ نے فرمایا، جس آدمی کے قدم اللہ کی راہ میں عبادہ آلود ہوئے۔ اس پر دوزخ کی آگ حرام ہو گئی۔ وکیع نے اسی طرح اس کی روایت کی ہے، لیکن صحیح نام متوکل بن لیث ہے۔

مالک نے یہ حدیث حضور اکرمؐ سے نہیں سنی، بلکہ حضرت جابر سے سنی ہے، جنھوں نے حضور اکرمؐ سے سنی تھی۔ ہم نے اسے بالتفصیل کتاب الجہاد میں بیان کیا ہے۔ جناب مالک غزوہ روم میں لشکر کے امیر تھے۔ اور امیر معاویہ کے عہد کے دوران میں، نیز اس سے پیشتر اور یزید اور عبد الملک بن مروان کے عہد میں متواتر چالیس برس اس منصب پر متعین رہے۔ جب فوت ہوئے، تو ان کی قبر پر چالیس سالہ خدمت کی قدر دانی کے صلے میں فی سال ایک علم کے حساب سے چالیس علم توڑے گئے۔ یہ صاحب بڑے شب زندہ اور صالح آدمی تھے۔ تابعی تھے۔ حضورؐ سے ملاقات ثابت نہیں۔ واللہ اعلم۔

ابو محمد بن ابوالقاسم الدمشقی نے روایت بیان کی کہ مجھ سے میرے والد نے کہا کہ ان سے ابو محمد بن الکفانی نے کہا، کہ اس سے عبد العزیز الکفانی نے۔ اس سے ابو محمد بن ابونصر نے اس سے ابوالقاسم بن ابی العقب نے۔ اس سے احمد بن ابراہیم نے اس سے ابن عائد نے کہا، کہ ہم سے محمد بن شعیب نے اس سے نصر بن حبیب السلامی نے بیان کیا کہ امیر معاویہ نے جناب مالک بن عبد اللہ الحشعی اور عبد اللہ بن قیس الفزاری کو لکھا کہ خمس علیحدہ کرتے وقت مال غنیمت سے بہترین مال میرے لیے منتخب کر لیا جائے۔ عبد اللہ نے اس حکم کی تعمیل کی، لیکن مالک نے اسے قابل اعتناء نہ گردانا۔ جب وہ (عبد اللہ) امیر معاویہ سے ملنے آئے تو انھیں فوراً باریابی کا موقع مل گیا اور امیر معاویہ، عزت اور احترام سے پیش آئے۔ اس پر عبد اللہ نے کہا۔ اے امیر! میں نے آپ کے حکم کی تعمیل کی، لیکن عبد اللہ نے نہ کی۔ میں نے آپ کے قاصد کو فوراً بلا لیا اور اسے اچھی اچھی اشیاء کے انتخاب کی اجازت دے دی۔ امیر نے کہا۔ ہاں یہ درست ہے، تو نے خدا کا حکم نہ مانا، لیکن میرا حکم مان لیا۔ مالک نے خدا کا حکم مانا، لیکن میرے حکم کی پرواہ نہ کی۔ جب جناب مالک دربار میں داخل ہوئے تو امیر نے دریافت کیا۔ تم نے کیوں میرے حکم کی تعمیل نہیں کی۔ انھوں نے جواب دیا۔ خدا ہم دونوں کو غرق کرے۔ کیا تو یہ چاہتا ہے کہ تو جہنم کے ایک کونے میں گھسا بیٹھا ہو اور دوسرے کونے میں فرشتوں نے مجھے جکڑ رکھا ہو۔ تو مجھ پر لعنت بھیجے۔ میں اسے تیرا فعل قرار دوں اور تو اسے میرا فعل قرار دے۔ ابن منذہ کا قول ہے کہ امام بخاری نے مالک بن عبد اللہ بن سنان اور مالک بن عبد اللہ الحزاعی کو جس کا ذکر بعد میں آتا ہے۔ علیحدہ علیحدہ دو مختلف آدمی بیان کیا ہے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

ابن مندہ کے اس قول سے مترشح ہوتا ہے کہ یہ دونوں آدمی حقیقتاً ایک ہیں۔ حالانکہ یہ وہم ہے۔ بلاشبہ یہ دو مختلف آدمی ہیں اور دونوں اتنے معروف آدمی ہیں کہ انھیں ایک سمجھ لینا بالکل غلط ہے۔ اختلاف صرف اس امر میں ہے کہ آیا اول الذکر صحابی تھے یا نہیں۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ الخزاعی: ان کا شمار کوفیوں میں کیا جاتا ہے۔ حضور اکرمؐ کے پیچھے نماز پڑھنے اور لڑائیوں میں شریک ہونے کا انھیں موقع ملا۔ ایک روایت میں ان کا نام مالک بن عبید اللہ بیان کیا گیا ہے، ایک روایت میں ابن ابی عبید اللہ آیا ہے، لیکن زیادہ تر مالک بن عبید اللہ ہی مشہور ہے۔

ابو الفرج ثقفی نے اپنے اسناد میں جو ابن ابی عاصم تک پہنچتا ہے، بیان کیا کہ ہم سے ابو بکر بن ابی شیبہ نے اس سے مروان بن معاویہ نے اس نے منصور بن حبان سے، اس نے سلیمان بن بشر الخزاعی سے اس نے اپنے مامول مالک بن عبد اللہ سے بیان کیا۔ کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک رہے اور انھوں نے آپؐ کے پیچھے نمازیں بھی پڑھیں، لیکن وہ کہتے ہیں کہ کوئی ایسا شخص نہیں دیکھا جو فرض نمازوں میں حضور اکرمؐ کی طرح مقتدیوں کی آسانی کا خیال رکھتا ہو۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ: (ایک روایت میں ان کا نام ابن عبیدۃ المغافری مذکور ہے) یہ مصر میں جا بسے تھے۔ یحییٰ بن محمود نے ہمیں اس اسناد سے جو عمرو بن ضحاک تک پہنچتا ہے، بتایا کہ ہم سے عیاش بن ولید نے، اس سے عبد اللہ بن یزید نے اس سے سعید بن ابی الیوب نے۔ اس سے عیاش بن عباس نے۔ اس سے جعفر بن عبد اللہ نے، اُس سے مالک بن عبد اللہ المغافری نے روایت کی کہ حضور اکرمؐ نے عبد اللہ بن سعود سے فرمایا، پریشانی کی کوئی ضرورت نہیں، جو مقدر ہے، وہ ہو کر رہے گا۔ اور جو تیرا رزق ہے، وہ خود بخود پہنچ جائے گا۔ اسے نافع بن یزید نے عیاش بن عباس سے، اس نے عبد اللہ بن مالک سے۔ اس نے جعفر بن عبد اللہ بن الحکم سے اس نے خالد بن رافع سے روایت کی۔ ہم اسے حرفِ خاتم کے تحت بیان کر آئے ہیں۔ ابن مندہ اور ابوالنعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ الہلالی: واقدی نے کبیر بن عبد اللہ المزنی سے، اس نے عمر بن عبد الرحمن سے، اُس نے عبد اللہ مالک

الہلالی سے، اس نے اپنے والد سے روایت کی کہ ایک شخص نے حضور اکرم سے دریافت کیا۔ یا رسول اللہ! اعراف میں کون لوگ ہوں گے؟ فرمایا، جو لوگ کہ اللہ کی راہ میں بغیر اجازت والدین لڑنے کو نکلے اور ہشید ہو گئے۔ اب ان کا درجہ شہادت پر فائز ہونا، دوزخ سے روکتا ہے اور والدین کی نافرمانی جنت کی راہ میں رکاوٹ ہے۔ یقیناً اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

والد عبد اللہ آخر حسب روایت ابو موسیٰ، عبدان نے اپنی سند سے حسن بن یحییٰ سے اس نے زہری سے اس نے عبد اللہ بن مالک سے۔ اس نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے دن منادی کرائی کہ جنت میں مسلمانوں کے علاوہ اور کوئی داخل نہیں ہوگا، اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی فاسق و فاجر کو خدمت دین پر آمادہ کر دیتا ہے۔ بقول راوی عبدان سے اسی طرح مروی ہے۔ نیز اس نے راوی کا نام مالک بن کعب بن عبد اللہ لکھا ہے، جو والد کی بجائے داد سے منسوب ہیں۔ سفیان بن حسین نے زہری سے یہ روایت کی ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عبدۃ الہمدانی، ان کا ذکر اس مکتوب میں ہے، جو زرعة بن یوسف بن ذی یزن نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اس وقت تحریر کیا تھا۔ جب اس نے معاذ بن عبد اللہ بن زید، مالک بن عبادہ اور عقبہ بن عمرو کو حضور کے پاس بھیجا تھا اور ان لوگوں کو آپ سے متعارف کرایا تھا۔ ابن مندہ اور ابوالنعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عتاہیہ بن حرب بن سعد الکندی، یہ صحابی مصری تھے۔ بکر بن ابراہیم نے ابن لہیعہ سے، اس نے یزید بن ابی جیب سے، اس نے مخیس بن طلیان سے۔ اس نے عبد الرحمان بن حسان سے، اس نے بنو حذام کے ایک آدمی سے اس نے مالک بن عتاہیہ سے سنا کہ حضور اکرم نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص عشاء کو پائے۔ اسے قتل کر دے (عشاء ایک شاعر کا نام ہے۔ جو بدگو شاعروں کی طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہجو کرتا تھا) یحییٰ بن القطان نے ابن لہیعہ سے اسی سند اور متن سے یہ روایت بیان کی ہے۔ اور محمد بن معاویہ نے بھی ابن لہیعہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ قتیبہ نے بھی ابن لہیعہ سے روایت کی ہے، لیکن اس نے

نہ مخیس کا ذکر کیا ہے اور نہ عبدالرحمن بن حسان کا۔

ابو یاسر نے اپنی سند سے ہمیں عبداللہ بن احمد سے روایت کی ہے کہ میرے والد نے مجھے بتایا کہ ہم سے موسیٰ بن داؤد نے بیان کیا کہ ہم سے ابن لہیعہ نے یزید بن ابی حبیب سے اس نے عبدالرحمان بن حسان سے اس نے مخیس بن ظہبان سے، اس نے بنو جذام کے ایک آدمی سے اس نے مالک بن عتہبہ سے سنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ جو شخص بھی عشاء کو پاٹے، اسے قتل کر دے۔ اس اسناد میں عبدالرحمان کا ذکر مخیس سے پہلے آیا ہے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عقبہ یا عقبہ بن مالک: (کہتے ہیں، آخر الذکر صحیح ہے) انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔ ان سے بشر بن عاصم نے روایت کی ہے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو الاسدی: ان کا تعلق بنو غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ سے تھا۔ ابن اسحاق کا قول ہے کہ مہاجرین، ہجرت کر کے مدینہ میں آ رہے تھے اور بنو غنم بن دودان اسلام لائے تھے۔ چنانچہ یہ سارا قبیلہ (مردوں اور عورتوں سمیت) ہجرت کر کے مدینہ آ گیا۔ ان میں مالک بن عمرو بھی شامل تھے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو البلوئی: ابو موسیٰ نے ابن شاہین سے سب کے تذکرے میں ان کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو التیمی: ان کا ذکر ان لوگوں میں ملتا ہے، جو بنو تمیم کے اس وفد میں شامل تھے۔ جو حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ ابو عمر نے اختصاراً اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن ثابت الانصاری: ان کا تعلق بنو عمرو بن عوف سے تھا۔ اور ابو جہ ان کی کنیت تھی۔ ابو حاتم الرازی نے بھی ان کا ذکر اسی طرح کیا ہے۔ ابو عمر نے اختصاراً اس کی تخریج کی ہے۔ ہم کینتوں کے عنوان کے تحت بھی ان کا ذکر کریں گے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو الراسی: طارق بن علقمہ نے ان سے روایت کی ہے اور ابو عمر نے تخریج کی ہے اور اس کا خیال ہے کہ یہ صاحب الراسی کی بجائے الکلابی ہیں۔ جن سے زرارہ بن اوفی نے روایت کی ہے۔ کیونکہ رواسا سے مراد ابن الکلاب ہی ہے اور اس کا ذکر ہم مالک العقیلی کے تحت کر آئے ہیں۔ (اباوجود تلاش مجھے یہ نام نہیں ملا)

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو السلمی: یہ لوگ بنو عبد الشمس کے حلیف تھے۔ یہ صحابی اپنے دو بھائیوں ثقف اور مدح کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ جناب مالک کو جنگ یمامہ میں شہادت نصیب ہوئی۔ ابن اسحاق کی روایت کے مطابق جناب مالک اور ان کے دو بھائی جو غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے۔ وہ مدح اور کثیر تھے۔ اس کی تینوں نے تخریج کی ہے، لیکن ابن مندہ اور ابو نعیم کا خیال ہے کہ مالک بن عمرو، ثقف بن عمرو کے بھائی تھے۔ اور یہ لوگ بنو حجر سے ہیں، جو بنو سلیم سے منسوب ہیں۔ لیکن ابو عمر کا کہنا ہے کہ یہ لوگ سلمی ہیں، جو بنو عبد شمس کے حلیف تھے۔ ہم "ثقف" کے لفظ کے تحت لکھ آئے ہیں کہ یہ لوگ اسدی ہیں یا سلمی ہیں، لیکن انھوں نے وہاں یہ نہیں کہا تھا۔ کہ جناب مالک سلمی ہیں۔ اس لیے ابو عمر کو اب سوچنا چاہیے اور غور کرنا چاہیے۔

ابن الکلبی نے جناب مالک کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ مالک، ثقف اور صفوان عمرو کے بیٹے تھے۔ جن کا تعلق بنو حجر بن عباد بن عدوان سے تھا۔ یہ غزوہ بدر میں موجود تھے اور یہ لوگ بنو غنم بن دودان بن اسد کے حلیف تھے۔ اس بنا پر ان کا سلسلہ نسب بنو عدوان یا سلیم سے منسلک ہو گا اور بنو غنم بن دودان ان کے حلیف ہوں گے۔ اور بنو غنم عبد شمس کے حلیف ہیں۔ جس شخص نے جناب مالک کو اسدی لکھا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بنو اسد کے حلیف تھے۔ اور جس نے انھیں بنو عبد شمس کا حلیف لکھا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ بنو غنم کے حلیف تھے اور بنو غنم بنو عبد شمس کے۔ اور حلیف کے حلیف کو حلیف سمجھا جاتا ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عمر بن عتیق بن عمرو بن مبذول اور وہ عامر بن مالک بن البخار الضاری، خزرجی، بخاری ہیں، مالک بن اس جیسے دن فوت ہوئے تھے۔ جس دن حضور اکرم مسیح ہو کر احد کے لیے روانہ ہوئے تھے۔ آپ نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی اور پھر احد کی طرف کوچ فرمایا تھا۔ ابو عمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو القشیری، المحض کلانی، القسلی اور انصاری بھی لکھا گیا ہے۔ اسی طرح نام کے بارے میں بھی کئی روایات ہیں: مالک بن عمرو، عمرو بن مالک، ابی بن مالک اور مالک بن حارث وغیرہ۔ علی بن زید نے زرارہ بن اونی سے اس نے مالک بن عمرو القشیری سے روایت بیان کی کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا کہ جس نے کسی مسلمان غلام یا لونڈی کو آزاد کیا۔ اس نے نار جہنم سے اپنا بچاؤ کر لیا۔ اس کے آزاد کردہ جسم کے بدلے میں اس کے جسم کو آزادی مل جائے گی۔ ان سے صرف اس حدیث کو علی بن زید نے زرارہ سے اس نے مالک بن عمرو سے (مذکورہ بالا اختلاف کے مطابق) بیان کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے ایک مسلمان یتیم بچے کو اپنی تحویل میں لے لیا۔ اس حدیث کا ذکر پہلے آچکا ہے۔

امام بخاری نے مالک بن عمرو عقیلی کو مالک بن عمرو القشیری سے مختلف آدمی قرار دیا ہے۔ ابو حاتم کے خیال کے مطابق دونوں ایک ہیں۔ ابو احمد عسکری نے ابو عمر عقیلی کے تذکرے میں لکھا ہے کہ اس سے مراد مالک بن عمرو عقیلی ہیں لیکن امام بخاری نے دونوں کو علیحدہ علیحدہ قرار دیا ہے۔ ہم اس پر پھر گفتگو کریں گے۔ یتیموں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عمیر الحنفی الکوفی۔ زمانہ جاہلیت کے آدمی ہیں، لیکن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی ملاقات ثابت نہیں۔ جناب سفیان ثوری نے اسماعیل بن سمیع الحنفی سے اور اس نے مالک بن عمیر سے (بقول سفیان بن ثوری وہ زمانہ جاہلیت کے آدمی ہیں) یوں روایت بیان کی کہ ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارش کی "یا رسول اللہ! میرے والد نے آپ کی شان میں گستاخی کی اور میں نے اسے قتل کر دیا ہے۔ حضور نے ناگواری کا اظہار نہ کیا۔ بعد میں ایک اور آدمی آیا، اس نے بیان کیا، یا رسول اللہ! میرے باپ نے آپ کی شان میں گستاخی کی، مگر میں نے اسے قتل نہیں کیا۔ حضور اکرم نے اس پر بھی کسی ناگواری کا اظہار نہ فرمایا۔ یتیموں نے اس کی تخریج کی ہے۔ یہ قول ابو عمر یہ روایت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن مالک بن برہہ بن نہشل المجاشی، ابو حفص نے ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ وہی صاحب ہیں جن کا ذکر مالک بن بن برہہ کے تحت کیا جا چکا ہے۔ یہ صحابی ایک جماعت کے ساتھ حضور کی خدمت میں آئے اور حضور کے حجرے کے پاس زور زور سے چیخنے لگ گئے۔ آپ نے شور کی وجہ دریافت کی، تو معلوم ہوا کہ بنو عنبز کا وفد ہے۔ جو ملاقات

کے لیے حاضر ہوا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ انھیں کہو کہ اندر جائیں اور آرام کریں۔ انھوں نے کہا۔ ہم اپنے سالار قافلہ وردان بن مخزم کا انتظار کر رہے ہیں۔ ارکان وفد جلدی میں اپنے سردار کو، اپنی سواروں اور ساز و سامان کی حفاظت کے لیے وہیں چھوڑ آئے تھے۔ لوگوں نے آپؐ کی خدمت میں گزارش کی، یا رسول اللہ! اہل وفد اپنے اس سردار کا انتظار کر رہے ہیں جس نے زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ جب وہ حضور اکرمؐ کے دروازے پر آیا۔ اس نے اجازت مانگی اور حضورؐ نے اندر آنے کی اجازت دے دی۔ اتنے میں عیینہ بن حصن، بنو عہبر کے جنگی قیدیوں کو آپؐ کے سامنے لائے، اہل وفد نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہم آپؐ کی خدمت میں بطور مسلمان حاضر ہوئے ہیں۔ اس لیے ہمارے آدمیوں کو جنگی قیدی نہ گردانا جائے۔ عیینہ بن حصن نے کہا۔ بخدا تم میں سے کسی شخص کو رہائی نہیں ملے گی۔ جب تک وہ اچھائی اور برائی میں تمیز کرنا نہیں سیکھ لیتا۔

حضور اکرمؐ نے فرمایا اے بنی تمیم میں تم میں سے تین کو آزاد کر دوں گا اور تین تمہیں بخش دوں گا۔ اور تین کو گرفتار کر دوں گا۔ اس پر اقرع بن حابس نے آپؐ سے قیدیوں کے بارے میں گفتگو کی۔ چنانچہ فرزدق نے عیینہ بن حصن کے منصب پر اترا تے ہوئے کہا۔

(۱) وَجِئِدَ رَسُولُ اللَّهِ قَامَ ابْنُ حَابِسٍ
بِحِطَّةِ اسْوَادٍ إِلَى الْمَجْدِ حَارِمٍ
(ترجمہ) حضور اکرمؐ کے سامنے ابن حابس اس سرزمین میں کھڑا ہوا۔ جو شاہ سواروں کی زمین ہے۔ اور وہ عزت کی طرف احتیاط سے بڑھا۔

(۲) لَهُ أَطْلَقَ الْأَسْرَى الَّتِي فِي قِيُودِهَا
مُغْلَلَةٌ أَعْنَقَهَا فِي الشَّكَاهِ
(ترجمہ) حضورؐ نے تمام ان قیدیوں کو جو ان کی قید میں تھے، چھوڑ دیا اور جن کی گردلوں میں طوق تھے، ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عمیر السلمی، یہ صحابی حضور اکرمؐ کے ساتھ فتح مکہ، غزوہ حنین اور طائف میں شامل تھے۔ ان کا شمار اہل مدینہ میں ہوتا ہے۔ ان سے یہ روایت مروی ہے کہ وہ حضورؐ کے ساتھ مذکورہ بالا غزوات میں شریک تھے انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں شاعر ہوں، آپؐ آزاد کر م اس باب میں میری راہ نمائی فرمائیں۔ حضورؐ اکرمؐ نے فرمایا کہ اگر کوئی چیز تیرے پیٹ کو پیپ سے بھر دے، تو اس سے بہتر ہے کہ اسے اشعار سے بھرا جائے۔ قینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عمیرہ البوسفیان، عیدان اور ابن شائبہ وغیرہ نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ ایک روایت میں مالک بن عمیرہ ہے۔ بعض نے انھیں اسدی لکھا ہے اور بعض نے بتو عبد القیس سے۔ ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ ہم سے ابو یاسر بن جبر نے اس اسناد سے جو عبد اللہ بن احمد تک پہنچتا ہے۔ بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ نے کہا۔ کہ ہم سے یزید بن ہارون نے اس سے شعبہ نے اس نے سماک بن حرب کو یہ کہتے سنا کہ میں نے ابوصفوان مالک بن عمیرہ الاسدی سے سنا۔ محمد بن جعفر نے عمیرہ کی جگہ عمیرہ لکھ دیا ہے۔ چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ وہ ہجرت سے پہلے مکے میں آئے اور ایک شخص نے ان سے شلوار خریدی اور مجھ سے حسن سلوک سے پیش آیا۔ ابن مہدی نے شعبہ سے روایت کی ہے اور نام مالک بن عمیرہ بتایا ہے۔ سفیان نے سماک بن حرب سے اس نے سوید بن قیس سے یہی نام سنا ہے۔ لیکن کثرت نہیں بتائی ہے۔ عمرو بن حکام اور یحییٰ بن ابی طالب نے بروایت یزید بن شعبہ ان کا نام ابن عمیرہ بیان کیا ہے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عییلہ بن السباق بن عبدالدار، موسیٰ بن عقبہ نے ان کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے، جو غزوہ بدر میں موجود تھے۔ ابو عمر اختصار اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عوف الاشجعی، ایک روایت میں ابو عوف ہے۔ ابو موسیٰ نے (کتا بستہ) یہی بتایا کہ اس نے اپنے باپ کی زبانی سنا کہ یہیں سلیمان بن ابراہیم نے۔ اسے علی بن محمد الفقیہ نے، اسے احمد بن محمد بن ابراہیم نے۔ اسے محمد بن عبد الوہاب نے، اسے آدم بن ابویاس نے اسے عاصم بن محمد بن زید بن عبد اللہ بن عمر نے، اسے عبد اللہ بن ولید نے، محمد بن اسحاق سے جو آل قیس بن مخزوم کا آزاد کردہ غلام تھا۔ بیان کیا کہ مالک الاشجعی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا، یا رسول اللہ! میرا بیٹا عوف قید میں ہے، حضور نے فرمایا۔ اسے کہلا بھیجو، کہ کثرت سے لا حول ولا قوۃ کا ورد کرے۔ دشمنوں نے انہیں چڑے میں جکڑ رکھا تھا اس ورد سے وہ ان کے جسم سے علیحدہ ہو کر گر پڑا۔ ان کی ایک اونٹنی پاس کھڑی تھی، اس پر سوار ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔ جب ان لوگوں کے گھر کے پاس سے (جنھوں نے انھیں قید کیا ہوا تھا) گزرے تو زور سے نعرہ مارا۔ وہ سب ان کے پیچھے اٹھ دوڑے، تا آنکہ وہ اپنے گھر کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ جب ان کے والد نے

ان کی آواز سُنی، تو خوشی سے اچھل پڑے۔ اس پر آیت اتری: وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا (جو اللہ سے ڈرتا ہے، اللہ اس کے بچاؤ کی کوئی صورت پیدا کر دیتا ہے۔)

السدی راوی ہے کہ عوف بن مالک کا بیٹا قید تھا۔ اور سالم بن ابی الجعد ان کی روایت ہے کہ بنو اشجع کے ایک آدمی کے لڑکے کو دشمنوں نے قید کر لیا۔ اس کا باپ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا۔ (راوی نے دونوں کا نام نہیں بیان کیا۔)

مسعر نے علی بن ندیم سے، اس نے ابو عبیدہ سے روایت بیان کی کہ ایک شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گزارش کی، کہ فلاں قبیلے نے میری بکریاں چرائی ہیں۔ فرمایا۔ خدا کے دربار میں عرض کرو، یا کوئی اور بات اس سے ملتی جلتی فرمائی ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک (رضی اللہ عنہ)

بن عوف بن سعد بن ربیعہ بن یربوع بن وائل بن دہمان بن نصر بن معاویہ بن بکر ہوازن النصری: ان کی کنیت ابو علی تھی۔ یہ صاحب جنگ حنین میں لشکر کفار کے سردار تھے۔ جب مسلمانوں کی شکست کے بعد کفار کو شکست ہوئی۔ ہمیں ابو جعفر نے اپنے اس اسناد سے جو یونس تک پہنچتا ہے۔ ابن اسحاق سے یوں روایت کی اس نے بتایا کہ اسے عاصم بن عمر بن قتادہ نے عبدالرحمن بن جابر سے اس نے اپنے باپ جابر بن عبداللہ اور عمرو بن شعیب ازہری، عبداللہ بن ابی بکر بن عمرو بن حزم اور عبداللہ بن مکرم بن عبدالرحمن ثقفی سے حنین کی جنگ کے بارے میں سنا جب حضور اکرم حنین کی جنگ کے لیے ان کی طرف روانہ ہوئے۔ اور وہ مقابلے کے

یہ حضور کی طرف بڑھے، اس بارے میں ان کے بیانات مختلف ہیں، لیکن اس امر پر سب متفق ہیں کہ جب حضور اکرم فتح مکہ سے فارغ ہوئے تو مالک بن عوف لہری نے بنو نصر، بنو حشم، بنو سعد، بنو بکر اور بنو ہلال کے بعض فوجی دستے جمع کیے اور بنو عمر و عامر کے کچھ لوگ اور عوف بن عامر بنو مالک اور بنو ثقیف کے حلیف بھی جمع ہو گئے۔ پھر وہ سب حضور اکرم پر حملہ آور ہونے کے لیے روانہ ہوئے۔ میدان جنگ میں پہنچ کر مالک بن عوف نے اپنے لشکر سے کہا: جب تم دشمن کو دیکھو تو اپنی تلواروں کے نیام توڑ دو اور مسلمانوں پر اس طرح حملہ کرو کہ ان کے پاؤں اکھڑ جائیں۔

اس کے بعد ابن اسحاق کہتا ہے کہ مجھ سے عاصم نے اور اس نے عبدالرحمان بن جابر سے اس نے اپنے والد جابر سے یوں روایت کی کہ والد نے وادی طاس کی گھاٹیوں میں اپنے لشکر کو ادھر ادھر چھپا دیا۔ حضور اکرم تشریف لائے تو مسلمانوں کو ساتھ لیے صبح کے چھٹ پٹے میں وادی میں اترے۔ ناگہاں کفار کے سواروں نے مسلمانوں پر حملہ کر دیا اور مسلمان بدحواسی میں تتر بتر ہو گئے۔ چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ چند افراد اہل بیت کے اور کچھ آدمی صحابہ سے رہ گئے۔ اس کے بعد آپ نے اپنے دائیں طرف منہ کر کے فرمایا: اے لوگو! میں اللہ کا رسول ہوں۔ میں محمد بن عبد اللہ ہوں۔ اس کے بعد آپ نے حضرت عباس کو حکم دیا کہ اسلامی لشکر کو آواز دو کہ وہ میدان جنگ کی طرف مڑیں۔ حضرت عباس نے بہ آواز بلند پکارا: اے انصار! اے ہاجرین! یہ آواز ان کے کان میں پڑنے کی دیر تھی کہ مسلمان لپک لپک کتے واپس مڑے۔ میدان جنگ میں پہنچنے کی دیر تھی کہ حضور کے ارد گرد قیدیوں کے ٹھٹھ کے ٹھٹھ جمع کر دیے گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ مالک بن عوف اپنے گھوڑے حجاج پر سوار ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر حملہ آور ہوا لیکن گھوڑا اڑ کر کھڑا ہو گیا اور اپنی جگہ سے ذرا نہ ہلا۔ اس نے گھوڑے سے مخاطب ہو کر کہا:

(۱) اَقْدِمُ حِجَّاجُ اِنَّهُ يَوْمٌ نَكُرُ - مِثْلِي عَلَى مِثْلِكَ يَحْبِي وَ يَكُرُ

ترجمہ: اے حجاج قدم آگے بڑھا کہ آج بڑا سخت دن ہے۔ میرے جیسا آدمی تجھ جیسے گھوڑے پر سوار ہو کر اپنا بچاؤ کرتا ہے اور دشمن پر بار بار حملہ آور ہوتا ہے۔

(۲) وَيَطْعِنُ الطُّعْنَةَ تَهْوِي وَ تَهْمُرُ - لَهَا مِنَ الْجَوْفِ يَجْنِعُ مَنَهِمُ

ترجمہ: وہ گھوڑے پر سوار ہو کر نیزے سے اوپر اور نیچے زخم لگاتا ہے اور دشمن کے پیٹ سے بیاہ رنگ کا خون جاری کر دیتا ہے۔

(۳) وَيَقْلِبُ الْعَامِلَ فِيهَا مَنَكِسِرُ - اِذَا اخْرَأْتَ زَمْرًا بَعْدَ زَمْرٍ

ترجمہ: اور جنگ میں وہ بہادر سپاہی کو عاجز کر دیتا ہے، جب لوگ جوق در جوق رسوا اور ذلیل کر دیے جاتے ہیں۔

جب مشرکین جنگ میں شکست کھا کر بھاگ کھڑے ہوئے تو مالک بن عوف طائف چلا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم ہوا تو آپ نے فرمایا۔ اگر مالک بن عوف اسلام قبول کر کے میرے پاس آجائے۔ تو میں اس کے اہل و عیال اور مال و متاع کو اس کے سپرد کر دوں گا۔ جب مالک کو یہ خبر پہنچی تو وہ مسلمان ہو گیا اور حضور جعرانہ سے روانہ ہونے کو تھے کہ مالک حاضر ہو گیا۔ آپ نے اسے سواونٹ عنایت کیے جس طرح کہ باقی موفقتہ القلوب کو عنایت فرمائے تھے۔ بعد میں یہ شخص پکا اور مخلص مسلمان ثابت ہوا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے اپنی قوم اور قیس غیلان کے قبائل کا عامل مقرر فرما دیا۔ نیز آپ نے انھیں طائف پر چڑھائی کا حکم دیا۔ جس کی انھوں نے تعمیل کی۔ اور اہل طائف گھبرا اٹھے۔ اسلام لانے سے پہلے انھوں نے مندرجہ ذیل دو شعر کہے تھے۔

(۱) مَا لَنْ دَأَيْتُ وَلَا سَمِعْتُ بِمَا أَدَى فِي النَّاسِ كُلِّهِمْ بِمِثْلِ مُحَمَّدٍ

(ترجمہ) جیسا کہ میرا اندازہ ہے نہ تو میں نے دیکھا اور نہ سنا۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرح کا کوئی آدمی تمام انسانوں میں۔

(۲) أَوْفَى وَأَعْطَى لِلْجَزِيلِ إِذَا اجْتَدَى وَمَثَى تَشَابُحٍ بِرُكْ عَمَّا فِي عَدِ

(ترجمہ) آپ بڑے باوقائیں اور جب بخشتے پر آئیں، تو بہت بڑے کریم ہیں، اور اگر تو چاہے، تو مجھے کل پیش آنے والے واقعات سے آگاہ کر دیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جناب مالک رضی اللہ عنہ فتح دمشق اور حضرت سعد بن ابی وقاص کی لکان میں جنگ قادسیہ میں بھی شریک تھے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(اسیدنا) مالک بن ابی العیزاز (رضی اللہ عنہ)

ان کا ذکر پیشتر عائد بن سعید الخیری کی حدیث میں آیا ہے۔ ابو منذر اور ابو نعیم نے تخریج کی ہے۔ ابو نعیم کے قول کے مطابق بعض متاخرین نے (یعنی ابن مندہ نے) اسی طرح ان کا ذکر کیا ہے، لیکن ان کے نام کے ساتھ الخیری کا اضافہ کیا۔ حالانکہ یہ لفظ الجسری (ج + س) ہے۔

(اسیدنا) مالک بن قدامہ (رضی اللہ عنہ)

بن عوف بن کعب بن الحظاظ بن کعب بن حارث بن غنم بن النسم بن امرؤ القیس بن مالک بن اوس الانصاری الاوسی؛ ابو عمر نے ان کا سلسلہ نسب اسی طرح لکھا ہے، لیکن بقول ابن الکلبی ان کا سلسلہ نسب مالک بن قدامہ بن الحارث بن مالک بن کعب بن الحظاظ ہے۔ یعنی ابن الکلبی نے عرفہ کی جگہ الحارث کا ذکر کر کے، مالک بن کعب کا اضافہ کر دیا ہے۔

اور باقی وہی ہے۔ موسیٰ بن عقبہ ابن اسحاق اور ابن کلبی کی روایت ہے، کہ یہ صحابی غزوہ بدر میں شریک تھے اور ان کے بھائی المنذر بھی۔ بنو سلم کی نسل ہی ختم ہو گئی ہے۔ یمنوں نے اس کی تخریج کی ہے، لیکن ابن مندہ نے غنم بن سالم لکھا ہے، حالانکہ صحیح لفظ سلم نہ کسرہ اول ہے۔

(سیدنا) مالک بن قطنہ (رضی اللہ عنہ)

ان سے زیادہ بن علاقہ نے روایت کی ہے۔ ابو عمر نے مختصراً اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن قحطم (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت میں قحطم آیا ہے، جو ابو العشاء دارمی کے والد تھے۔ ابو العشاء اور ان کے والد کے ناموں کے بارے میں اختلاف ہے۔ امام بخاری ان کا نام اسامہ بتاتے ہیں اور والد کا نام مالک بن قحطم۔ یہ روایت امام احمد حنبل کی ہے۔ ایک روایت کی رو سے ان کا نام عطار دین بلر قال تھا۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ ان کا نام یسار بن بلز بن مسعود بن خولی بن حمرہ بن قناؤہ تھا (جو بنو مولہ بن عبد اللہ بن قحیم بن دارم سے تھا) جو بصرہ میں رہتا تھا (یہ ساری روایت ابو العشاء کے بارے میں امام بخاری سے منقول ہے)

امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین نے لکھا ہے کہ ابو العشاء کا نام اسامہ بن مالک تھا۔ ابو عمر کا قول ہے کہ ابو العشاء کا نام بکر بن قحطم تھا۔ اور ایک روایت میں عطار دین برز آیا ہے۔ (یہ فتح راو سکون را) یہ شخص بنو دارم بن مالک بن زید منہ بن تیمم سے تھا (یہ کلام ابو عمر کا ہے) امام بخاری اور احمد بن حنبل وغیرہ کی رائے ہم لکھ آئے ہیں۔ فی الجملہ اس نام کے بارے میں کافی اختلاف پایا جاتا ہے۔

ہمیں خطیب عبد اللہ بن احمد بن عبد القادر طوسی نے، اسے ابو محمد جعفر بن احمد بن الحسین نے اسے حسن بن احمد ابراہیم بن شادان نے اسے عثمان بن احمد بن سماک نے اسے حسن بن سلام نے اسے عثمان نے اسے حماد بن سلمہ نے اور اسے ابو العشاء نے اور اسے اس کے والد نے بتایا کہ میں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا سولے حلق اور لیہ (وہ مقام جہاں گردن کے نچلے حصے میں ایک گڑھا ہوتا ہے) کے فرج کر نیکی اور کوئی صورت بھی ہے۔ آپ نے فرمایا: اگر تو ران پر زخم لگا دے، تو اسے بھی ذبح سمجھا جائے گا۔ عفان سے روایت ہے، میں نے ابو العشاء کو کہتے سنا۔ بخدا اگر تو اس کی ران پر وار کرے گا۔ تو تیرے لیے یہ جائز ہوگا۔

ابو العشاء نے اپنے والد سے اس کے سوا اور کوئی حدیث بیان نہیں کی۔ ان سے حماد نے یہ حدیث سنی۔ اور

ان نے ائمہ حدیث اسیان ثوری اور شعبہ وغیرہ نے روایت کی۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن قیس بن بجید (رضی اللہ عنہ)

بن رواحہ بن کلاب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ! یہ صاحب حمید اور جبذہ کے ساتھ حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہیں عبدالرحمن بن عوف بن خالد بن عقیف بن بجید نے بتایا کہ حمید اور جبذہ دونوں خراسان کے رؤسا میں سے تھے۔ اور کوفہ میں آل حمید کے سوا بنو بجید کا کوئی آدمی نہیں رہتا تھا۔ وہ سب شام کو کوچ کر گئے تھے یہ شام نے جناب مالک کے بیٹے عمرو کو حضور کا صحابی گردانا تھا۔ ابو عمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن قیس بن خثیمہ (رضی اللہ عنہ)

ابن شاہین نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے۔ ابو خثیمہ مالک بن قیس بن ثعلبہ بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم بن عمرو بن عوف بن خزرج۔ سوائے بدر کے تمام غزوات میں حضور کے ساتھ شریک رہے۔ اور غزوہ تبوک کے موقع پر جب حضور نے ادھر کو کوچ فرمایا، تو یہ صحابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ہاتھ نہ دے سکے، اور پیچھے رہ گئے اور چند دنوں کے بعد مدینہ سے حضور کے تعاقب میں چل دیے اور دس دن کے بعد اسلامی لشکر سے جا کر مل گئے۔

یہیں عبید اللہ بن احمد نے اپنے استاد یونس سے اس نے ابن اسحاق سے یوں روایت کی کہ مجھ سے عبداللہ بن ابی بکر بن حزم نے بیان کیا کہ ابو خثیمہ بنو سالم کا بھائی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تبوک کو روانگی کے بعد گرم دنوں میں اپنے گھر آگیا۔ اس نے دیکھا کہ اس کی دونوں بیویوں نے اپنے اپنے کمروں کو اس کی پذیرائی کے لیے سجایا ہوا تھا۔ اور ٹھنڈے پانی کے علاوہ عمدہ عمدہ کھانوں کا بندوبست کر رکھا تھا۔ جب گھر کے دروازے پر پہنچے اور اپنی بیویوں کو بچے سمیٹے کمروں اور کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھا۔ تو کہنے لگے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے کہ حضور اکرم قیامت کی اس پیش اور گرم ہوا کے جھکڑوں میں صحراؤں کی تپتی ریت میں محسوس ہوں اور میں یہاں ٹھنڈے پانی، خوشگوار موسم، دل فریب حسین عورتوں کی صحبت سے لطف اندوز ہوں۔ بخدا میں ان کمروں میں اس وقت تک داخل نہیں ہوں گا جب تک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اس مہم میں شامل ہو کر تلافی مافات نہ کر لوں۔ چنانچہ زاد سفر اٹھایا اور برہم مقام تبوک جا پہنچے۔ صحابہ نے ایک شتر سوار کو دوسرے دیکھا تو حضور اکرم کو اطلاع دی۔ حضور نے فرمایا ہو سکتا ہے ابو خثیمہ ہو۔ جب انہوں نے حاضر ہو کر سلام عرض کیا اور تمام واقعہ گوش گزار کیا تو آپ نے تحسین فرمائی اور ان کے لیے دعا کی۔ یہ وہی صاحب ہیں جنہوں نے غزوہ تبوک کے چندے میں ایک صاع کھجوریں پیش کی تھیں اور منافقین نے مذاق اڑایا تھا۔ اس پر قرآن کی درج ذیل آیت نازل ہوئی تھی۔ الَّذِیْ یُؤْتِیْ الْمَطْرَ عَیْنٌ مِنَ الْمُؤْمِنِیْنَ فِی الصَّدَقَاتِ: (جو لوگ ان

مسلمانوں پر (جو اپنی خوشی سے جہاد میں شریک ہوئے ہیں) انگشت نمائی کرتے ہیں (الخ) ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔
(سیدنا) مالک بن قیس البصرہ الصاری المازنی (رضی اللہ عنہ)

اپنی کیفیت سے مشہور ہیں۔ اور مدنی ہیں۔ ابن مندہ سے روایت ہے کہ ابن ابی خثیمہ نے بروایت احمد بن حنبل ذیل کی حدیث ان سے منسوب کی ہے۔ "جو شخص کسی کو دکھ دیتا ہے، خدا اسے دکھ دیتا ہے۔" کئی کئیوں کے عنوان کے تحت ہم ان کے مزید حالات لکھیں گے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن کعب الانصاری (رضی اللہ عنہ)

ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے، لیکن صحیح روایت کعب بن مالک ہے۔ عبد الوہاب بن بجدہ نے ولید بن مسلم سے اس نے مرزوق بن ابی ہزبل سے، اس نے زہری سے، اس نے عبد الرحمن بن کعب سے۔ اس نے عبد اللہ بن کعب سے، اس نے اپنے چچا مالک بن کعب سے روایت بیان کی کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم قبائل عرب کے تعاقب سے واپس مدینہ میں تشریف لے آئے تو آپ نے ذرہ اُتاری، خوشبو لگائی اور غسل فرمایا۔ یہ روایت اسی طریقے سے ابن بجدہ نے ولید سے بیان کی ہے۔ اس نے صحابی کا نام مالک بن کعب بتایا ہے۔ حالانکہ صحیح نام کعب بن مالک ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن مالک الجنبی (رضی اللہ عنہ)

محمد بن خلیفۃ الاسدی نے حسن بن محمد سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ایک دن حضرت عمرؓ نے حضرت عباسؓ سے کہا، کہ میں آپ کو ایک ایسی بات سنا تا ہوں، جسے سن کر آپ کو تعجب ہوگا۔ مجھے خیرم بن قتیبہ الاسدی نے بتایا کہ میں ایک دفعہ ایک اونٹ کی تلاش میں گھر سے نکلا۔ وہ مجھے ابرق الغراف کے مقام پر مل گیا۔ میں نے اسے رستی سے باندھ دیا۔ اور اس کی اگلی ٹانگوں پر تکیہ لگا کر بیٹھ گیا۔ یہ اس زمانے کا واقعہ ہے جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ کی بعثت ہوئی تھی۔ میں نے کہا، میں اس وادی کے بڑے جن سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور لوگ اسی طرح کہا کرتے تھے اتنے میں تمہارے کی آواز آئی جو کہہ رہا تھا:

(۱) وَيُحَلِّكَ عَذْبًا لِلَّهِ ذِي الْجَلَالِ مَنَزِلَ الْحَرَامِ وَالْحَلَالِ

ترجمہ: تیرا بھلا نہ ہو، تو خدا کے ذوالجلال کے لیے یہ بات کہنے سے رک جا۔ کیونکہ وہی حلال و حرام کے احکام نازل کرنے والا ہے۔

(۲) وَوَجَدَ اللَّهُ وَلَا تَبَالِي مَا هَوْلُ ذِي الْجَنِّ مِنَ الْاَهْوَالِ

(ترجمہ) تم خدا کو ایک تسلیم کرو اور کسی کی پرواہ نہ کرو۔ جنوں کے ڈر کی بھلا کیا حیثیت ہے۔

اس کے علاوہ بھی اس نے بہت کچھ کہا تھا۔ میں نے جواباً کہا۔

يَا أَيُّهَا الْمَأْتِفُ مَا تَحْبِلُ أَدُسْتُ عَنْكَ أَمْ تَفْصِلُ

(ترجمہ) اے ہاتف تم نے یہ کیا چکڑ پلایا ہو اسے۔ تم میری راہنمائی کرنا چاہتے ہو یا راہِ راست سے بھٹکانا چاہتے ہو۔

ہاتف نے جواب میں کہا،

هَذَا سُؤْلِ اللَّهِ ذَوِ الْخَيْرَاتِ جَاءَ بِمِائِينَ وَحَامِيَاتِ

(ترجمہ) یہ اللہ کے رسول ہیں جو بڑی خوبیوں کے مالک ہیں۔ جو مائین اور حامیم لے کر آئے ہیں۔

(۲) وَسُورَ بَعْدَ مَفْصَلَاتِ مُحَرَّمَاتِ وَمَحَلَّاتِ

(ترجمہ) اور مفصل سورتوں کے علاوہ اور سورتیں بھی لائے۔ جن میں حرام حلال (جائز ناجائز) کی فہرست دی گئی ہے۔

(۳) يَا مَرْءَ الصَّوْمِ وَالصَّلَاةِ وَيَزُجِّرُ النَّاسَ عَنِ الْعَنَاتِ

(ترجمہ) آپ صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں کو نماز روزے کا حکم دیتے ہیں اور انہیں لہو لعب سے روکتے ہیں۔

ان اشعار کے بعد میں نے اس سے پوچھا، تم کون ہو، اس نے کہا میں مالک بن مالک ہوں۔ مجھے حضور اکرم نے نصیبین (نجد) کے جنوں کی طرف قاصد بنا کر بھیجا تھا۔ میں نے کہا کہ اگر ایسا کوئی شخص ہو۔ جو مجھے اپنا یہ اونٹ دے دے تاکہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس جا کر اسلام قبول کر لوں اس نے کہا۔ میں یہ اونٹ اس شرط پر نہیں دیتا ہوں کہ تم یہ امانت صحیح سلامت اس کے مالک کے گھر پہنچا دو۔ میں مدینے میں حضور کی خدمت میں اس وقت پہنچا جب لوگ نماز جمعہ ادا کرنے کو جا رہے تھے۔ جب میں نے اپنی سواری کو بٹھایا، تو حضرت ابوذر مسجد نبوی سے نکلے اور مجھے مسجد میں داخل ہونے کو کہا۔ مجھے دیکھ کر حضور اکرم نے فرمایا، کیا تمہیں علم ہے کہ جس شخص کو تم نے اونٹ دیا تھا اس نے اُسے صحیح سالم تمہارے گھر پہنچا دیا ہے۔ میں نے کہا، اللہ اسے نیک بدلہ دے، حضور نے اس پر آمین کہی۔ میں ایمان لے آیا اور میں نے اپنے طور اظہار بدل لے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی۔

اسیدنا مالک بن منخلہ (رضی اللہ عنہ)

ان کا ذکر اس مکتوب میں ہے۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے زرع بن ذی یزن کو لکھا تھا۔ اس کا ذکر جعفر نے کیا ہے، اور ابو موسیٰ نے اختصار سے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن مرارہ الرھاوی (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت میں ان کا نام ابن مرہ اور دوسری میں ابن فزارہ ہے، لیکن صحیح ابن مرہ ہے۔ حمید بن عبدالرحمان نے ابن مسعود سے روایت کی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو وہاں مالک بن مرارہ بیٹھے ہوئے تھے اور عطاء بن یسیر نے مالک بن مرارہ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "کہ بہشت میں وہ شخص داخل نہ ہوگا، جس کے دل میں رائی کے برابر بھی غرور ہوگا اور اسی طرح وہ شخص جہنم میں داخل نہیں ہوگا جس کے دل میں رائی کے برابر بھی ایمان ہوگا" اس کی تخریج تینوں نے کی ہے۔ ابو عمر لکھتا ہے کہ مالک بن مرارہ کا شمار صحابہ میں نہیں ہوتا۔ عبدالغنی بن سعید کی رائے ہے کہ مالک بن مرارہ کو حضور اکرم کی صحبت میں آئی۔ ان کا سلسلہ نسب رہا بن یزید بن حرب بن علیہ بن خالد بن مالک بن ادد سے ملتا ہے، جو بنو مذحج کی ایک شاخ تھی۔ ابن الکلبی لکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مالک بن مرارہ کو یمن میں بھیجا تھا اور طائفہ واہبا اور سہما ان کے بیٹے تھے۔

(سیدنا) مالک المری بن ابی غطفان (رضی اللہ عنہ)

امام بخاری نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے اور ان سے ایک حدیث بھی مروی ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن مسرور الرھاوی (رضی اللہ عنہ)

ابن اسحاق نے ان کی ولایت مرہ لکھی ہے ابو موسیٰ نے اسی طرح اس کی تخریج کی ہے اور جو لوگ ان کا نام مالک بن مرارہ بتاتے ہیں۔ ان سے اس نام کے پڑھنے میں غلطی ہوئی ہے۔

(سیدنا) مالک بن مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن البہن بن عامر بن عوف بن عارث بن عمرو بن خثرج بن ساعدة الانصاری الخزرجی الساعدی ایہ صحابی ابوالاسود الساعدی کے چچا زاد بھائی تھے۔ بدر اور احد کے غزوات میں شامل رہے۔ اس پر سب کا اتفاق ہے۔ تینوں نے ابی کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن اسرف (رضی اللہ عنہ)

بن اسد بن عبدمنہ بن عائد بن ابن السعد العشیرۃ السعدی العاندی، بقول ابن الکلبی یہ صحابی حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔

(سیدنا) مالک بن نضہ (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت میں ان کا نام مالک بن عوف بن نضہ بن خدیج بن حبیب بن حدید بن غنم بن کعب بن عصبہ بن جشم بن معاویہ بن بکر بن ہوازن الجبشی مذکور ہے۔ یہ صاحب ابوالاحوص جبشی کے والد اور عبداللہ بن مسعود کے ساتھی تھے۔ ان سے ابوالاحوص نے جن کا نام عوف بن مالک تھا، روایت کی ہے۔ یہیں ابراہیم بن محمد وغیرہ نے اس اسناد سے جو ابوالعیسیٰ ترمذی تک پہنچتا ہے بتایا کہ ہم سے بشار احمد بن منیع اور محمود بن غیلان نے بیان کیا کہ ہمیں ابوالاحمد نے سفیان سے اس نے ابوالحاق سے اس نے ابوالاحوص سے اس نے اپنے والد سے یہ روایت بیان کی کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، "یا رسول اللہ میں ایک آدمی کے پاس سے گزرتا ہوں۔ وہ نہ تو مجھے کھلاتا نہ پلاتا ہے اور نہ مجھے مرجھا ہی کہتا ہے، اگر کبھی اس کا گزر میرے پاس سے ہوتا تو کیا میں بھی اس سے ایسا ہی سلوک کروں؟" فرمایا، "نہیں بلکہ تم اس کی خاطر مدارات کرو۔"

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میرا لباس میلچکیلا ہے، دریافت فرمایا، تمہاری مالی حالت کیسی ہے؟ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! اللہ کے فضل سے اونٹ ہیں۔ بھیڑ بکریاں ہیں۔ فرمایا، اپنے لباس کا بھی خیال رکھا کرو۔ سبعی سے شعبہ، اسرائیل، زہیر اور قطر بن خلیفہ اور جریر بن حازم وغیرہ اور کئی ائمہ نے روایت کی، تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن غطالہمدانی (رضی اللہ عنہ)

خارنہ، الیامی، ارجی (حسب روایت مختلف) ابن ابی کے قول کے مطابق ان کا نام غطالہ بن قیس بن مالک بن سعد بن مالک بن لائی بن سلمان بن معاویہ بن سفیان بن ارجب اور اس کا نام مرہ بن دعام بن مالک بن معاویہ بن صعب بن زیمان بن بکیل بن جشم بن حیوان بن نوف بن ہمدان ہے اور ان کی کنیت ابو ثور ہے۔ یہ صاحب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ایک فرمان لکھ کر دیا جس میں انھیں جاگیر دی گئی تھی۔ ان کی حدیث کو غریب احادیث جمع کرنے والوں اور اہل الاخبار نے اس کی غرابت کی وجہ سے مفصلاً بیان کیا ہے لیکن محدثین کی حدیث مختصر ہے۔ ابوالحاق ہمدانی سے مروی ہے کہ ہمدان کا وفد حضور کی خدمت میں حاضر ہوا۔ جن میں ابو ثور مالک بن غطالہ بھی تھے (ان کے لمبے لمبے بال تھے) ان کے علاوہ مالک بن ایفہ، صمام بن مالک السلمانی اور عمیرہ بن مالک الخارنہ بھی تھے۔ انھوں نے حضور سے اس وقت ملاقات کی۔ جب آپ تبوک سے واپس آ رہے تھے۔ ان لوگوں نے لکیر دارینی چادریں اور عدنی پگڑیاں باندھ رکھی تھیں اور مہری اور ارجی اونٹنیوں پر سوار تھے۔ اس موقع پر جناب مالک

بن خط درج ذیل رجز پر اشعار پڑھ رہے تھے۔

إِلَيْكَ جَاوَزَتْ سَوَادُ الرِّيفِ - فِي هَبَوَاتِ الصَّيْفِ وَالْمُخْرِيفِ - مَخْطَمَاتُ
بِحِبَالِ اللَّيْفِ -

۱۔ ہم آپ کی خدمت میں ایسے علاقے سے آئے ہیں جن کی بعض زمینوں میں فصلیں ہیں اور کچھ بخر ہیں۔

۲۔ وہاں گرمیوں اور سردیوں میں غبار آلود ہوائیں چلتی ہیں۔

۳۔ ایسی اونٹنیوں پر سوار ہو کر آئے ہیں جن کی ناک میں کھجور کی چھال کی تھاریں ہیں۔

اس کے علاوہ بھی جناب مالک نے اپنے بہت سے فصیح و بلیغ اشعار سنائے۔ حضور اکرمؐ نے اہل وفد کو ایک فرمان لکھ کر دیا۔ جس میں انہیں وہ جاگیریں عطا کیں جو انھوں نے مانگیں۔ جناب مالک بن نمط کو ان کا امیر مقرر فرمایا اور جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ انھیں ان کا عامل مقرر کر دیا تھا اور بنو ثقیف کے خلاف انھیں جہاد کا حکم دیا۔ چنانچہ جب بھی ان کا کوئی دستہ فوج باہر نکلتا۔ اس پر حملہ ہو جاتا۔

(۱) ذَكَرْتُ رَسُولَ اللَّهِ فِي مُحَسَّةِ الدُّجَى وَتَحَنَّنَ بِأَعْلَى دُحْرَحَانَ وَصَلَدَ

(ترجمہ) میں نے کفر کے گھاٹوں پر اندھیرے میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت یاد کیا، جب کہ ہم دحرجان (پہاڑ) اور اس کی چٹانوں کی چوٹی پر تھے۔

(۲) وَهَيَّ بِنَاخُوصَ طَلَاَحٍ تَعْتَلَى بَرْكًا نِهَائِي لِأَحِبِّ مَتَمَدِّ

(ترجمہ) ہماری اونٹنیاں ہمیں نشیب میں لاری تھیں اور تھک گئی تھیں۔ یہ اونٹنیاں اپنے سواروں کو لیے صاف اور کشادہ راہوں کی طرف بڑھی جا رہی تھیں۔

(۳) عَلَى كُلِّ قَتْلَاءٍ الذَّرَاعَيْنِ جَعْدَةٌ فَمَرَّ بِنَا مَرَّ الْجَيْفِ الْخَفِيدِ

(ترجمہ) ان کی مضبوط ٹانگوں پر گھنے بال تھے اور وہ ہمیں یوں اڑائے لیے جا رہی تھیں جس طرح کہ تیز رفتار شتر مرغ بھاگتا ہے۔

(۴) حَلَفْتُ بِرَبِّ الرَّاغِصَاتِ إِلَى مَنَى صَوَادٍ بِالرُّكْبَانِ مِنْ قَضَبٍ قَرَدٍ

(ترجمہ) میں ان تیز رفتار اونٹنیوں کے ساتھ منی کو چل دیا۔ اور اپنے ہم سفر سواروں کے ساتھ تہ بہ تہ گھٹا سے سیراب ہوئے۔

(۵) بَأْتِ رَسُولَ اللَّهِ فِينَا مَصَدَّقٌ رَسُولَ آلِي مِنْ عِنْدِ ذِي الْعُرَشِ مُهْتَدِي

(ترجمہ) یہی بتایا گیا کہ رسول کریم جو ہم میں موجود ہیں، وہ صادق ہیں اور آپ ہی وہ رسول ہیں، جو راہ راست دکھانے والے خدا کی طرف سے فرستادہ ہیں۔

(۶) لَمَّا حَلَلْتُ مِنْ نَاقَةِ فَوْقَ دَحْلَمَا أَسَدَ عَلَى أَعْدَائِهِ مِنْ مُحْتَدٍ

(ترجمہ) آج تک کسی اونٹنی کے کجاوے سے کسی شخص نے اپنے دشمنوں پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے سخت تر حملہ نہیں کیا۔

(۷) وَلَعَطَى إِذَا مَا طَالِبُ الْعُرْبِ جَاءَهُ وَأَمْضَى بِحَدِّ الْمَشْرِفِي الْمُهْتَدِ

(ترجمہ) جب بھی کوئی مالی ادا دمانگے والا آپ کی خدمت میں آتا ہے، تو آپ سے بڑھ کر کوئی کریم نہیں ہوتا۔ اور

جب آپ مشرفی ہندی تلوار سے ضرب لگاتے ہیں۔ تو ایسی کاری ضرب اور کوئی نہیں لگا سکتا۔

ہشام الکلبی سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے والے جناب غلط تھے اور حضور نے انہیں اپنے فرمان میں جو جاگیر عطا کی تھی، وہ آج تک ان کے تصرف میں ہے۔ ابو عمر نے ان کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن نمیر (رضی اللہ عنہ)

ابو بکر نے ابو علی سے اس نے ابو بکر بن مقری سے اس نے ابو یعلیٰ الموصلی سے اس نے ابو ریح الزہرانی سے اس نے محمد بن عبد اللہ سے اس نے عصام بن قدامہ سے اس نے مالک بن نمیر النیری سے بیان کیا کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں جلسہ فرماتے، تو اپنا دایاں ہاتھ ران پر رکھ دیتے اور انگلی سے اس طرح اشارہ فرماتے۔ یہ ابن ابی علی نے بیان کیا، اور ابراہیم بن منصور نے ابن معری سے اس کے اسناد سے روایت کی ہے، اس نے مالک بن نمیر سے اور انہوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ اس کی تخریج ابو موسیٰ نے کی ہے۔

(سیدنا) مالک ابن نمیر (رضی اللہ عنہ)

نمیلہ ان کی مال کا نام ہے۔ یہ صاحب ہیں مالک بن ثابت المزنی جو بنو معادیہ بن عدف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس کے حلیف تھے۔ غزوہ بدر میں شامل تھے۔ غزوہ اُحد میں شہید ہوئے۔ یہ قول ہے ابراہیم بن سعد کا جو ابن اسحاق سے مروی ہے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن نویرہ (رضی اللہ عنہ)

بن حمزہ بن شداد بن عبید بن ثعلبہ بن یربوع التیمی: یربوعی متم بن نویرہ کا بھائی تھا۔ یہ صاحب حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام لائے اور آپ نے انہیں بنو تمیم سے کچھ صدقات وصول کرنے پر مقرر فرما دیا۔

جب حضور اکرم فوت ہو گئے اور کئی عرب مرتد ہو گئے اور سجاح نے خروج کمر کے نبوت کا دعویٰ کیا، مالک نے اس

سے صلح کر لی، لیکن انھوں نے اسلام کو نہ چھوڑا اور بطاح میں قیام کیا۔ جب خالد بن ولید بنو اسد اور عطفان سے فارغ ہوئے تو وہ مالک کے لیے بطاح پہنچے۔ وہاں سے سب لوگ مالک کے کہنے پر تتر بتر ہو گئے تھے۔ حضرت خالد نے جنگی قیدیوں کو برائے حفاظت تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد وہ مالک بن نویرہ اور ان کے ہم قبیلہ چند آدمیوں سے ملے۔ خالد بن ولید کا فوجی دستہ ان لوگوں کے بارے میں اختلاف کا شکار ہو گیا۔ ان لوگوں میں ابوقتاہ بھی شامل تھے اور ان کی شہادت پر تھی کہ اس قبیلے کے لوگوں نے اذانیں دیں اور نمازیں پڑھیں۔ بوجہ اختلاف اس سرورات کو انھیں بند کر دیا گیا۔ بعد میں از جانب خالد بن ولید منادی کرائی گئی اور منادی کرنے والے نے عربی کا ذومعنی لفظ کیا۔ جس کے ایک معنی یہ بھی تھے کہ قیدیوں کو قتل کر دو۔ جب شور و غوغا اٹھا اور جناب خالد تحقیق حالات کے لیے باہر نکلے، تو مالک بن نویرہ قتل ہو چکے تھے۔ انھوں نے مالک کی بیوی سے نکاح کر لیا۔

جب دربار خلافت میں یہ خبر پہنچی، تو حضرت عمر نے جناب خلیفہ سے اس دست درازی کے خلاف احتجاج کیا اور خلیفہ کو مجبور کیا کہ ان سے انتقام لیا جائے۔ حضرت ابوبکر نے ان کی طرف سے یہ عذر پیش کیا کہ خالد سے یہ فعل غلط نہیں کی بنا پر سزا دیا ہے اور میں اس تلوار کو جسے اللہ نے دشمنان دین پر مسلط کر رکھا ہے۔ رسوا نہیں کرنا چاہتا۔ چنانچہ انھوں نے بیت المال سے خون بہا ادا کر دیا۔

جب خالد بن ولید دربار خلافت میں پیش ہوئے، تو حضرت عمر نے ان سے کہا: "اے اللہ کے دشمن! تم نے ایک مسلمان کو قتل کر کے اس کی بیوی سے بدکاری کی۔ ہم تمہیں سنگسار کر دیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ جس رات کو مالک اور ان کے رفقاء کو قابو کر لیا گیا تو مسلمانوں نے انھیں کہا کہ اچھا اگر تم سچ کہتے ہو تو ہتھیار رکھ دو اور نماز پڑھ کر دیکھو اس پر مالک نے کہا: "میں باور نہیں کر سکتا کہ تمہارے آقا نے تمہیں ایسا حکم دیا ہو گا۔" جناب خالد نے کہا: تمہاری اس گفتگو سے یہ مترشح ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمہارے آقا نہیں ہیں۔ چنانچہ اس عذر لنگ کا سہارا لے کر انہیں قتل کر دیا۔

اس ناگوار واقعہ کے بعد جناب مالک کے بھائی متمم دربار خلافت میں آئے اور خون بہا کا دعویٰ کیا۔ یہ خلیفہ نے بیت المال سے ادا کر دیا اور ان کے قیدی چھوڑ دیے گئے۔ طبری اور کئی اور ائمہ حدیث نے اس واقعہ کو اسی طرح بیان کیا ہے۔ طبری وغیرہ نے صحابہ سے اس واقعہ سے عجیب تر اور مستبعد تر واقعات نقل کیے ہیں۔ اس کا عدم ذکر باعث تعجب ہے۔

جناب مالک کے ارتداد کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضرت عمر نے جناب خالد سے کہا تھا کہ تم نے ایک مسلمان کو قتل

کیا ہے اور جناب البوقنادہ کی شہادت یہ ہے کہ ان لوگوں نے اذانیں دیں اور نمازیں پڑھیں۔ خلیفہ نے ان کے قیدی چھوڑ دیے اور خون بہا بیت المال سے ادا کر دیا۔ ان باتوں سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ مالک بن نویرہ مسلمان تھے۔

متم بن نویرہ نے اپنے بھائی مالک کے بارے میں اپنے خیالات یا اس الفاظ بیان کیے ہیں۔ "مالک اڑیل گھوڑوں اور سست قدم اونٹوں پر اندھیری سرد راتوں میں سوار ہو کر پانی سے بھری مشکیں لیے نکلتا۔ اس نے تنگ ساجہ اوڑھا ہوتا اور خطی نیزہ اپنی ران اور رکاب کے درمیان اڑس کر رکھا ہوتا۔ رات بھر چلتا رہتا اور جب صبح ہوتی تو اس کا چہرہ اس طرح سیکڑا رہا ہوتا، گویا چاند کا ٹکڑا ہے۔ اللہ اس پر رحم فرمائے۔"

(سیدنا) مالک بن ہبیرہ بن خالد بن مسلم الکندی الکوفی (رحمۃ اللہ علیہ)

ان کا شمار مصریوں میں ہوتا ہے۔ ان سے ابوالخیر مرثد بن عبداللہ الخیری نے روایت کی ہے۔ جناب مالک امیر معاویہ کی فوجوں کے کماندار رہے ہیں۔ یہیں اسماعیل بن علی اور ابراہیم وغیرہ نے اس اسناد سے جو ترمذی تک پہنچتا ہے بتایا کہ ان سے ابوالکریب نے اور اس سے عبداللہ بن مبارک اور یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے اس نے یزید بن ابی حبیب سے اس نے مرثد بن عبداللہ الزنی سے بیان کیا کہ جب مالک بن ہبیرہ کسی شخص کی نماز جنازہ پڑھتے، تو وہ آدمیوں کی تین صفیں بنایا کرتے اور کہتے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص نماز جنازہ میں تین صفیں بناتا ہے وہ اپنے بھائی کے ساتھ بہت بڑی بھلائی کرتا ہے۔ یہ روایت ابن اسحاق نے کئی آدمیوں سے روایت کی۔

ابراہیم بن سعد نے بھی ابن اسحاق سے یہ روایت نقل کی ہے، لیکن انھوں نے مرثد اور مالک کے درمیان حدیث بن مالک بن مخلد کو داخل کر دیا ہے۔ اس کی تینوں نے تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن ہدم (رضی اللہ عنہ)

ابن لہیعہ نے یزید بن ابی حبیب سے اس نے ربیعہ بن لقیط سے، اس نے مالک بن ہدم سے روایت کی کہ ہم ایک لڑائی میں تھے، اور عمرو بن العاص ہمارے امیر تھے اور عمر بن خطاب اور ابو عبیدہ بھی اس دن وہیں تھے۔ سوئے اتفاق سے اس دن ہمارے ہاں راشن کی شدید قلت تھی۔ میں تلاش معاش میں نکلا اور ایک ایسی جماعت کے پاس سے گزرا، جو کسی ایسے آدمی کے انتظار میں تھے، جو انہیں بکری ذبح کر دے۔ میں نے اپنی خدمات پیش کیں۔ انھوں نے مجھے اجازت دے دی۔ میں نے بکری کو ذبح کیا۔ کھال اتاری اور گوشت کو حسب ہدایت کاٹا۔ انھوں نے مجھے حق الخدمت ادا کیا اور میں وہ گوشت لیے کیمپ میں آگیا اور اسے پکایا اور حضرت عمر کی خدمت میں پیش کیا۔ ان کے پوچھنے پر جب میں نے واقع بیان کیا، تو انھوں نے کھانے سے انکار کر دیا۔ اسی طرح ابو عبیدہ بن جراح نے بھی کھانا گوارا نہ کیا۔ آخر میں حضور

اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے گیا۔ آپ نے مجھے دیکھ کر صرف اتنا فرمایا: "بکری والا" ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن ولید (رضی اللہ عنہ)

عبدان نے ان کا ذکر کیا ہے۔ خالد بن ولید نے مالک بن جبر الزیادی سے روایت کی کہ جناب مالک نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے نصیحت فرمائی کہ اگر تمہیں امارت دی جائے تو ادھر کو ایک قدم بھی مت اٹھاؤ، اور اگر کسی آدمی سے معاہدہ کرو تو اس سے ایک سوئی بھی مت قبول کرو اور اسی طرح یہ بھی فرمایا میں حاکم کی بڑائی کی وجہ سے اس کے خلاف بغاوت نہ کروں۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن وہب الخزاعی (رضی اللہ عنہ)

عبد العزیز بن ابوبکر بن مالک بن وہب الخزاعی نے اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا مالک بن وہب سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سلیط اور سفیان بن عوف الاسلمی کو دشمن کے لشکر کے بارے میں اطلاع فراہم کرنے کے لیے جنگ احزاب کے موقع پر مامور فرمایا۔ جب وہ صحرا میں پہنچے تو ابوسفیان کے لشکر سے آسا سا منا ہو گیا اور اس چپقلش میں یہ دونوں صحابی مارے گئے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا علم ہوا، یا جب ان کی لاشیں آپ کے سامنے لائی گئیں تو آپ نے حکم دیا کہ دونوں شہیدوں کو ایک قبر میں دفن کر دیا جائے۔ ابونعیم اور ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن وہب (رضی اللہ عنہ)

بن مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ بن مرہ بن کعب بن لوی ابو وقاص والد سعید بن ابی وقاص؛ عبدان نے ان کا شمار صحابہ میں کیا ہے اور لکھا ہے کہ یہ ان لوگوں میں سے ہیں۔ جنہوں نے حبشہ کو ہجرت کی تھی، ان سے کوئی حدیث مروی نہیں ان کی وفات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حین حیات میں ہوئی۔ اس کی تخریج ابو موسیٰ نے کی ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ ہم نے کوئی ایسا آدمی نہیں دیکھا جس نے عبدان سے اتفاق کیا ہو۔

(سیدنا) مالک بن یحناصر (رضی اللہ عنہ)

(ایک روایت میں اُخامر آیا ہے) مذکور ہے کہ انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں آئی۔ انھوں نے معاذ بن جبل سے روایت کی ہے۔ بخود ان سے معاویہ بن ابوسفیان، جیسر بن نفیر اور مکحول وغیرہ نے روایت کی ہے۔ یہ صحابی اہل حبشہ سے تھے انھوں نے ۶۹ یا ۷۰ ہجری میں وفات پائی۔ ابو عمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مالک بن لیسا السکونی العوفی (رضی اللہ عنہ)

ابن سے ابو بکر یہ نے روایت کی۔ ان کا شمار اہل شام میں ہوتا ہے۔ یہیں یحییٰ بن ابی الرجا و اصفہانی نے اس اسناد سے جو ابن ابی عاصم تک جاتا ہے۔ بتایا کہ اس سے محمد بن عوف نے، اس سے محمد بن اسماعیل بن عیاش نے اس سے میرے والد نے، اس نے ضمیم بن زرعہ سے اس نے شریح بن ابی عبیدہ سے اس نے ابو ظبیہ سے اس نے ابو بکر یہ السکونی سے اس نے مالک بن لیسا السکونی العوفی سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب تم اللہ سے کوئی چیز مانگو۔ تو انھوں کی انتہیلیوں کو سیدھا رکھو نہ کہ الٹا۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

ابن مندہ کے قول کے مطابق ان سے ابن بکرہ نے روایت کی، نہ کہ ابن بکر یہ سے۔ بقول ابو نعیم اس سلسلے میں ابن مندہ کو اشتباہ ہوا ہے۔ صحیح نام ابو بکر یہ ہے۔

باب : میم و باء

(سیدنا) مہرج بن شہاب الدین (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن ربیعہ بن سحیت بن شرجیل الیافعی، یہ ابن مندہ اور ابو نعیم کا قول ہے۔ ابو عمر نے ان کا سلسلہ نسب یوں لکھا ہے: مہرج بن شہاب بن حارث الرعینی۔ یہ بنو رعیہ کے ان لوگوں میں شامل تھے، جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ یہ صحابی فتح مقرر کے موقع پر حضرت عمرو بن العاص کے میسرہ کے کماندار تھے۔ ابو سعید بن یونس کا قول ہے کہ ان کی سکونت فسطاط کے نواح میں تھی۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) بلشمر بن ابیرق (رضی اللہ عنہ)

ان کا نام حارث بن عمرو بن حارث بن ہیشم بن ظفر الانصاری، اسی ظفری تھا۔ یہ صاحب اپنے دونوں بھائیوں بلشر اور بلشیر کے ساتھ غزوہ احد میں موجود تھے۔ ہم نے بلشر اور بلشیر کا ذکر تو کیا ہے، لیکن بلشیر کا ذکر اس لیے نہیں کیا کہ وہ مرتد ہو گیا تھا اور حالت کفر میں مرا۔ ابن ماکولا کا بیان ہے کہ جناب بلشر کو حضور کی صحبت میں حاضری کا موقع ملا تھا اور انھوں نے استقامت کا مظاہرہ کیا۔ ان بھائیوں کا ذکر قتادہ بن نعمان کی حدیث میں آیا ہے۔

یہیں اس بار سے میرا ابو عیسیٰ ترمذی کے اسناد سے کئی آدمیوں نے بتایا کہ ہم سے محمد بن اسحاق نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے اس نے اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا قتادہ بن نعمان سے بیان کیا کہ ہمارے کچھ اعزہ تھے، جنھیں بنو ابیرق

کہتے تھے، وہ تین بھائی تھے، بشر، بشر اور بشر۔ آخر الذکر منافق تھا۔ اور صحابہ کی ہجو میں شعر کہتا تھا اور بعض لوگ اسے کچھ دے دلا کر اس کی ہمت افزائی کرتے تھے اور ہم بلید بن مہل کے تذکرے میں یہ ذکر کر آئے ہیں۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) بشر بن براء بن معرور (رضی اللہ عنہ)

ہم ان کا نسب ان کے والد براء کے تذکرے میں لکھ آئے ہیں۔ یہ صحابی بقول ابن الکلبی صلح حدیبیہ اور بیعتہ الرضوان میں موجود تھے۔

(سیدنا) بشر بن عبد المنذر (رضی اللہ عنہ)

بن زبیر بن زید بن امیہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن ادس الانصاری الاوسی۔ یہ صاحب غزوہ بدر میں اپنے دو نواس بھائیوں، ابولبابہ بن عبد المنذر اور رفاعہ بن عبد المنذر کے شریک تھے جس میں جناب بشر شہید ہو گئے تھے۔ ایک روایت میں ہے، کہ وہ بمقام خیبر قتل کر دیے گئے تھے۔ ہمیں ابو جعفر نے اپنے اس اسناد سے جو یونس بن بکر تک پہنچتا ہے۔ ابن اسحاق سے یہ روایت نقل کی کہ بنو امیہ بن زید بن مالک بن عوف سے جو آدمی غزوہ بدر میں شہید ہوا، وہ بشر بن عبد المنذر تھے، لیکن لڑائی میں ان کے دو بھائی ابولبابہ اور رفاعہ بھی شریک ہوئے تھے اور بشر لاولد تھے۔

ابولبابہ کے بارے میں یہ روایت مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینے کا حکم مقرر کر کے ایس بھیج دیا تھا۔ اور بعد از فتح مال غنیمت سے انہیں برابر کا حصہ عطا فرمایا تھا۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

باب مہم و تاو ثنا

(سیدنا) متم بن نویرہ مہمی (رضی اللہ عنہ)

ہم ان کا تذکرہ ان کے بھائی مالک کے سلسلے میں کر چکے ہیں۔ یہ صحابی شاعر تھے۔ طبری لکھتا ہے کہ مالک بن نویرہ بن حمزہ کو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بنویرہ بن جوع کے یہاں زکات وصول کرنے کے لیے بھیجا۔ مالک اور ان کے بھائی دونوں مسلمان ہو چکے تھے۔ ابو عمر کہتا ہے کہ مالک کو خالد بن ولید نے قتل کر دیا صحابہ کرام اور بعد کے لوگوں میں ان کے اسلام کے متعلق اچھا خاصا اختلاف پایا جاتا ہے۔ بہر حال جناب متم کے اسلام کے بارے میں کوئی اختلاف نہیں۔ یہ صاحب

بہت اچھے شاعر تھے، بالخصوص ان کے وہ مرثیے لاجواب ہیں۔ جو انہوں نے اپنے بھائی کی موت پر کہے تھے۔
 (۱) ہم سالہا سال اپنے قبیلے جذیمہ میں دو مخلص ندیموں کی طرح اکٹھے رہے، یہاں تک کہ لوگوں میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ یہ کبھی جدا نہیں ہوں گے۔

(۲) باوجود اس طول طویل قرب کے جب ہم دونوں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو گئے۔ تو اب یوں معلوم ہوتا ہے گویا میں اور مالک ایک رات بھی اکٹھے نہیں رہے تھے۔

کہتے ہیں، مالک کی جدائی میں انھوں نے اتنے آنسو پہائے تھے کہ آنکھیں بے نور ہو گئی تھیں۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مشعب سلمیٰ (رضی اللہ عنہ)

ابو عمر المحاربی کہتا ہے۔ ابو نعیم انھیں منسوب نہیں کرتا۔ حضرت ابی اور طبرانی نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے اور اشعث بن ابوالشعثاء نے ان سے روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتا تھا۔ صحابہ کرام میں بعض رمضان کے روزے رکھتے تھے، لیکن کوئی شخص بھی دوسرے سے تعزین نہیں کرتا تھا۔ جناب مشعب کا نام حمزہ تھا۔ حضور نے بدل کر مشعب رکھ دیا۔ ابونضر نے ان کا پورا نام ابوصالح حمزہ بن عمرو الاسلمی لکھا ہے۔ ابوحاتم رازی کے قول کے مطابق ان کا نام مشعب تھا۔ یا لقب مشعب تھا۔

(سیدنا) مشنی بن حارثہ (رضی اللہ عنہ)

بن سلمہ بن ضمضم بن سعد بن مرہ بن ذیل بن شیبان بن ثعلبہ بن عکابر بن صعب بن علی بن بکر بن وائل ربیعہ شیبانی، یہ صاحب اپنے قبیلے کے وفد کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ۹ ہجری میں حاضر ہوئے حضرت ابوبکر نے اپنی خلافت کے ابتدائی ایام میں خالد بن ولید سے پہلے عراق پر حملہ کرنے کے لیے انھیں روانہ کیا۔ یہی وہ صاحب ہیں جنھوں نے خلیفہ اور مسلمانوں کو ایران پر چڑھائی کے لیے اکسایا اور بتایا کہ یہ کام بالکل آسان ہے۔ یہ صحابی بڑے بہادر، دلیر، جید الفکر اور صاحب الہدای تھے۔ ایرانیوں کے خلاف لڑائیوں میں انھوں نے بڑے مصائب اور تکالیف برداشت کیں۔

جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے تو انھوں نے مختار الثقفی کے والد ابوعبید بن مسعود الثقفی کو مشنی بن حارثہ کی مدد کو روانہ کیا۔ دونوں لشکروں نے جمع ہو کر قس ناطف کے مقام پر ایرانیوں پر حملہ کر دیا۔ جس میں ابوعبید شہید ہو گئے اور مشنی بن حارثہ زخمی ہو گئے اور جنگ قادسیہ سے پہلے اسی زخم سے فوت ہو گئے۔ یہ وہی صاحب ہیں جن کی بیوہ سے سعد

ہونے سے پہلے ہی قتل ہو گئے تھے۔ صورت حال کچھ اس طرح ہے کہ حکیم بن جلد نے عبداللہ بن زبیر کو قتل کر دیا۔ مجاشع ابن زبیر کے ساتھ تھے۔ انھوں نے حکیم بن جلد کو قتل کیا اور یوں مجاشع بھی قتل کر دیے گئے۔ یہ قول ہے حنیفہ بن خیاط کا۔ باقی لوگوں کی رائے ہے کہ مجاشع اس جنگ میں قتل ہوئے، جہاں حضرت علی طلحہ اور ابن زبیر موجود تھے، ہم اس واقعہ کو تفصیل الکامل فی التاریخ میں بیان کر چکے ہیں اور جناب مجاشع حضرت عمر کے دور خلافت میں اس لشکر کے کماندار تھے۔ جس نے تونج کے شہر کا محاصرہ کر رکھا تھا اور پھر اسے فتح کر لیا تھا۔

بہیں ابویاسر نے بروایت عبداللہ بن احمد بتایا، کہ اس نے اپنے باپ سے سنا کہ ہم سے ابوالمنصر نے۔ اس سے ابو معاویہ نے، اس سے شیبان نے، اس سے یحییٰ بن ابوالکثیر نے اس سے یحییٰ بن اسحاق نے اس سے مجاشع بن مسعود نے بیان کیا، کہ میں اپنے بھتیجے کو لے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ہجرت پر بیعت کو حاضر ہوا۔ حضور نے فرمایا: چونکہ فتح مکہ کے بعد ہجرت ختم ہو گئی ہے۔ اس لیے اب بیعت اسلام پر ہوگی۔ اسے تینوں نے تخریج کیا ہے۔

(سیدنا) مجاشع بن سلیم (رضی اللہ عنہ)

ابوموسیٰ کا قول ہے کہ عسکری (یعنی علی) نے مجاشع بن مسعود اور مجاشع بن سلیم میں تفریق کی ہے، حالانکہ دونوں ایک ہیں اور وہ ہے مجاشع بن مسعود ابن سلیم۔ ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مجاشع بن مرارہ بن سلمی (رضی اللہ عنہ)

اور ایک روایت میں ابن سلیم بن زید بن عبید بن ثعلبہ بن یربوع بن ثعلبہ بن الدول بن حنیفہ میں سلیم بن صعب بن علی بن بکر بن وائل حنفی یامی مذکور ہے۔ جناب مجاشع اور ان کے والد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے حضور اکرم نے انھیں عودہ اعوانہ اور الجیل کے علاقے بطور جاگیر عطا کیے اور فرمان لکھ کر دیا۔ مجاشع بن حنیفہ کے رؤسا سے تھے۔ تحریک ارتداد میں۔ جناب خالد بن ولید سے کچھ واقعات مذکور ہیں جن کا ذکر ہم نے اپنی کتاب الکامل فی التاریخ میں کیا ہے۔ جناب خالد کے ساتھ ایک واقعہ یوں ہے کہ مجاشع، خالد بن ولید کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، کہ انھوں نے مسلمانوں کے آدمیوں کو دیکھا کہ انھوں نے تواریں نیاموں سے باہر نکالی ہوئی ہیں۔ مجاشع سے مخاطب ہو کر کہا۔ "مجاشع! یہ بزدل تیری قوم کے ہیں: نہیں یہ پیمانہ قبیلے کے لوگ ہیں۔ میرے لوگ تو ایسے ہیں کہ تو ان کی پشت کو نرم نہیں کر سکے گا۔ جب تک تو اسے چیر نہ دے۔ کیا تو اپنے قبیلے سے اس شدت سے محبت کرتا ہے؟" ہاں یہ درست ہے کیونکہ وہ اولاد آدم میں سے میرے دست و بازو ہیں۔

بہیں عبدالوہاب بن علی الایمن نے بذریعہ اس اسناد کے جو داؤد سلیمان بن اشعث تک جاتا ہے، بتایا، کہ ہیں

محمد بن عیسیٰ نے، اسے عبد الواحد القرشی نے، اسے رحیل بن ایاس بن نوح بن مجامعہ نے اسے ہلال بن سراج بن مجامعہ نے اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا مجامعہ سے روایت کی۔ کہ وہ حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی: "یا رسول اللہ میرے بھائی کو بنو ذیل کی شاخ بنو سدوس نے قتل کر دیا ہے، اس لیے مجھے اس کا خون بہا دیا جائے۔ حضور اکرم نے فرمایا، میں کافروں کا خون بہا نہیں دیا کرتا، لیکن بہر حال میں تیری امداد کروں گا۔ حضور نے انھیں ایک فرمان لکھ دیا کہ بنو ذیل کے مال غنیمت سے جو خمس نکالا جائے، اس میں سے سواونٹ مجامعہ کو دے دیئے جائیں۔ مجامعہ سے ان کے بیٹے سراج کے سوا اور کسی نے روایت نہیں کی۔ ان کی نسبت سلی کی وجہ سے کہ ان کے دادا کا نام سلیم تھا۔ اس کی تخریج تینوں نے کی ہے۔

(سیدنا) **جمال بن ثور بن معاویہ بن عبادہ بن البکاء** (رضی اللہ عنہ)

(اس کا نام ربیعہ بن عامر بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ تھا) ان کا شمار کوفیوں میں ہوتا ہے۔ ان سے ان کے بیٹے کاہل نے روایت کی ہے۔ یہ صحابی اور ان کا بھتیجا بشیر بن معاویہ حضور کے دربار میں حاضر ہوئے انھیں حضور اکرم نے سورہ یسین، الحمد للہ رب العالمین اور معوذات ثلاثہ پڑھائیں۔ نیز یہ بھی بتایا کہ ہر کام کی ابتدا بسم اللہ سے کی جائے۔ ابن منذہ اور ابونعیم نے تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **محالد** (رضی اللہ عنہ)

ابو عمر بجمی کے والد تھے۔ ہجیم کے تذکرے میں ہم ان کے بارے میں پھر لکھیں گے۔

(سیدنا) **محالد بن مسعود السلمی** (رضی اللہ عنہ)

ہم ان کا نسب، ان کے بھائی مجاشع کے تذکرے میں لکھ آئے ہیں۔ محالد کی کنیت ابو معبد تھی۔ بصرے میں سکونت تھی۔ انھوں نے فتح مکہ کے بعد اپنے بھائی کی طرح اسلام قبول کیا تھا۔ جناب مجاشع انھیں حضور کی خدمت میں بیعت علی البحرہ کے لیے لے گئے تھے، لیکن آپ نے ان کی درخواست مسترد کر دی تھی اور بیعت علی الاسلام والجمہاد منظور فرمائی تھی۔

ابن ابی حاتم کا قول ہے، کہ محالد جنگ جبل میں شہید ہو گئے تھے، لیکن جناب مجاشع کے بارے میں کچھ نہیں بتایا، حالانکہ اس جنگ میں ان کا قتل یقینی امر ہے۔ ان دونوں بھائیوں سے ابو عثمان کی روایت میں کوئی استبعاد نہیں۔ کیونکہ دونوں اکٹھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تھے اور بصرے میں دونوں کی قبریں قریب قریب ہیں۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مجدی الضمیری (رضی اللہ عنہ)

یہ صحابی حضور اکرم کے ساتھ سات غزوات میں شریک رہے۔ ابوالمفرج بن عطی بن مجدی ضمیری نے اپنے باپ سے اس نے اس کے دادا سے روایت کی کہ ہم حضور کے ساتھ غزوہ مرلیس اور غزوہ بنو المصطلق میں شریک تھے۔ ان جنگوں میں کچھ عورتیں بطور جنگی قیدی ہمارے ہاتھ آئیں۔ ہم نے گزارش کی، یا رسول اللہ! کیا ہمیں عزل کی اجازت ہے۔ "کہہ دو اگر تمہاری مرضی ہے تو خدا نے جو روح پیدا کی ہے، وہ قیامت تک باقی رہے گی۔" تینوں نے اس کی تخریج کی ہے ابن منذرہ اور ابو نعیم کی کتابوں میں اسی طرح مذکور ہے، لیکن میرے خیال میں غزوہ مرلیس اور غزوہ مصطلق کے درمیان واسطہ نہیں۔ بلکہ اوہ ہے، کیونکہ ایک ہی غزوے کے دو نام ہیں، اور راوی نے برہنہ شک دونوں نام لکھ دیے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) مجدی بن قیس الاشعری (رضی اللہ عنہ)

ان کا نسب ہم ان کے بھائی ابو موسیٰ کے تذکرے میں لکھ آئے ہیں۔ ابو عمر نے ان کے بھائی ابو رہم کے ترجمے میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر پر خسانی کا یہ استدراک ہے۔

(سیدنا) مجذّر بن زیاد (رضی اللہ عنہ)

ہم ان کا نسب ان کے بھائی عبداللہ بن زیاد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ وہ خاندانی لحاظ سے بلوی ہیں، اور انصار کے حلیف تھے۔ یہ وہی آدمی ہیں جنہوں نے زمانہ جاہلیت میں سوید بن صامت کو قتل کیا تھا اور جنگ بعاث کی آگ بھڑک اٹھی تھی۔ بعد میں مسلمان ہو گئے اور غزوہ بدر میں شہادت پائی۔

ہمیں بھتری بن ہشام بن خالد بن اسد بن عبدالعزیٰ نے ابو جعفر سے اس نے یونس سے، اس نے ابن اسحاق سے روایت کی، کہ اس سے یزید بن رومان نے اس نے عزہ بن زبیر سے اس نے ابن شہاب، محمد بن یحییٰ بن جان اور عاصم بن عمر بن قتادہ اور عبداللہ بن ابوبکر وغیرہ سے غزوہ بدر کے بارے میں بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر میدان جنگ میں تمہارا آئنا سامنا بھتری سے ہو جائے تو اسے قتل نہ کرنا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ شخص مکے کے ان لوگوں میں سے تھا۔ جس نے حضور کو قیام مکہ کے دوران میں نہ تو کوئی تکلیف دی۔ اور نہ آپ کے بارے میں کبھی زبان درازی سے کام لیا۔ نیز یہ شخص ان لوگوں میں سے تھا۔ جس نے اس رسولؐ نے زمانہ تحریر کو، جس کی وجہ سے بنو ہاشم کو تین برس شعب ابوطالب میں گزارنا پڑے تھے، متروک العمل بنانے میں حصہ لیا تھا۔ اتفاقاً بھتری اور مجذّر بن زیاد بلوی کی ملاقات ہو گئی۔ انھوں نے کہا، بھتری! رسول کریمؐ نے ہمیں تمہارے قتل سے منع فرمادیا ہے۔ اس نے

پوچھا، میرے ساتھی (ارولف) کے بارے میں کیا فیصلہ ہوگا۔ جناب مجذرنے کہا، اسے تو ہم امان نہیں دے سکتے، اس پر بھرتی نے کہا، میں یہ گوارا کر سکتا ہوں کہ مکے کی عورتیں کہیں، کہ بھرتی نے اپنی جان بچالی اور رفیق کو مروا دیا چنانچہ دونوں بیکپی مقابلے پر تیار ہو گئے۔ مقابلے میں بھرتی مارا گیا۔ جناب مجذرنے حضور کی خدمت میں سارا واقعہ بیان کیا، کہ بھرتی نے خود مجھے مجبور کر دیا، کہ میں اس سے مقابلہ کروں۔ چنانچہ وہ مارا گیا۔

جناب مجذرنے غزوہ اُحد میں حارث بن سويد بن صامت کے ہاتھوں مارے گئے، حالانکہ قاتل نے بظاہر اسلام قبول کیا ہوا تھا اور اس تاک میں تھا کہ موقع پا کر مجذرنے کو قتل کر دے۔ غزوہ اُحد میں جب قریش نے مڑ کر مسلمانوں پر حملہ کیا، تو حارث نے پیچھے سے وار کر کے مجذرنے کو قتل کر دیا اور بھاگ کر مکے چلا گیا، بعد از فتح مکہ اس نے پھر اسلام قبول کر لیا، لیکن حضور اکرم نے اسے مجذرنے کے قصاص میں قتل کر دیا۔ تیغوں نے اس کی تخریج کی ہے۔ اس مقابلے کے دوران میں بھرتی یہ شعر پڑھتا رہا: ہر دوست اپنے دوست کی حفاظت کرتا ہے۔ تاآنکہ مر جائے یا دوست کے بچاؤ کی کوئی بیل نکالے۔

(سیدنا) مجزؤۃ بن ثور (رضی اللہ عنہ)

بن عقیل بن زہیر بن کعب بن عمرو بن سدوس السدوسی: حضرت عمر کے عہد خلافت میں قتل ہوئے۔ امام بخاری نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ لیکن ثابت نہیں اور انھوں نے عبدالرحمن بن ابوبکر سے روایت کی ہے۔ یہ صاحبہ منجوف بن ثور کے بھائی تھے۔ انھوں نے ایرانیوں کے خلاف جنگ میں زبردست حصہ لیا۔ فتح تستر کے موقع پر ایک سو ایرانی قتل ہوئے تھے۔ جب ہرمزان گرفتار ہوا، اور حضرت عمر کے پاس لایا گیا تو حضرت عمر نے اسے قتل کا ارادہ کیا۔ کسی نے کہا، کہ میں نے اسے امان دی ہے۔ خلیفہ نے کہا، کہ میں اس شخص کو کیسے پناہ دے سکتا ہوں، جس نے مجزؤۃ بن ثور اور براء بن مالک کو قتل کیا ہے۔ ہرمزان مسلمان ہو گیا اور حضرت عمر سے جان بچالے گیا۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مجزؤ المدلجی القائل (رضی اللہ عنہ)

ان کا پورا نسب، مجزؤ بن اعور بن جعدہ بن معاذ بن عتوارہ بن عمرو بن مدلج الکدانی المدلجی ہے، انھیں مجزؤ اس لیے کہتے ہیں کہ وہ جب بھی جنگی قیدی بنائے گئے۔ ماتھے کو زخمی کر لیا۔ ہمیں ابراہیم کے علاوہ اور کئی آدمیوں نے بروایت ابوعیسیٰ ترمذی بتایا کہ ہمیں قتادہ نے، اس نے لیث سے، اس نے ابن شہاب سے اس نے عروہ سے اس نے حضرت عائشہ سے روایت کی، کہ ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے یہاں تشریف لائے اور فرط مسرت

سے آپ کا چہرہ مبارک تہمتا رہا تھا۔ فرمایا، عائشہ! دیکھو، آج عجیب واقعہ پیش آیا۔ آج مجز نے اسامہ بن زید اور زید بن حارثہ کو ایسی حالت میں دیکھا، کہ ان کے چہرے ڈھانپے ہوئے تھے اور پاؤں ننگے تھے۔ کہنے لگا، ان پاؤں کا آپس میں رشتہ ہے۔ ابو عمر اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مجمع بن جاریہ (رضی اللہ عنہ)

بن عامر بن مجمع بن عطف بن ضبیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری اوسی پھر بنی عمرو بن عوف، یہ مدنی تھے اور ان کا باپ ان لوگوں میں شامل تھا۔ جنہوں نے مسجدِ ضرار بنائی تھی۔ ابن اسحاق لکھتا ہے کہ مجمع نوجوان تھا جس نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں جمع قرآن کے کام میں حصہ لیا تھا مگر ان کا والد منافق تھا اور مجمع مسجدِ ضرار میں امامت کرتے تھے بعد میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مسجد کو جلوادیا تھا۔ جب حضرت عمر خلیفہ ہوئے کسی نے خلیفہ سے درخواست کی کہ جناب مجمع کو مسجد میں امامت کی اجازت دی جائے۔ حضرت عمر نے انکار کر دیا، کیونکہ وہ مسجدِ ضرار میں امامت کر چکے تھے۔ جناب مجمع نے قسم کھائی کہ انھیں اس قضیہ کی ہوا تک نہ لگنی تھی۔ چنانچہ اجازت مل گئی۔

ایک روایت میں ہے کہ انھوں نے حضور اکرم کے زمانے میں قرآن سوائے ایک آدھ سورت کے جمع کر رکھا تھا یہیں ابو الفرج بن ابوالرجاء نے اسے ابو علی حسن بن احمد نے بتایا کہ جناب مجمع قرآن کی قرأت کرتے اور میں بیٹھتا کرتا۔ ہمیں احمد بن عبد اللہ نے بتایا کہ ہم سے عبد اللہ بن جعفر الجائزی نے اور اسے محمد بن احمد بن مشنی نے اور اسے جعفر بن محمّد نے، اسے زکریا بن ابی زائدہ نے اور اسے عامر نے بتایا، کہ حضور اکرم کے زمانے میں چھ آدمیوں نے قرآن جمع کیا تھا اور وہ سب انصار تھے۔ معاذ بن جبل، زید بن ثابت، ابی بن کعب، ابوالدرداء، اسعد بن عبید اور ابو زید۔ جب حضور اکرم نے انتقال فرمایا، تو جناب مجمع کے پاس صرف ایک یا دو سورتیں رہ گئی تھیں۔

ان سے ان کے بھتیجے عبدالرحمان بن یزید بن جاریہ اور یعقوب بن مجمع اور عکرمہ بن سلمہ نے بتایا کہ اسے اسماعیل بن علی وغیرہ نے بتایا کہ انھیں قتیبہ نے اسے لیث نے اسے شہاب زہری نے اسے عبد اللہ بن ثعلبہ نے، اسے عبد الرحمن بن یزید بن جاریہ نے بتایا کہ اس نے اپنے چچا مجمع بن جاریہ سے سنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حضرت مسیحؑ دجال کو لد کے دروازے پر قتل کریں گے راہن عیینہ، عقیل اور ابن عجلان نے زہری سے اس نے عبد اللہ بن عبید اللہ سے روایت کی ہے۔ اسی طرح معمر اور اوزاعی نے زہری سے اس نے عبد اللہ بن عبید اللہ سے روایت کی۔ نسائی کا قول ہے کہ لیث اور اس کے تابعین کی روایت زیادہ درست ہے۔ یتیموں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **مجمع بن یزید بن جاریہ** (رضی اللہ عنہ)

وہ عبدالرحمن کے بھائی ہیں۔ ابن مندہ لکھتا ہے کہ میرے نزدیک دونوں مجمع ایک ہی آدمی ہے۔ ان سے عکرمہ بن سلمہ بن ربیعہ نے روایت کی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر کوئی شخص اپنے ہمسائے کے مکان کی دیوار میں میخ ٹھونکنا چاہے، تو اسے نہ روکا جائے۔ ابو عمر کہتا ہے کہ مجمع بن یزید بن جاریہ میرا بھتیجا ہے۔ جسے حضور اکرم کی صحبت میسر آئی۔ اور آپ سے مذکورہ بالا حدیث روایت کی۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ حدیث مرسل ہے۔ کیونکہ یہ حدیث یا تو عمر نے حضور اکرم سے سنی یا حضرت ابو ہریرہ نے۔ امام بخاری کی رائے میں مجمع بن یزید، عبدالرحمن بن یزید بن جاریہ کا بھائی ہے۔ ہمیں ابویاسر نے عبداللہ بن احمد سے اس نے اپنے باپ سے۔ اس نے مکی بن ابراہیم سے، اس نے عبدالمالک بن جریج سے اس نے عمر بن دینار سے بیان کیا۔ کہ اسے ہشام بن یحییٰ نے بتایا کہ اسے عکرمہ بن سلمہ بن ربیعہ نے روایت کی کہ بنو مغیرہ کے دو بھائی، مجمع بن یزید بن جاریہ الاضاری سے ملے۔ انھوں نے کہا۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کہ اگر کوئی شخص کسی ہمسائے کی دیوار میں لکڑی ٹھونکنے لگے۔ تو اسے منع نہ کیا جائے، اس پر اس نے کہا، میرے بھائی اتم نے قسم کھا کر خود ہی اپنے خلاف فیصلہ دے دیا۔ اس لیے آپ اپنا ستون میری دیوار سے پرے ہٹالیں۔ چنانچہ انھوں نے ستون ہٹا لیا، اور اس نے اپنی لکڑی ستون میں ٹھونک دی۔ تینوں نے اس کی تخریب کی ہے۔

باب میم و حا

(سیدنا) **محارب بن مزیدہ** (رضی اللہ عنہ)

بن مالک بن ہمام بن معاویہ بن شبابہ بن عامر بن حطرہ بن محارب بن عمرو بن وریعہ بن لکیز بن انصی بن عبد القیس العبدی؛ باپ بیٹا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کر لیا، یہ ہشام بن کلثی کا قول ہے۔

(سیدنا) **محققر بن اوس المزنی** (رضی اللہ عنہ)

انھوں نے حضور اکرم سے بیعت کی۔ اور ان کی اولاد نے ان سے روایت کی ہے۔ حاکم ابوالاحمد عسکری عبداللہ

نے تاریخ خراسان میں اس کا ذکر کیا ہے۔ احمد بن حسیب نیشاپوری نے اس کی روایت کی ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔
(اسیدنا) **مُحَمَّدُ بْنُ أَدْرِعَ السَّعْمَی** (رضی اللہ عنہ)

یہ صحابی اسلم بن افضی بن عارض بن عمرو بن عامر کی اولاد سے ہیں۔ قدیم الاسلام مسلمان ہیں۔ ابو احمد عسکری کے بقول وہ سنی ہیں، لیکن ایک روایت کے مطابق اسلمی ہیں۔ انہی کے بارے میں حضور اکرم نے ایک دفعہ فرمایا تھا: "میرا اندازہ کرو اور میں ابن الادریع کے ساتھ ہوں۔ بصرے میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنی مسجد کی حدود بندی کی تھی، طویل عمر پائی تھی۔ ان سے حنظلہ بن علی اور رجاہ بن ابی رجاہ نے روایت کی ہے۔

یہیں خطیب عبداللہ بن احمد نے ابو داؤد طیالسی سے اس نے ابو حوانہ سے، اس نے ابو بشر سے اسے عبداللہ بن شفیق سے اس نے رجاہ جاہلی سے روایت کی کہ ایک دفعہ محمد بن میرا ہا تھا پکڑا اور مسجد تک لے گیا۔ وہاں مسجد کے دروازے پر بریدہ سلمی بیٹھا ہوا تھا اور مسجد میں سکیہ نامی ایک شخص طول طویل نماز پڑھ رہا تھا اور بریدہ اس کا مذاق اڑا رہا تھا۔ بریدہ نے محمد بن سے مزاح کہا، کیا تم ایسی نماز پڑھنا نہیں چاہتے۔ محمد بن نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ کہنے لگے، ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا ہا تھا پکڑا اور مجھے مسجد کو لے چلے، وہاں ایک شخص رکوع و سجود میں مصروف تھا۔ حضور اکرم نے پوچھا، یہ کون ہے۔ محمد بن نے بتایا، یہ فلاں آدمی ہے اور انہوں نے اس کی تعریف و توصیف میں کافی مبالغہ کیا۔ حضور نے فرمایا۔ تم اس کی باتوں پر دھیان مت دو، ورنہ تمہیں تباہ کر دے گا۔ جب حضور حجرے کے پاس پہنچے تو ان کا ہاتھ چھوڑ دیا۔ فرمایا۔ دین کی بہترین صورت یہ ہے کہ اس کی آسانی کو نظروں سے اوجھل نہ ہونے دیا جائے یعنی دین میں آسانی پیدا کی جائے۔ بعدہ جناب محمد بن بصرے سے مدینے آگئے اور امیر معاویہ کے آخری عہد میں فوت ہوئے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(اسیدنا) **مُحَمَّدُ بْنُ أَبِي مُحَمَّدٍ الدِّیْلِی** (رضی اللہ عنہ)

ان کا تعلق بنو دیل بن بکر بن عبدمنہ بن کنانہ سے تھا۔ مدنی تھے اور کنیت ابو بشر تھی۔ ان سے ان کے بیٹے بسر نے روایت کی ہے۔ ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض بسر اور بعض بشر کہتے ہیں۔ یہ ثوری کا قول ہے۔ احمد بن صالح مصری کہتے ہیں کہ میں نے ایک جماعت سے ان کے نام کے بارے میں پوچھا، بعض لوگوں نے ثوری کی طرح بشر بتایا۔ ابن ماکولانے بسر بیان کیا۔

بسر نے اپنے والد محمد بن سے روایت کی۔ ان سے زید بن اسلم نے روایت کی، یہیں قتبان بن احمد بن محمد بن جوہری نے قعنبی سے اس نے مالک سے اس نے زید بن اسلم سے اس نے بسر بن محمد بن سے، اس نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ

وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی محفل میں بیٹھے ہوئے تھے کہ نماز کے لیے اذان ہوئی۔ حضور اُٹھے، نماز ادا کی اور پھر واپس آ گئے۔ آپ نے جناب مجھ سے پوچھا، تم نے کیوں نماز نہ پڑھی، کیا تم مسلمان نہیں ہو، اُنھوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ میں گھریں ادا کر آیا تھا۔ حضور نے فرمایا، اگر پھر کبھی ایسی صورت پیش آئے تو تم نماز جماعت میں شریک ہو جایا کرو۔ تینوں نے اس کی تخریج کی۔

(سیدنا) محمد وج بن زید الہندی (رضی اللہ عنہ)

ان کی صحابیت کے بارے میں اختلاف ہے۔ حضور سے اُنھوں نے یہ حدیث نقل کی ہے کہ قیامت کے دن اول از ہم مجھے طلب کیا جائے گا۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محرز بن حارثہ (رضی اللہ عنہ)

بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف، اُنھیں عتاب بن اسید نے ایک بار کے میں اپنا جانشین بنایا تھا۔ بعد میں وہ حضرت عمر کے عہد خلافت میں پھر سے ایک دفعہ کے کے حاکم بنائے گئے، پھر خلیفہ نے اُنھیں معزول کر کے قنفذ بن عمیر التیمی کو ان کی جگہ مقرر کر دیا۔ جناب محرز جنگ جمل میں مارے گئے تھے۔ ان کا شمار اہل مکہ میں ہوتا ہے۔ ابو عمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محرز بن زہیر الاسلمی مدنی (رضی اللہ عنہ)

اُنھیں حضور اکرم کی صحبت میں آئی۔ ان کی حدیث کبیر بن زید نے ام ولد محرز سے اس نے محرز سے روایت کی۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خاموشی عالم کی زینت ہے، ان کی بیٹی نے ان سے روایت کی کہ میرے ابا اکثر کہا کرتے تھے۔ اے اللہ میں جھوٹوں کے زمانے سے پناہ مانگتا ہوں۔ بیٹی نے پوچھا، ابا، وہ کیسا زمانہ ہوگا؟ باپ نے جواب دیا، اس زمانے میں جھوٹا لٹریچر ہو چکا ہوگا۔ پھر ایک آدمی ان میں آشریک ہو گا۔ لیکن جب موضوع زیر بحث آئے گا، تو وہ بھی اپنی ٹانگ اڑا کر گناہ میں شریک ہو جائے گا۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے اور بیان کیا ہے کہ ابو نعیم نے بھی اس حدیث کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ابن مندہ کو اس باب میں وہم ہوا ہے اور اس نے ان کی ولایت ابن زہر لکھی ہے۔ جعفر نے ابن زہیر اور ابن زہر کو دو مختلف آدمی قرار دیا ہے۔ امام بخاری نے اپنی تاریخ میں، محرز بن زہیر لکھا ہے۔ محمد بن نقطۃ المافظ نے محرز بن زہیر لکھا ہے۔ ایک روایت میں ابن زہر بھی ہے۔ لیکن زہیر درست ہے۔ ابو عمر نے اس کی تخریج کی ہے اور ابن مندہ کی طرح زہیر لکھا ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ یہ وہم نہیں ہے۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) محرز بن عامر (رضی اللہ عنہ)

بن مالک بن عدی بن عامر بن غنم بن عدی بن بخار خندرجی و بخاری انصاری غزوہ بدر میں موجود تھے لیکن جس دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غزوہ احد کے لیے کوچ فرمانا تھا۔ اس صبح کو فوت ہو گئے۔ حضور نے انھیں ان لوگوں میں شمار کیا، جو فی الحقیقت شریک جنگ ہوئے تھے۔ یہ لادلد تھے۔ ابو نعیم، ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا نام ح اور ز سے لکھا ہے۔ دارقطنی کا خیال بھی یہی ہے۔ ابن مالکولانے "محرر" لکھا ہے۔ اور ان کو بنو عمرو بن عوف کے خاندان سے شمار کیا ہے لیکن یہ غلط ہے۔ کیونکہ ابو جعفر نے یونس سے اس نے ابن اسحاق سے، ان لوگوں کے نام کے سلسلے میں جو غزوہ بدر میں موجود تھے۔ انصار سے بنو عدی بن بخار نے محرز بن عامر بن مالک کا ذکر کیا ہے۔ اسی طرح سلمہ نے ابن اسحاق اور عبد الملک بن ہشام سے، اس نے بکائی سے اس نے ابن اسحاق سے روایت کی ہے اور اسی طرح موسیٰ بن عقبہ نے بیان کیا ہے۔ اگر اس کے علاوہ کوئی اور روایت صحیح بھی ہو۔ جب بھی اس کی کوئی جثیت نہیں — واللہ اعلم۔

(سیدنا) محرز بن قتادہ بن مسلم (رضی اللہ عنہ)

یہ صاحب بنو حنیفہ کو (حضور اکرم کی وفات کے بعد جب ارتداد کی لہر اٹھی تھی) اسلام پر قائم رہے اور ارتداد سے بچنے کی تاکید کرتے تھے۔ انھوں نے اس سلسلے میں عمدہ عمدہ اشعار کہے ہیں۔

(سیدنا) محرز القصاب (رضی اللہ عنہ)

انھوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا۔ امام بخاری نے ان کا تذکرہ موسیٰ بن اسماعیل سے، اس نے اسحاق بن عثمان سے، اس نے اپنی دادی ام موسیٰ سے سنا کہ ابو موسیٰ اشعری نے کہا کہ مسلمانوں کے لیے جالوز ذبح کرنے کی اجازت صرف اسے دی جائے گی، جسے سورہ فاتحہ آتی ہے اور سولے جناب محرز کے اور کسی کو سورہ فاتحہ نہیں آتی تھی۔ اس لیے یہ خدمت ان سے لی جاتی تھی۔ یہ بنو عدی کے آزاد کردہ غلام تھے اور زمانہ جاہلیت میں جنگی قیدی رہے تھے۔ ابو عمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محرز بن نضلہ (رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ بن مرہ بن کبیر بن غنم بن دودان بن اسد بن خزیمہ الاسدی، ان کی کنیت ابو نضلہ تھی اور اخرم الاسدی کے عرف سے جانے جاتے۔ بنو عبد الشمس کے حلیف تھے اور بنو عبد الاشہل انھیں اپنا حلیف بتاتے تھے۔ ابن اسحاق لکھتا ہے کہ مہاجرین ہجرت کر کے مدینہ آ رہے تھے اور بنو دودان بھی اسلام لائے تھے چنانچہ اس قبیلہ کے تمام مرد اور عورتیں

ہجرت کر کے رہتے ہیں آگئے اور انہی میں محرز بن فضلہ بھی۔ انھوں نے عزوہ بدر، احد اور خندق میں شرکت کی اور عزوہ ذی قرد میں بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ انھیں مسعدہ بن حکم نے قتل کیا۔ اس وقت ان کی عمر ۳۸ یا ۳۹ برس تھی۔ موسیٰ بن زید نے ان کا نام محرز بن وہب لکھا ہے اور ان کا ذکر شکر کائے بدر میں کیا ہے۔ ان کی تخریج یمینوں نے کی ہے۔

(سیدنا) محرز (رضی اللہ عنہ)

یہ غیر منسوب ہیں۔ ابراہیم بن محمد بن ثاقب جو بنو عبدالدار کا بھائی ہے۔ اس نے عکرمہ بن خالد سے روایت کی ہے کہ ایک رات کو محرز میرے پاس آیا۔ ہم نے اسے رات کے کھانے کی دعوت دی۔ محرز پوچھنے لگا۔ کیا اس وقت کوئی اور بھی تمہارے ساتھ ہے۔ میں نے پوچھا تمہیں اس وقت کسی اور کی ضرورت کیوں پیش آگئی ہے۔ اس نے کہا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ زندگی بھر معمول رہا ہے۔ ابن مندہ اور ابوالنعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) حرش الکعبی (رضی اللہ عنہ)

ابن ماکولانے حرف اول پر پیش (ضمہ) اور حرف ثالث را کو مشدد کمر کے کسرہ پڑھا ہے۔ ابو عمر نے ہکمر میم و سکون حابیان کیا ہے۔ علی بن مدینی آخر الذکر کو درست کہتا ہے۔ ابو عمر نے اسماعیل بن امیہ سے اس نے مزاجم سے اس نے عبدالعزیز بن عبداللہ بن خالد بن اسید سے اس نے حرش الکعبی سے روایت کی۔ کہ ایک رات کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جعراند سے نکلے اور پھر اس نے حدیث نقل کی۔ ابن المدائنی کہتا ہے کہ مزاجم سے مراد مزاجم بن ابی مزاجم ہے اس سے ابن جریر وغیرہ نے روایت کی ہے اور اس سے مراد مزاجم بن زفر نہیں ہے۔

ابو حفص القلاس کا بیان ہے کہ میں مکہ کے ایک شیخ کو جس کا نام سالم تھا ملا۔ اور منیٰ تک اس سے ایک اونٹ کرائے پر لیا۔ اس نے مجھ سے یہ حدیث سنانے کی خواہش کی۔ کہنے لگا۔ حرش بن عبداللہ میرا دوا تھا۔ پھر اس نے وہ حدیث بیان کی اور نیز بتایا کہ کس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے۔ میں نے پوچھا تم نے یہ حدیث کس سے سنی۔ کہا مجھ سے میرے باپ اور اہل خانہ نے بیان کی۔

اکثر اہل حدیث نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: حرش بن سوید بن عبداللہ بن مرہ الخزاعی الکعبی۔ ان کا شمار اہل مکہ میں ہوتا ہے۔ ان سے صرف ایک حدیث روایت کی گئی ہے۔ ایک دفعہ رسول اکرم نے جعراند سے عمرے

کا ارادہ کیا۔ پھر آپ دوسری صبح کو مکہ میں پائے گئے۔ گویا کہ آپ نے رات دیں بسر کی تھی۔ میں نے حضور کی پیٹھ پر ہاتھ لگا کر دیکھا۔ گویا چاندی کا ٹکڑا تھی۔ ہم سے کئی آدمیوں نے ابوعلیٰ ترمذی سے روایت کی۔ اس نے ہندار سے۔ اس نے یحییٰ بن سعید سے اس نے ابن جریج سے اس نے مزاحم سے اس نے عبدالعزیز بن عبداللہ سے اس نے مکحول سے اس نے محرش الکعبی سے یہ روایت بیان کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک رات کو جعرانہ سے عمرہ کرنے کے ارادے سے نکلے۔ مکے میں تشریف لائے اور عمرہ ادا کیا۔ پھر راتوں رات وہاں سے روانہ ہو کر صبح کو ایسے وقت جعرانہ پہنچ گئے۔ گویا آپ نے رات دیں بسر کی تھی۔ دوسرے دن آپ بوقت زوال وادی سرف سے روانہ ہو کر جامع الطریق تک آئے۔ اسی وجہ سے لوگوں کو حضور اکرم کے عمرے کا علم نہ ہو سکا۔ ابو عمر نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **محسن بن علی** (رضی اللہ عنہ)

بن ابی طالب بن عبدالمطلب قرشی ہاشمی؛ آپ جناب فاطمہ کے صاحبزادے تھے۔ یہیں ابو احمد عبد الوہاب بن ابی منصور الامین نے ابو الفضل محمد بن ناصر سے، اس نے ابو طاہر بن ابی الصقر الانباری سے، اس نے ابو البرکات بن لطیف الفراء سے۔ اس نے حسن بن رشیق سے۔ اس نے ابولبشر الدولابی سے، اس نے محمد بن عوف الطائی سے، اس نے ابولغیم اور عبد اللہ بن موسیٰ سے بیان کیا۔ انھوں نے کہا۔ ہم سے اسرائیل نے، اس سے ابواسحاق نے، اس سے ہانی بن ہانی نے، اس سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب امام حسن پیدا ہوئے تو میں نے ان کا نام حرب رکھا۔ حضور تشریف لائے۔ فرمایا: مجھے میرا بیٹا دکھاؤ۔ پوچھا کیا نام رکھا میں نے عرض کیا، حرب۔ فرمایا: نہیں یہ حسن ہے یہی صورت جناب حسین کی پیدائش کے وقت پیش آئی۔ میں نے نام حرب بتایا۔ تو آپ نے حسین تجویز کیا۔ تیسری دفعہ محسن پیدا ہوئے تو میں نے حرب ہی نام رکھا تھا۔ حضور نے محسن رکھ دیا۔ پھر فرمایا۔ میں نے ان بچوں کے نام حضرت ہارون کے بچوں کے نام پر شبر، شبیر اور مشر رکھ دیے ہیں۔ کئی راویوں نے ابواسحاق سے اس طرح نقل کیا ہے۔ سالم بن ابی الجعدہ نے حضرت علی سے روایت کی ہے، لیکن محسن کا ذکر نہیں کیا۔ اسی طرح ابو الخلیل نے سلمان سے ذکر کیا ہے۔ محسن بچپن ہی میں فوت ہو گئے تھے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) **محسن الانصاری** (رضی اللہ عنہ)

یہ جعفر کا قول ہے اور اس نے مروان بن معاویہ سے، اس نے عبدالرحمن بن ابی شیمہ الانصاری سے جو اہل قبا سے تھا۔ اس نے سلم بن محسن الانصاری سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص صبح کو اپنی جماعت میں اس واماں میں بیدار ہو اور اس کا جسم بہ خیر و عافیت ہو، اور اس دن کے کھانے

کا معقول بندہ دست ہو۔ یوں سمجھے، گویا تمام دنیا اسے عطا کر دی گئی ہے۔ جعفر نے اسی طرح روایت کی ہے اور اس کا ترجمہ بیان کیا ہے۔ راویوں میں تھوڑا سا فرق ہے: سلمہ بن عبد اللہ نحصن نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ کئی راویوں نے اس روایت کو مروان سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ ہم اس کا ذکر عبید اللہ کے ترجمے میں کر چکے ہیں۔ ہمیں یحییٰ بن محمود نے اجازۃ ابن ابی عاصم سے۔ اس نے کثیر بن عبید اللہ الحذاء سے، اس نے مروان بن معاویہ سے اس نے عبدالرحمان بن شمیمہ الانصاری سے۔ اس نے سلمہ بن عبید اللہ بن نحصن الانصاری سے اس نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مندرجہ بالا روایت کے مطابق حدیث ارشاد فرمائی۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے (سیدنا) **فحصن بن وروح الانصاری الاوسی** (رضی اللہ عنہ)

یہ صاحب اپنے بھائی نحصن کے ساتھ قادسیہ کی جنگ میں شہید ہوئے۔ ہم ان کا نسب ان کے باپ کے ترجمے میں بیان کریں گے دونوں بھائی لاؤں مرے۔ ابن النبطی نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

(سیدنا) **معلم بن جثامہ** (رضی اللہ عنہ)

ان کا نام بنید بن قیس بن ربیعہ بن عبد اللہ بن یعر الشراخ بن عوف بن کعب بن عامر بن لیث بن بکر بن عبد منہ بن کنانہ الکنا فی الیثی ہے۔ ان کے بھائی کا نام صعب تھا۔ ہمیں عبد اللہ نے یونس سے اس نے ابن اسحاق سے، اس نے یزید بن عبد اللہ بن قسیط سے اس نے قعقاع بن عبد اللہ بن ابی حدر سے اس نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ ہمیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے چشمہ اضم کی طرف روانہ فرمایا۔ میرے ساتھ الوقادہ اور معلم بن جثامہ کے علاوہ کچھ اور لوگ بھی تھے۔ جب ہم وادی میں داخل ہوئے تو ہمارے پاس سے شتر سوار عامر بن اخطب الاشجعی گزرا اور ہمیں مسلمانوں کی طرح السلام علیکم کہا۔ ہم تو رک گئے، لیکن معلم بن جثامہ نے اسے قتل کر کے اس کے اونٹ اور ساز و سامان پر قبضہ کر لیا۔ کیونکہ ان میں پہلے سے عداوت چلی آرہی تھی۔ واپسی پر ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا۔ تو قرآن کی درج ذیل آیت نازل ہوئی: **يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْقَى إِلَيْكُمُ السَّلَامَ لَسْتُ مُؤْمِنًا** (اے ایمان والو! جب تم اللہ کی راہ میں چلو پھرو، تو سوچ سمجھ سے کام لو، اور جو شخص تمہیں سلام کہے، اسے یہ مت کہو کہ تم مومن نہیں ہو) طبری لکھتا ہے کہ معلم بن جثامہ نے حضور اکرم کی زندگی ہی میں وفات پائی۔ اور جب اُسے دفن کیا گیا، تو زمین نے اُسے باہر اُگل دیا۔ پھر لاش کو دو پہاڑیوں کے درمیان پھینک کر اوپر پتھر ڈال دیے گئے۔ حضور نے فرمایا: معمولاً تو زمین بُرے سے بُرے آدمی کو بھی اپنے اندر سمو لیتی ہے، لیکن اس شخص نے (بدنیتی سے) ایک مسلمان کو قتل کیا تھا۔

چنانچہ اللہ نے اپنی ناپسندیدگی کا اظہار بایں انداز فرمایا۔

ابو عمر لکھتا ہے کہ یہ شخص محلم بن ختامہ نہیں تھا۔ کیونکہ وہ تو آخری عمر میں حمص میں سکونت پذیر ہو گئے تھے اور ابن النبیہ کے عہد خلافت میں فوت ہوئے۔ اس آیت کے شان نزول کے بارے میں علماء میں بڑا اختلاف ہے۔ کوئی کہتا ہے، یہ مقداد کے بارے میں تازل ہوئی کوئی کہتا ہے۔ اسامہ کے بارے میں، بعض کی رائے میں اس سے مراد غالب اللیشی ہیں۔ بعض نے کہا کہ اس کا نزول ایک دستہ فوج کے بارے میں ہوا تھا۔ مگر ان اقوال کے ثائلوں کا نام کسی نے نہیں بتایا۔ بعض نے اور بھی کئی لوگوں کے نام لیے ہیں۔ اور اس قتل کو قتل خطا لکھا ہے۔ ہم یکینس کے ترجمے میں پھر محلم کا ذکر کریں گے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن ابی بن کعب (رضی اللہ عنہ)

ہم ان کا نسب، ان کے ولد ابو معاذ کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ یہ صحابی حضور اکرم کے زمانے میں پیدا ہوئے، اپنے والد اور حضرت عمر سے روایت کی۔ خود ان سے حضرت بنی لاثق اور بشیر بن سعید نے روایت کی۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن اجمہ بن جراح (رضی اللہ عنہ)

بن حریش بن جحباب بن عوف بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن اوس الانصاری الاوسی: انھیں صحابہ میں شمار کیا گیا ہے۔ عبدان کا قول ہے، مجھے معلوم ہوا ہے کہ سب سے پہلے اس شخص کا نام محمد رکھا گیا تھا۔ میرا خیال ہے کہ یہ صاحب ان لوگوں میں سے نہیں جن کا محمد بن عدی کی حدیث میں ذکر ہے کہ جب لوگوں کے کالوں میں یہ بات پڑی کہ عنقریب جس نبی کا ظہور متوقع ہے ان کا نام نامی محمد ہوگا، تو لوگوں نے اپنے بچوں کا نام محمد رکھنا شروع کر دیا۔ ان میں محمد بن سفیان بن مجاشع، محمد بن براء، محمد بن اجمہ، محمد بن مالک، محمد بن خزاعی بن علقمہ، محمد بن عدی بن ربیعہ بن جشم بن سعد شامل ہیں۔ اس کی تخریج ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے کی ہے۔

لیکن مجھے اس پر یہ اعتراض ہے کہ یہ سب لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بہ حیثیت زمانہ سابق ہیں۔ انھیں اس نام کا کیسے علم ہو گیا تھا۔ مثلاً اجمہ بن جراح نے عبد المطلب کی ماں سے نکاح کیا تھا اور اس خاتون کا نام سلمیٰ بنت عمرو تھا۔ پس جو شخص والدہ عبد المطلب کا شوہر ہو اور پھر عبد المطلب نے لمبی عمر پائی تھی۔ اس کا بیٹا حضور اکرم کا معاصر کیسے ہو سکتا ہے۔ مزید براں ابن مندہ، ابو نعیم اور ابو عمر نے بیان کیا ہے کہ منذر بن محمد بن عقبہ بن اجمہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں شامل تھے اور غزوہ بدر میں شریک تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس نے منذر اور عقبہ

کا ذکر نہ کر کے غلطی کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن اسلم بن بکرة الانصاری (رضی اللہ عنہ)

بنو حارث بن خزرج کے بھائی تھے۔ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور ان کے والد کو حضور کی صحبت میں آئی۔ محمد بن اسحاق نے عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے محمد بن اسلم بن بکرة الانصاری سے، جو بنو حارث بن خزرج کا بھائی تھا اور کافی بوڑھا ہو چکا تھا۔ روایت کی کہ وہ جب بھی شہر میں آتا اور بازار میں خرید و فروخت کر چلتا اور واپس گھر کو لوٹتا اور چادر اتار کر رکھتا، تو اسے یاد آ جاتا کہ اس نے مسجد نبوی میں دو رکعت نماز ادا نہیں کی، تو اسے اس فروگزاشت پر افسوس ہوتا، کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ جو شخص اس شہر (مدینے) میں وارد ہوا، اسے چاہیے کہ میری مسجد میں دو رکعت ادا کرے۔ چنانچہ وہ پھر گھر سے لوٹ کر مدینہ النبی میں آتا۔ دو رکعت نماز ادا کرتا اور واپس چلا جاتا۔ ابن مندہ اور ابوالنعمین نے مختصراً اسی طرح بیان کیا ہے۔ ابو عمر کا قول ہے کہ محمد بن اسلم کی حدیث مرسل ہے۔ اس نے نہ تو حدیث نقل کی اور نہ نسب ہی بیان کیا۔ اس لیے پتہ نہیں چلتا کہ یہ وہی آدمی ہے یا کوئی اور۔

(سیدنا) محمد بن اسماعیل الانصاری (رضی اللہ عنہ)

محمد بن ابی حمید نے محمد بن المنکدر سے اس نے محمد بن انصاری روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل میرے پاس اللہ تعالیٰ کا پیغام لے کر آئے۔ اس کے بعد راوی نے حدیث بیان کی۔ ابن مندہ کا قول ہے کہ اسے اسماعیل بن ثابت بن قیس بن شماس نے دیکھا۔ ابوالنعمین کا قول ہے کہ یہ خیال غلط ہے کیونکہ اسماعیل کا ثابت کی اولاد ہونا ثابت نہیں ہے۔ بلکہ اصل میں محمد بن ثابت ہے۔ اور اسماعیل اور یوسف اس کے بیٹے تھے اور ابوالنعمین نے محمد بن ابی حمید سے۔ اس نے اسماعیل انصاری سے، اس نے اپنے باپ سے اور اس نے اپنے دادا سے سنا، ایک شخص نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی یا رسول اللہ! مجھے مختصر سی نصیحت فرمائیے۔ حضور نے فرمایا، جو کچھ لوگوں کے پاس دیکھے، اس سے اپنی توقعات منقطع کر لے اور طبع کو پاس بھی نہ آنے دے، کیونکہ یہ دائمی فقر ہے۔ بہ قول ابوالنعمین۔ اس اسماعیل سے مراد اسماعیل بن محمد بن ثابت بن قیس بن شماس ہے۔

بعض راویوں کو اس روایت میں اشتباہ پڑ گیا ہے، چنانچہ انھوں نے محمد بن حمید اور محمد بن اسماعیل کے درمیان محمد بن المنکدر کا اضافہ کر دیا ہے اور اس میں عجیب بات یہ ہے کہ ابن مندہ نے اپنے ترجمہ کی بنیاد ان لوگوں پر رکھی جن کا نام محمد تھا اور تخریج حدیث کرتے وقت روایت بایں انداز بیان کی ہے: محمد بن اسماعیل نے اپنے باپ سے

اور اس نے اپنے داوے سے روایت کی۔ اگر یہ روایت صحیح ہے تو ترجمہ میں محمد بن اسماعیل کا ذکر غلط ہے۔ اگر وہ اسماعیل بن محمد عن ابیہ کہتا۔ تو زیادہ مناسب ہوتا۔ ابو نعیم اور ابن مندہ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن اسود بن خلف (رضی اللہ عنہ)

بن اسعد بن بیاضہ بن بزیع بن خلف بن جعتمہ بن سعد بن یلیح بن عمرو بن ربیعۃ الخزاعی اور وہ طلحہ الطلحات بن عبد اللہ بن خلف کا عموں کا تھا۔ اس کا نسب شباب العصفری بن خیاط نے بیان کیا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نقل کی کہ ہر اونٹ کے کوہان پر شیطان ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے یہی روایت کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن اشعث بن قیس الکندی (رضی اللہ عنہ)

ان کا نسب ہم ان کے والد کے ترجمہ میں بیان کر چکے ہیں۔ یہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے تھے جھڑت عائشہ سے مروی ہے کہ ان سے ابو منصور بن مکارم بن سعد المودب نے ابو زکریا بن ایاس الازدی سے روایت کی، کہ ہم سے محمد بن احمد بن ابوالمشنی نے، ان سے سعید بن سلیمان نے، ان سے خالد بن عبد اللہ نے۔ ان سے حصین نے ان سے عمرو بن قیس نے ان سے محمد بن اشعث نے بیان کیا، کہ حضرت عائشہ نے فرمایا کہ حضور نے ایک دفعہ یہود کا ذکر کیا اور فرمایا، کہ یہ قوم ہم سے جمعے کے بارے میں حسد کرتی ہے، اسی طرح دربارہ قبلہ بھی۔ ہم نے ان دونوں چیزوں کو پالیا، اور یہ بد بخت نہ پال سکے۔

زبیر بن بکار نے محمد بن حسن سے روایت کی، کہ ایسے لوگ جن کا نام محمد اور کنیت ابوالقاسم تھی، وہ حسب ذیل تھے محمد بن طلحہ، محمد بن علی، محمد بن اشعث اور محمد بن سعد آخر الذکر کو ابن زبیر نے موصل کا امیر مقرر کیا تھا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔ ابو نعیم کا خیال ہے کہ حضور اکرم سے ان کی صحبت ثابت نہیں ہے۔

(سیدنا) محمد بن انس بن فضالہ الانصاری الطفری (رضی اللہ عنہ)

اور ایک روایت میں ان کا نام محمد بن فضالہ بن انس ہے ان کے والد اور دادا دونوں کو حضور اکرم کی صحبت میں آئی اور یس بن محمد بن یونس بن محمد بن انس بن فضالہ الطفری نے اپنے داوے یونس بن محمد سے اس نے اپنے باپ محمد بن انس سے روایت کی کہ میں ابھی چند ہفتوں کا تھا کہ حضور ہمارے گھر تشریف لائے اور مجھے آپ کے سامنے لایا گیا حضور نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائے برکت فرمائی۔ نیز فرمایا کہ اس کا نام میرے نام پر رکھ دو، لیکن کنیت نہ رکھنا۔ میں نے جنتہ الوداع کے موقع پر حضور کے ساتھ حج کیا تھا۔

اور عمرو بن ابی فروہ نے اپنے اہل خانہ کے عمر رسیدہ لوگوں سے روایت کی، کہ انس بن فضالہ غزوہ احد میں شہید ہوئے

تھے۔ انھیں محمد بن انس اٹھا کر حضور اکرم کے سامنے لائے۔ چنانچہ حضور نے عذق کا ٹیلا انھیں بخش دیا، جسے نہ بہہ کیا جا سکتا اور نہ بیچا جاسکتا ہے۔ فضیل بن سلیمان نے، یونس بن محمد بن فضالہ سے روایت کی کہ خود رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے یہاں تشریف لائے تھے۔ یونس نے اس کی تخریج کی ہے۔
ابو نعیم نے یہ ترجمہ محمد بن فضالہ کے لیے مخصوص کیا ہے۔ مگر ابن مندہ اور ابو عمر نے محمد بن انس بن فضالہ کے لیے اور دونوں ایک ہیں۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) محمد الانصاری (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت میں الدری ہے، انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت حاصل ہوئی تھی اور ان کا ذکر حضرت انس کی حدیث میں ہے۔ حماد نے ثابت سے انھوں نے حضرت انس سے روایت کی، کہ ایک شخص نے رسول کریم سے دریافت کیا یا رسول اللہ! قیامت کب آئے گی۔ اس وقت آپ کے پاس انصار کا ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا۔ جس کا نام محمد تھا حضور اکرم نے فرمایا، اگر یہ لڑکا زندہ رہا تو اس کے بڑھاپے تک پہنچنے سے پہلے قیامت آجائے گی۔ اس حدیث کو حماد بن زید، معبد بن ہلال سے اور اُمی نے حضرت انس سے روایت کی، لیکن انھوں نے لڑکے کا نام نہیں لیا۔ روایت ہے کہ اس کا نام سعد تھا۔ اسی روایت کو ہشام بن عروہ نے اپنے باپ سے، انھوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی، لیکن لڑکے کا نام نہیں لیا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد الانصاری (رضی اللہ عنہ)

سلام بن ابی الصبا نے ثابت سے روایت کی کہ میں حج کو گیا اور ایک ایسے علاقے میں جا نکلا۔ جہاں دو بھائی جن میں ایک کا نام محمد تھا بیٹھے ہوئے تھے اور دوسوای کے بارے میں گفتگو کر رہے تھے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کر کے ابن مندہ پر استدراک کیا ہے، لیکن ابن مندہ نے اس کی تخریج کی ہے، اس لیے استدراک کی کوئی ضرورت نہیں۔

(سیدنا) محمد بن ابی اسبکیر کنانی (رضی اللہ عنہ)

ہم اس کے نسب کا ذکر اس کے والد کے تذکرے میں کر آئے ہیں۔ انھیں رسول اکرم کی صحبت عیسر تھی۔ ان سے کوئی حدیث مردی نہیں۔ انھوں نے ابن عباس سے روایت کی ہے، لیکن صحابیت کا انقباض درست نہیں۔

(سیدنا) محمد بن براء الکسانی البیہقی (رضی اللہ عنہ)

بنو عتواریہ سے بھی تعلق تھا۔ ان کا نام جاہلیت ہی میں محمد رکھا گیا تھا، اسی طرح محمد بن سفیان کا بھی جیسا کہ ہم محمد

لہ حیرت ہے کہ ابن اثیر نے اسے حدیث کیسے جانا۔ اسے کون حضور سے منسوب کر سکتا ہے۔ مترجم

بن احجہ کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ ابو موسیٰ نے تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن ابی ہریرہ (رضی اللہ عنہ)

ابراہیم بن سعد نے عبد اللہ بن عامر سے، اس نے ایک آدمی سے جس کا نام محمد بن ابی ہریرہ تھا سنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ سفر میں روزہ رکھنا کوئی نیکی نہیں۔ اسی طرح ابراہیم بن سعد نے عبد اللہ سے، اس نے محمد بن ہریرہ سے سنا، اور یہ سند صحیح تر ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن بشر الانصاری (رضی اللہ عنہ)

ان سے ان کے بیٹے یحییٰ نے روایت کی کہ حضور اکرم نے فرمایا: کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو رسوا کرنا چاہتا ہے تو اس کا مال، مکانات کی تعمیر میں صرف کر دیتا ہے۔

یہ وہ صاحب ہیں۔ جنہوں نے اس وقت جب حضرت خالد بن ولید نے حیرہ کو فتح کیا۔ خرم بن اوس الطائی کے حق میں شہادت دی تھی کہ حضور اکرم نے خرم کو شہداء بنت نضیل عطا کی تھی۔ جو خرم کو دے دی گئی۔ ہم اس واقعہ کو خرم کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں اس کے گواہ محمد بن مسلمہ اور محمد بن بشر تھے۔ ایک اور روایت کے مطابق گواہ محمد بن مسلمہ اور عبد اللہ بن عمر تھے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن ثابت بن قیس بن شماس (رضی اللہ عنہ)

ان کے نسب کا ذکر ان کے والد کے ترجمے میں کیا جا چکا ہے۔ یہ صحابی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے جب حضور کے سامنے لائے گئے تو آپ نے ان کا نام محمد رکھا اور انھیں کھجور کی گھٹی دی۔ انھوں نے مدینہ ہی میں نکوت رکھی اور نزیہ کے عہد میں ایام حرہ میں قتل کر دیے گئے۔

اسماعیل بن محمد بن ثابت بن قیس بن شماس نے اپنے باپ سے روایت کی کہ ان کے والد ثابت بن قیس نے اس کی ماں جمیلہ بنت ابی سے علیحدگی اختیار کر لی اور اس وقت محمد اس کے پیٹ میں تھا۔ جب وضع حمل ہوا۔ تو جمیلہ نے قسم کھائی کہ وہ ہرگز اسے دودھ نہیں پلائے گی۔ اس پر ثابت بچے کو ایک کپڑے میں لپیٹ کر حضور اکرم کی خدمت میں لائے اور واقعہ بیان کیا۔ حضور نے فرمایا: اسے میرے قریب لاؤ۔ چنانچہ میں بچے کو حضور کے قریب لے گیا۔ اس کے بعد حضور اکرم نے بچے کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ محمد نام رکھا اور کھجور کی گھٹی دی۔ فرمایا: اسے لے جاؤ اللہ تعالیٰ اس کا رازق ہے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن جابر بن قیس (رضی اللہ عنہ)

بقول ابن قدامہ فتح مکہ میں موجود تھے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن جابر بن خراب (رضی اللہ عنہ)

فتح مصر میں موجود تھے۔ ان کا شمار صحابہ میں ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن جعفر بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ)

یہ صاحب حضرت جعفر طیار کے صاحبزادے تھے۔ ان کی پیدائش حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ہوئی۔ وہ حبشہ میں پیدا ہوئے اور جب مدینے میں آئے، تو بچے تھے۔ جب حضور کو جنگ موتہ کے نتیجے میں حضرت جعفر کی شہادت کی خبر ملی۔ تو آپ ان کے گھر تشریف لائے، فرمایا۔ میرے بھائی کے بچوں کو میرے پاس لاؤ چنانچہ عبداللہ، محمد اور عون کو اٹھا لائے اور حضور نے انھیں اپنی رالوں پر بٹھالیا۔ دعا فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ میں دُنیا اور آخرت میں ان کا ولی ہوں۔ نیز فرمایا کہ محمد شکل و شبہت میں اپنے چچا ابوطالب سے ملتا جلتا ہے۔ یہ وہی محمد ہیں جنھوں نے حضرت علی کی صاحبزادی ام کلثوم سے، حضرت عمر کی شہادت کے بعد نکاح کر لیا تھا۔ بقول و قدی جناب محمد کی کنیت ابوالقاسم تھی۔ ایک روایت کے مطابق وہ بمقام تشریف ہونے لگے۔ قینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن ابی جہم (رضی اللہ عنہ)

بن حذیفہ بن غانم بن عامر بن عبداللہ بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب بن لوی القرشی العدوی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے اور ایام حرہ میں بہ مقام مدینہ ۶۳ برس کی عمر میں فوت ہوئے۔ ابو نعیم لکھتا ہے۔ ہمیں ابو موسیٰ نے اسے ابو علی نے اسے ابو نعیم نے اسے محمد بن احمد بن حسین نے۔ اسے محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے، اسے احمد بن عیسیٰ نے اسے عبداللہ بن وہب نے اسے ابن لہیعہ نے، خالد بن یزید سے اس نے سعید بن ابی بلال سے اس نے محمد بن ابی الجہم سے سنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو اونٹ چرانے کے لیے ملازم رکھا۔ اتفاقاً ایک آدمی کا وہاں سے گزر ہوا، اس نے دیکھا کہ اس نے اپنی شرمگاہ کو بنگا کیا ہوا تھا، حضور کو معلوم ہوا تو فرمایا کہ جس شخص کو علی الاعلان خدا سے شرم نہیں آئی۔ وہ اس سے علیحدگی میں کیونکر شرمائے گا اس لیے اس کی مزدوری ادا کر کے اسے فارغ کر دو۔

ابو نعیم لکھتا ہے کہ محمد بن عثمان بن ابی شیبہ نے اقوال صحابہ میں اس کا ذکر کیا ہے، لیکن میں اسے درست نہیں سمجھتا۔

اس کی ابو نعیم، ابو اسحاق اور ابو موسیٰ نے تخریج کی ہے

(سیدنا) محمد بن عاتب (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن عمر بن حبیب بن وہب بن عذافہ بن جحج القرشی الجمحی، یہ صاحب حبشہ میں پیدا ہوئے۔ انکی والدہ کا نام ام جیل فاطمہ بنت مجلل یا جویریہ تھا۔ ایک اور روایت کے مطابق اسماء بنت مجلل بن عبد اللہ بن ابی قیس بن عبد بن نصر بن مالک بن حسل بن عامر بن لوی قرشیہ عامریہ نام تھا۔ بیوی نے اپنے شوہر عاتب کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کی۔ اور وہاں محمد اور حارث اس کے دولہے کے پیدا ہوئے۔ محمد کی کنیت ابو القاسم یا ابو ابراہیم تھی اور یہ پہلے آدمی ہیں جن کا نام بعد از بعثت محمد رکھا گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ جب اس کے باپ نے حبشہ کو ہجرت کی۔ تو محمد چھوٹے سے لڑکے تھے۔

ہمیں ابویاسر نے یہ سند خود عبد اللہ سے اس نے اپنے والد سے، اس نے ابراہیم بن ابوالعباس اور یونس بن محمد سے سنا، انھیں عبدالرحمان بن عثمان بن ابراہیم بن محمد بن عاتب نے اپنی ماں کی زبانی بیان کیا۔ کہ میں تجھے لیے حبشہ سے چلی اور مدینہ سے ایک آدھ دن کی مسافت کے فاصلے پر پڑاؤ کیا۔ میں نے تیرے لیے کھانے کو کچھ پکانا چاہا لیکن لکڑیاں ختم ہو گئیں اور میں ان کی تلاش میں نکل کھڑی ہوئی۔ جب ہانڈی پک چکی اور میں نے اٹھائی تو تمھارے بازو پر گر پڑی مدینہ پہنچی، تو تجھے رسول اکرم کے پاس لے گئی۔ میں نے کہا: یا رسول اللہ! یہ محمد بن عاتب ہے اور یہ پہلا بچہ ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہم نام ہے۔ حضور نے تمھارے منہ میں آبِ دہن ڈالا اور سر پر ہاتھ پھیرا۔ پھر تمھارے لیے دُعا فرمائی، پھر حضور نے اپنا لعابِ دہن تمھارے ہاتھوں پر لگایا۔ حسبِ ذیل دُعا فرمائی: اِذْ هَبْ الْبَاسَ دَبَّ النَّاسِ، وَاشْفِ، اِبْنَتَ الشَّامِيِّ، لَا شِفَاءَ اِلَّا بِشِفَاوِكَ، شِفَاءُ لَا يَغَادِرُ سَتْرًا، اَسْءَلُ النَّاسَ لَكَ خَدَا، بِيَارِي كَوْدُورَ فَرَا، تَوْ شِفَا بَخْشَ كَو تَوْ هِي شِفَا بَخْشَ وَاللّٰهُمَّ تِيرِي شِفَا كَو بَغِيرِ كَو تُو شِفَا نَهِسَ۔ ایسی شفا جو بیماری کو نہیں چھوڑتی۔ میں ابھی حضور کے پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی کہ تیرا ہاتھ بالکل تندرست ہو گیا۔

مصعب کہتے ہیں کہ محمد بن عاتب کو اسماء بنت عیس نے اپنے بیٹے عبد اللہ کے ساتھ دودھ پلایا تھا۔ چنانچہ وہ دونوں اس تعلق کی وجہ سے عمر بھر ساتھ ساتھ رہے۔ ان سے ابولخ، سماک بن حرب اور ابو عون الشافعی نے روایت کی ہے۔

ہمیں ابراہیم بن محمد وغیرہ نے محمد بن عیسیٰ سے، انھوں نے احمد بن یعیس سے، انھوں نے ہشیم سے، انھوں نے ابولخ سے، انھوں نے محمد بن عاتب سے بیان کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ دف کی آواز، حلال اور

حرام میں ماہر الاُمّیاء ہے۔

ہشام بن کلثبی نے بتایا کہ محمد بن عاتق حضرت علی کے ساتھ جبل، صفین اور نہروال کی جنگوں میں موجود رہے۔ ان کی وفات بقول ابو عمر عبد الملک بن مروان کے عہد حکومت میں مکے میں ۷۷ھ میں واقع ہوئی۔ ایک روایت میں کوفے کا ذکر ہے۔ ابو نعیم کہتا ہے کہ انھوں نے کوفے میں ۸۶ھ میں وفات پائی۔ ایک اور روایت کی رو سے ۷۷ھ میں مکے میں وفات پائی۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن حبیب المصری (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت میں نصری آیا ہے، لیکن مصری درست ہے۔ یہی یحییٰ بن محمود نے اذناہر سند خود ابن ابی عاصم سے اسے حوطی نے انھیں ابو المغیرہ نے انھیں ولید بن سلیمان بن ابی سائب نے انھیں لیسر بن عبید اللہ بن محرز نے اسے عبید اللہ بن سعدی نے اسے محمد بن حبیب نے بتایا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تک کفار سے جاتے رہیں گے یا جب تک کفار سے جنگیں ہوتی رہیں گی، ہجرت ختم نہیں ہوگی۔

اور حسان بن صمیری نے ابن سعدی سے اور انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ ابن مندہ کہتا ہے کہ یہ اسناد درست ہے۔ کیونکہ محمد بن حبیب نہ تو شامیوں میں تھا نہ مصریوں میں، سوائے اس محمد بن حبیب کے، جو ابو زین العقیلی سے روایت کرتا ہے۔ واللہ اعلم، تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن ابی حذرہ (رضی اللہ عنہ)

بقول ابن مندہ ان کی روایت کردہ حدیث میں اختلاف ہے اور حضور اکرم سے ان کی رفاقت ثابت نہیں۔ اور ہم ان کا نسب ان کے والد کے ذکر میں بیان کر چکے ہیں۔ محمد بن اسماعیل نیشاپوری نے ان کے والد سے اس نے عبید بن ہشام سے اس نے عبید اللہ بن عمرو سے، اس نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے محمد بن ابی حذرہ سے روایت کی، کہ وہ حضور اکرم کی خدمت میں، اپنی شادی کے سلسلے میں طلب امداد کے لیے حاضر ہوئے، حضور نے دریافت فرمایا کہ تم نے کتنا ہر مقرر کیا ہے۔ انھوں نے کہا۔ دو سو درہم۔ فرمایا۔ اگر تم اسے بطمان سے اٹھالاتے۔ جب بھی اس پر اضافہ نہ کرتے، تو ری عبد الوہاب اور ابو زمرہ نے یحییٰ سے روایت کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ محمد بن ابراہیم نے ابو حذرہ سے روایت کی ہے۔

یہی ابو جعفر نے اپنے استاد سے یونس سے۔ اس نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ جعفر بن عبد اللہ بن اسلم نے ابو حذرہ سے روایت کی کہ میں نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کا ہر دو سو درہم مقرر کیا۔ میں حضور اکرم

کی خدمت میں طلب مدد کے لیے حاضر ہوا۔ آپ نے دریافت فرمایا تم نے اس کا مہر کتنا مقرر کیا ہے؟ میں نے عرض کیا دو سو درہم۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اگر تم اسے کسی وادی سے پکڑتے، جب بھی اس پر اضافہ نہ کرتے۔ بعدہ ابی حدرد کے غزوہ غابہ کا ذکر کیا۔ یہی اسناد درست ہے اور وہ روایت جو محمد بن ابی حدرد سے مروی ہے۔ غلط ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن ابی حذیفہ (رضی اللہ عنہ)

بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس بن عبد مناف قریشی ہاشمی: ان کی کنیت ابو القاسم تھی۔ حضور اکرم کے زمانے میں حبشہ میں پیدا ہوئے۔ ان کی والدہ سہلہ بنت سہیل بن عمرو العامریہ تھیں۔ یہ صاحب معاویہ بن ابوسفیان کے ماموں کے بیٹے تھے۔ جب ان کے والد ابو حذیفہ قتل ہو گئے۔ تو حضرت عثمان نے محمد کو اپنی کفالت میں لے لیا جب وہ جوان ہوئے، تو مصر چلے گئے۔

سوئے اتفاق سے یہ نوجوان، حضرت عثمان کا بدترین معاند ثابت ہوا۔ یہ شخص ان لوگوں میں پیش پیش تھا۔ جو محاصرے کے بعد خلیفہ کے محل میں داخل ہوئے اور انہیں قتل کر دیا۔ محمد بھاگ کر خلیل کو چلا گیا، جو لبنان کا ایک پہاڑ ہے۔ وہاں وہ پکڑا گیا اور قتل کر دیا گیا۔

حاجی خلیفہ لکھتا ہے کہ محمد کو حضرت علی نے حاکم مصر مقرر کیا تھا۔ پھر اسے معزول کر کے قیس بن سعد بن عباد کو حکومت دی تھی۔ پھر اسے بھی معزول کر دیا گیا۔ لیکن صحیح امر یہ ہے کہ جب حضرت عثمان قتل ہوئے، تو ان دنوں محمد مصر میں تھا۔ یہی وہ شخص ہے جس نے مصریوں کو حضرت عثمان کے خلاف اتنا اکسایا کہ وہ لوگ خلیفہ کے خلاف مدینے کی طرف چل پڑے۔

جن دنوں یہ لوگ مدینے پر چڑھ دوڑے، ان دنوں حاکم مصر از جانب حضرت عثمان عبداللہ بن سعد تھا۔ وہ بھی وہاں سے چلا گیا اور اپنی جگہ ایک خلیفہ مقرر کر تا گیا۔ اس پر محمد نے والی مصر پر جسے عبداللہ اپنا جانشین بنا گیا تھا حملہ کر کے اسے نکال دیا۔ اور خود حاکم بن بیٹھا۔ جب حضرت عثمان شہید ہو گئے، تو حضرت علی نے قیس بن سعد کو حاکم مصر مقرر کیا اور محمد کو معزول کر دیا۔

جب امیر معاویہ خلیفہ بنے تو محمد کو گرفتار کر کے جیل میں ڈال دیا۔ جہاں سے وہ بھاگ نکلا، لیکن امیر معاویہ کے آزاد کردہ غلام رشید بن نے پکڑ کر قتل کر دیا۔ اور یوں ابو حذیفہ اور عتبہ کے بیٹے ولید کی اولاد کے بغیر، باقی لوگ ختم ہو گئے۔ ولید کے خاندان کے کچھ لوگ شام میں موجود ہیں۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن حزم (رضی اللہ عنہ)

یہ انصاری تھے جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث روایت کی ہے کہ قیامت کے دن خدا کے سامنے سترائیں پیش ہوں گی۔ ہم ان سب سے زیادہ معزز اور باوقار ہوں گے۔ ابو نعیم لکھتا ہے کہ ابو العباس ہروی نے اس صحابی کا ذکر ان لوگوں کے ذکر کے ساتھ کیا ہے۔ جن کا نام محمد تھا۔ محمد بن حزم سے قتادہ نے جو تابعی ہیں، روایت کی جس صحابی کا نام محمد بن عمرو بن حزم ہے۔ ان کا ذکر بعد میں آئے گا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن خطاب (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن معمر ججی، یہ صحابی محمد بن خطاب کے عم زاد تھے۔ ان کی پیدائش حبشہ میں ہوئی۔ بقول ابو عمرو اپنے عم زاد سے عمر میں بڑے تھے مگر یہ درست ہے تو بلاشبہ وہ پہلے آدمی ہیں جن کا نام محمد رکھا گیا، اور حبشہ سے لائے گئے تھے۔ ابو عمرو نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن حمید بن عبد الرحمن الغفاری (رضی اللہ عنہ)

علی بن سعید الکسری نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ابن اسحاق نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے، اس نے اعرج سے، اس نے حمید بن عبد الرحمن الغفاری سے روایت کی۔ کہ میں ایک سفر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا میں نے دل میں خیال کیا کہ میں حضور اکرم کی نماز بہ نظر غائر ملاحظہ کر دوں گا۔ چنانچہ آپ نے ہمیں عشاء کی نماز پڑھائی حضور نے اونٹنی کا پالان زمین پر بچھایا۔ اپنی بعض چھوٹی موٹی اشیاء احتیاط سے باندھیں۔ پھر رات کے چند گھنٹوں کے لیے سو گئے۔ تھوڑی دیر بعد آپ جاگ اٹھے۔ انگڑائی لی اور آسمان کو دیکھ کر آل عمران کی (ان فی خلق السموات والارض آیات) تلاوت فرمائیں۔ پھر مسواک لے کر دانت صاف کیے، وضو کیا، اور چار رکعت نماز ادا کی۔ اس طریقے سے کہ رکوع بعد اور قیام کم و بیش برابر تھے۔ پھر بیٹھ گئے اور آسمان کو دیکھ کر پھر مذکورہ بالا آیات تین مرتبہ تلاوت فرمائیں۔ پھر رکوع کیا اور وتر کی نماز ادا کی۔ پھر آپ نے نماز ختم کر دی۔ پھر فرمایا۔ اللہ تعالیٰ بادل کو اٹھاتا ہے۔ پھر وہ اچھی طرح بولتا ہے اور اچھی طرح ہنستا ہے۔

اس کی روایت یحییٰ الحمانی نے، محمد بن خالد سے اور بیہم بن حمید نے ابراہیم بن سعد سے اس نے اپنے والد سے بیان کی۔ اس نے بیان کیا کہ ہم حمید بن عبد الرحمن کے پاس بیٹھے ہوئے تھے کہ مسجد نبوی میں بنو غفاری کے ایک بزرگ سردار سے ہمیں شرف ملاقات حاصل ہوا۔ اس نے ہمیں حدیث سنائی۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج

کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن حوлип القزطی (رضی اللہ عنہ)

ان کی حدیث خصیف الخزری نے بیان کی ہے، اس کی تخریج ابو عمر نے کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن خثیم البزید المہاجر (رضی اللہ عنہ)

بقول امام بخاری حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے۔ انھوں نے عمار بن یاسر سے روایت کی۔

ان سے محمد بن کعب القزطی نے روایت کی۔

یونس بن بکر نے محمد بن اسحاق سے، اس نے یزید بن محمد بن خثیم سے۔ اس نے محمد بن کعب القزطی سے،

اس نے محمد بن خثیم بن یزید سے، اس نے عمار بن یاسر سے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے فضائل

میں حدیث بیان کی۔ اور اس کو محمد بن سلمہ ویکر الاسواری نے محمد بن اسحاق سے، اس نے محمد بن یزید بن خثیم سے روایت

کی، کہ محمد بن کعب نے اسے بتایا۔ کہ تمہارے والد یزید بن خثیم نے یہ حدیث بیان کی۔ ابن مندہ اور ابوالنعیم نے

اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن رافع (رضی اللہ عنہ)

عبدان نے اس کا ذکر کیا ہے، لیکن اسے ان کی صحابیت کے بارے میں کچھ علم نہیں۔ ہاں البتہ بعض محدثین نے

انھیں صحابی گردانا ہے اور ان سے وہ حدیث منسوب کی ہے، جو اسرائیل بن عبد الاعلیٰ سے، اس نے اسحاق بن حکیم

سے اس نے محمد بن رافع سے روایت کی۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک آدمی کو ایسی قوم کی طرف بھیجا۔ جن کی

کھجوروں میں پھل نہیں لگتا تھا۔ ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن ربیع بن عمار بن عبد المطلب بن ہاشم (رضی اللہ عنہ)

ان کی کنیت ابو حمزہ تھی اور عبد المطلب بن ربیع کے بھائی تھے۔ روایت ہے کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کو دیکھا تھا۔ لیکن نہ اس کا کوئی ثبوت ملا ہے، اور نہ انھوں نے حضور اکرم سے کوئی روایت ہی بیان کی ہے۔

ابن مندہ اور ابوالنعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن رکانہ (رضی اللہ عنہ)

ابن یثیع نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے، حالانکہ وہ تابعی ہیں۔ ابن مندہ نے ان کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد (رضی اللہ عنہ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ تھے۔ ان کا اصلی نام مانا ہیہ تھا۔ آپ نے محمد رکھ دیا۔ حاکم ابو عبد اللہ نے ان کا ذکر ان صحابہ میں کیا ہے۔ جو ترک وطن کر کے خراسان آگئے تھے۔ عبد اللہ بن محمد بن مقاتل بن محمد بن موسیٰ بن محمد بن ابراہیم بن محمد نے جو حضور اکرم کے مولیٰ تھے۔ بیان کیا کہ مجھ سے میرے باپ نے اپنے باپ مقاتل بن محمد بن موسیٰ سے، اس نے اپنے باپ سے روایت کی کہ محمد کا نام مانا ہیہ تھا اور وہ ایک مجوسی تاجر تھا۔ انھوں نے حضور کا نام نامی سنا اور مرو سے یہ غرض تجارت روانہ ہوئے اور مدینہ میں آئے۔ اسلام لے آئے۔ اور حضور اکرم نے ان کا نام محمد رکھا اور اپنا مولیٰ (دوست، مقرب) قرار دیا۔ بعد از قبول اسلام۔ وہ واپس چلے گئے۔ ان کا مکان جامع مسجد کے آگے سامنے تھا۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن زہیر بن ابی جبل (رضی اللہ عنہ)

حسن بن سفیان نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے؛ ہمیں ابو موسیٰ نے کتابت بتایا کہ اسے حسن بن احمد نے، اسے احمد بن عبد اللہ نے، اسے ابو علی محمد بن احمد بن حسین نے، اسے عبد اللہ بن احمد بن جبل نے، اسے اس کے باپ نے، اسے محمد بن جعفر نے، اسے شعبہ نے، اس نے ابو عمران الجونی سے اس نے محمد بن زہیر بن ابی جبل سے روایت کی۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص رات کو چھت پر ننگا سوئے، مجھ پر اس کی کوئی ذمہ داری نہیں۔ اسی طرح جو شخص طوفانی سمندر میں سفر کرے، میں اس کے بارے میں بھی کوئی ذمہ داری نہیں لوں گا۔

ابو نعیم لکھتا ہے، کہ میرے خیال کے مطابق انھیں حضور اکرم کی صحبت میں نہیں ہوئی۔ اور ابو عمران الجونی کو کئی صحابہ سے ملاقات کا موقع ملا۔ انھیں خضارہ گروہ میں شامل کیا جاتا ہے۔ ابن مندہ کہتا ہے کہ محمد بن زہیر مرسل ہے۔ یعنی انھیں حضور اکرم کی صحبت نصیب نہیں ہوئی۔ ان سے وہیب بن ورد نے روایت کی اور شعبہ نے ابو عمران الجونی سے انھوں نے محمد بن زہیر بن ابی زہیر مرسل روایت کی۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن زید الانصاری (رضی اللہ عنہ)

ان سے ابو حاتم الرازی نے تخریج کی۔ عمرو بن قیس نے ابن ابی لیلیٰ سے، اس نے عطاء سے اس نے محمد بن زید سے روایت کی کہ ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں شکار کا گوشت لایا گیا۔ آپ نے یہ کہہ کر انکار کر دیا کہ میں نے احرام باندھا ہوا ہے۔ یقینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن سعد المجہول (رضی اللہ عنہ)

ان سے خالد بن ابی خالد نے روایت کی ہے۔ قاضی ابوالاحمد نے ان کا شمار صحابہ میں کیا ہے۔ ان کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے انھیں مرسل قرار دیا ہے۔ خالد بن خالد نے روایت کی کہ میں نے سلمہ میں محمد بن سعد سے بیعت کی۔ انھوں نے کہا میرے قریب آؤ تاکہ میں چھوڑوں۔ کیونکہ حضور اکرم نے فرمایا۔ چھوڑنے میں برکت ہے۔ یہ حدیث محمد بن مسلمہ کے نام سے مشہور ہے۔ ابن مندہ اور ابوالنعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن سفیان (رضی اللہ عنہ)

بن مجاشع بن دارم التمیمی دارمی، ان کا ذکر محمد بن عدی بن ربیعہ اور محمد بن ایحہ بن جراح وغیرہ کی حدیث میں مذکور ہے، جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں۔ ابوالنعیم کہتا ہے کہ انہی ناموں کے بارے میں مجھ سے احمد بن اسحاق نے کہا، کہ ہم سے محمد بن احمد بن سلیمان ہروی نے کتاب الدلائل میں بیان کیا۔ کہ یہ لوگ جن کے نام ان کے بزرگوں نے حضور اکرم کی پیدائش سے پہلے محمد رکھا تھا۔ انھیں راہب نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بارے میں اطلاع دی تھی۔ وہ لوگ حسب ذیل ہیں۔ محمد بن عدی بن ربیعہ، محمد بن ایحہ، محمد بن حمران بن مالک الجعفی اور محمد بن خزاعی بن علقمہ۔ اس کی تخریج ابوالنعیم اور ابوموسیٰ نے کی ہے۔

میں محمد بن ایحہ کے ترجمے میں، اس سلسلے میں کافی مکھ چکا ہوں۔ مزید وضاحت کے لیے کہتا ہوں کہ محمد بن سفیان کی اولاد میں سے جو لوگ حضور اکرم کے معاصر تھے۔ اس (محمد بن سفیان) کے بعد کئی نسلیں شمار ہوتی ہیں۔ مثلاً اقرع بن حابس اپنے قبیلے کا اسلام لانے سے پہلے سردار اور مقدم تھا۔ بعد میں مسلمان ہو گیا۔ اس کا سلسلہ نسب یوں ہے اقرع بن حابس بن عقال بن محمد بن سفیان۔ اگر محمد بن سفیان کو صحابی مانا جائے تو ضرور ہے کہ اس کے بعد آنے والے لوگ اقرع تک عقال اور حابس بھی صحابی شمار ہوں گے۔ اسی غالب ابوالفرزدق کو جس کا سلسلہ نسب غالب بن صعصعہ بن ناجیہ بن عقال بن محمد ہے اور جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا معاصر تھا (بھی صحابی ماننا پڑے گا۔ نیز اسی طرح کے اور کئی آدمیوں کو۔ اس لیے ہم محمد بن سفیان کو اور اس کے ہم عصر ان لوگوں کو جن کا نام محمد تھا۔ صحابی نہیں کہہ سکتے۔ ابوالنعیم اور ابوموسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

ابوالنعیم کہتا ہے کہ بعض دہم پرستوں (غلط گورائیوں) نے محمد بن سفیان کو سعید بن زیادہ بن قائد بن زیاد بن ابی ہند الدارمی کی اس حدیث میں ذکر کیا ہے۔ جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بیت جبرین، بیت عینون اور بیت ابراہیم سے جاگیریں عطا کیں اور اس فرمان پر خلفائے راشدین اور امیر معاویہ کے دستخط ہیں۔ بعض راویوں نے معاویہ

بن سفیان کو غلطی سے محمد بن سفیان سمجھ لیا اور اسے صحابہ میں شمار کر دیا۔ حالانکہ اس نام کا کوئی صحابی نہیں تھا۔
(سیدنا) محمد بن ابی سلمہ بن عبدالاسد المخزومی (رضی اللہ عنہ)

ان کی پیدائش حضور اکرم کے عہد میں ہوئی۔ ابن مندہ نے اس کی تخریج کی ہے۔ ابو موسیٰ نے بھی اس کی تخریج کی ہے۔ وہ کہتا ہے کہ ابن شاہین نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتا ہے، بغوی کہتا ہے کہ میں نے بعض ایسی کتابیں دیکھی ہیں جن میں ان راویوں کا ذکر ہے، جنہوں نے حضور سے سماع کیا، یا آپ کے عہد میں پیدا ہوئے۔ چنانچہ ان لوگوں میں سے کسی کا نام بھی اس فہرست میں شامل نہیں۔ لیکن محمد بن ابی سلمہ کے بارے میں یہ خیال درست نہیں۔ کیونکہ یہ صاحب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں فوت ہوئے۔ ان کی بیوہ ام سلمہ سے حضور نے نکاح کیا اور ان کی اولاد کو اپنے دامن تربیت میں لے لیا۔ ان وجوہ کی بنا پر ان سے بڑھ کر اور کسے درجہ صحابیت حاصل ہو سکتا ہے۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ ابو موسیٰ کو اس استدراک کی ضرورت کیوں پیش آئی۔

(سیدنا) محمد بن ابی سلیمان (رضی اللہ عنہ)

ان کا شمار اہل مدینہ میں ہے اور ایک جماعت نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے، لیکن یہ وہم ہے۔ عاصم بن سوید الانصاری نے (جن کا تعلق اہل قبا سے ہے) سلیمان بن محمد الکرمانی سے اس نے اپنے والد سے سنا انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا، جس شخص نے اچھی طرح وضو کیا، اور پھر وہ مسجد قبا کو نماز پڑھنے کے لیے گیا۔ اسے اس عمل پر عمرے کا ثواب ملے گا۔

قاضی ابوالحسن کہتا ہے کہ میرے خیال میں اس شخص کو حضور اکرم کی صحبت نصیب نہیں ہو سکی۔ ابوالغیم نے اس اسناد کو بہ طریق ذیل بیان کیا ہے۔ محمد بن سلیمان الکرمانی نے اپنے باپ سے اس نے ابوامامہ بن سہل بن حلیف سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی۔ یہ روایت قتیبہ نے مجمع بن یعقوب سے اس نے محمد بن سلیمان سے بیان کی۔ اسے سعد بن اسحاق بن کعب بن عجرہ اور عاتم بن اسماعیل نے مجمع بن یعقوب کی روایت کے مطابق بیان کیا ہے۔ ابن مندہ اور ابوالغیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن سہیل (رضی اللہ عنہ)

ابو موسیٰ کہتا ہے کہ بعض لوگوں نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ عثمان بن عمر نے شعبہ سے اس نے واقد بن محمد سے اس نے صفوان بن سلیم سے اس نے محمد بن سہیل بن ابی خثیمہ سے یا سہل بن ابی خثیمہ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم کسی چیز کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو تو اس کے قریب کھڑے ہو تاکہ شیطان

تم میں اور تمہاری نماز میں حائل نہ ہو، اسے معاذ بن معاذ اور یزید بن ہارون نے شعبہ سے اسی طرح روایت کیا۔ اسی طرح اسے ابن عیینہ نے صفوان سے اس نے نافع بن جبر سے اس نے سہل سے بلاشبہ روایت کیا۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن شریک بن جلیل الانصاری (رضی اللہ عنہ)

ان کا تعلق بنو عبد الدار سے تھا۔ امام بخاری نے ان کا ذکر الوجدان میں کیا ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی صحبت ثابت نہیں۔ یزید بن قسبط، یزید بن خضیفہ اور محمد بن منکدر نے ان سے ایسی احادیث روایت کی ہیں جو انھوں نے حضرت ابو ہریرہ کے واسطے سے حضور اکرم سے سُنیں۔

ابو نعیم لکھتا ہے کہ صحیح نام محمود بن شریک ہے اور ان سے عبد اللہ بن القیمی کی حدیث نقل کی ہے۔ اس نے منکدر بن محمد بن منکدر سے اس نے محمد بن شریک سے روایت کی کہ بنو عبد الدار کے ایک فرد نے بیان کیا کہ میں نے سعد بن معاذ کی قبر سے مٹی بھر مٹی اٹھائی۔ اس سے کستوری کی خوشبو آ رہی تھی۔ محمد بن عمرو بن علقمہ نے ابن المنکدر سے اس نے محمود بن شریک سے روایت کی۔ ابو مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن شریک (رضی اللہ عنہ)

بن سوید الثقفی، محمد بن حسین بن مکرم نے محمد بن یحییٰ القطعی سے، اس نے زیاد بن ربیع سے، اس نے محمد بن عمرو سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے ابو ہریرہ سے روایت کی۔ کہ محمد بن شریک ایک کالی سی لونڈی کھسکا لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی، یا رسول اللہ! میری ماں نے ایک مومنہ لونڈی کی منت مانی تھی، میں آپ سے یہ دریافت کرنے حاضر ہوا ہوں، آیا اس سے کام چل جائے گا؟ حضور نے اس پر لونڈی سے دریافت کیا، تیرا رب کہاں ہے، اس نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھایا، پھر پوچھا میں کون ہوں؟ اس نے جواب دیا اللہ کے رسول۔ حضور نے محمد بن شریک سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ یہ مسلمان ہے۔ اسے آزاد کر دو۔ ابن مندہ کی روایت بھی اسی طرح کی ہے۔

ابو نعیم کہتا ہے کہ یہ شخص عمرو بن شریک ہے۔ اس نے اپنے استاد۔ ابراہیم بن حرب العسکری سے۔ اس نے محمد بن یحییٰ القطعی سے، اس نے باسناد ابو ہریرہ سے روایت کی کہ محمد بن شریک ایک سیاہ فام غلام کو لایا۔ باقی حسب سابق ہے لیکن شریک کی اولاد میں محمد نامی کوئی آدمی نہ تھا اور اس حدیث کو حاد بن سلمہ نے محمد بن عمرو سے، اس نے ابوسلمہ سے

اس نے شریذ بن سید سے روایت کی کہ میری ماں نے وصیت کی کہ اس کی طرف سے ایک مسلمان لونڈی آزاد کی جائے۔ ابن مندہ اور ابوالغیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن صفوان الانصاری (رضی اللہ عنہ)

ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے، صفوان بن محمد (۱۲)، عبد اللہ بن صفوان (۱۳)، خالد بن صفوان۔ یہ کوئی تھے اور شعبی کے بغیر کسی اور نے ان سے روایت نہیں کی۔

ابو یاسر نے باسنادہ عبد اللہ بن احمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے محمد بن جعفر سے، اس نے شعبہ سے اس نے عاصم الاحول سے، اس نے شعبی سے اس نے محمد بن صفوان سے روایت کی، مگر اس نے دو خرگوش تکار کیے اور مردہ پر ذبح کر کے حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مجھے ان کے کھانے کی اجازت دے دی۔ ابو الاحوص نے اسے عاصم سے اس نے شعبی سے اس نے محمد بن صفوان سے روایت کیا۔ ابو عوانہ نے یہ روایت عاصم سے اس نے شعبی سے بیان کی اور آگے محمد بن صفوان یا صفوان بن محمد لکھا ہے۔ اسی طرح حصین نے شعبی سے اور آخر میں محمد بن صبیحی تحریر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ ابو عمر کہتا ہے۔ یہ دو آدمی ہیں۔ محمد بن صفوان اور محمد بن صبیحی الانصاری جس کا ذکر آگے آئے گا اور اسے وہ درست خیال کرتا ہے۔ واقدی کی روایت کے مطابق ان کا نام ابو مرحب محمد بن صفوان ہے۔ شعبی نے ان سے خرگوش کے بارے میں روایت کی ہے۔ ان کی نسل آگے نہیں چلی تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن صبیحی (رضی اللہ عنہ)

بن امیہ بن عابد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم قرشی مخزومی؛ ان کی والدہ کا نام ہندہ بنت عقیق بن عابد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھا۔ اور ہندہ کی والدہ کا نام حضرت خدیجہ بنت خویلد تھا۔ ان سے کوئی روایت مروی نہیں اور نہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مصاحبت ہی ثابت ہے۔ یہ ابو عمر کی رائے ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا نام محمد بن صبیحی المخزومی لکھا ہے۔ ابن شاہین کہتا ہے کہ یہ صحابی انصاری نہ تھے۔ ان کا سلسلہ نسب محمد بن صبیحی بن امیہ بن عابد بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ میں نے عبد اللہ بن سلیمان کو سنا کہ وہ اپنی تصنیف کتاب المصابیح میں انھیں نسب قدام سے شمار کرتا ہے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن صبیحی الانصاری (رضی اللہ عنہ)

کو فیوں میں شمار ہوتے ہیں۔ ان سے بقول ابو عمر سوائے شعبی کے اور کسی نے کوئی حدیث روایت نہیں کی (شعبی

کی روایت کردہ حدیث کا تعلق صوم عاشورہ سے ہے) ابن مندہ اور ابو نعیم نے محمد بن سعد الواقدی سے روایت کی ہے کہ محمد بن صیفی اور محمد بن صفوان دو مختلف آدمی تھے۔ شعبی نے دونوں سے روایت کی ہے اور دونوں کو فر میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ ابو احمد عسکری نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: محمد بن صیفی بن عارث بن عبید بن عنان بن عامر بن خثلمہ۔ بعض اور لوگوں نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: محمد بن صفوان بن سہل اور بقول ان کے دونوں ایک ہیں۔ ابو عاتم نے دونوں میں یوں فرق کیا ہے کہ محمد بن صیفی مدنی ہیں اور محمد بن صفوان کوئی ہیں۔ اسی طرح بعض کہتے ہیں کہ محمد بن صیفی مخزومی تھے۔ ابن ابی خيثمہ کی رائے ہے کہ دونوں حضرات کا تعلق انھوں سے ہے۔

عبدالوہاب بن بہتہ اللہ نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے اس نے اپنے باپ سے اس نے بہتیم سے اس نے حصین سے اس نے شعبی سے اس نے محمد بن صیفی سے روایت کی کہ عاشورہ کے دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور حاضرین سے استفسار فرمایا کہ کیا تم نے آج کا روزہ رکھا ہے۔ بعض نے ہاں کہا اور بعض نے کہا نہ۔ حضور نے فرمایا۔ جنھوں نے روزہ نہیں رکھا۔ وہ اب سے کھانا پینا بند کر دیں۔ نیز حکم دیا کہ قرب و جوار کے لوگوں کو بتادو۔ وہ آج کے دن کا روزہ اسی طریقے سے رکھ لیں۔ یقیناً ان کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن صخرہ (رضی اللہ عنہ)

بن اسود بن عباد بن غنم بن سواد: حضور اکرم نے ان کا نام محمد رکھا تھا۔ فتح مکہ کے موقع پر موجود تھے۔ اس کی تخریج ابو موسیٰ نے کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن طلحہ (رضی اللہ عنہ)

بن عبید اللہ القرشی التیمی: ہم ان کا نسب ان کے باپ کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ ان کے والد انھیں اٹھا کر حضور اکرم کی خدمت میں لے آئے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا اور محمد نام رکھا اور اپنی کنیت بھی عطا فرمائی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ان کی کنیت ابوسلیمان تھی۔ ان کی والدہ حمہ بنت جحش تھیں۔ جو ام المومنین زینب کی ہمیشہ رہ تھیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ حضور اکرم نے ان کی کنیت ابوسلیمان رکھی تو جناب طلحہ نے گزارش کی۔ یا رسول اللہ! ابوالقاسم کی اجازت فرمادیجئے، ارشاد ہوا نہیں۔ میں نام اور کنیت جمع نہیں کرنا چاہتا یہ ابو سلیمان ہے لیکن پہلی روایت درست ہے۔

ابوراشد بن حفص الزہری کا بیان ہے کہ میں صحابہ کی اولاد میں سے چار ایسے آدمیوں کو جانتا ہوں۔ جن کے نام

محمد اور کنیت ابوالقاسم تھی۔ محمد بن علی، محمد بن ابی بکر، محمد بن طلحہ اور محمد بن سعد بن ابی وقاص۔ محمد بن طلحہ کا لقب بوجہ کثرت عبادت سجاد پڑ گیا تھا۔ یہ صاحب اپنے والد سمیت جنگ جمل میں ۳۶ھ میں مارے گئے تھے۔ ہر چند ان کا رجحان حضرت علی کی طرف تھا، لیکن باپ کی پیروی میں حضرت عائشہ کے لشکر میں شامل ہو گئے تھے۔ جب حضرت علی نے انھیں مرے ہوئے دیکھا تو کہا، یہ سجاد ہے، جو اپنی پارسائی کے باوجود باپ کی وجہ سے مارا گیا۔ وہ جناب طلحہ کی اولاد میں سربرآوردہ تھے۔ حضرت علی نے اپنے لشکر کو تاکید فرمادی تھی کہ انھیں قتل نہ کیا جائے۔ جناب محمد حضرت علی کے خلاف بالکل لڑنا نہیں چاہتے تھے، لیکن باپ کے حکم سے مجبوراً شریک قتال ہوئے۔ ذرہ اتار کر پھینک دی اور اس کے اوپر کھڑے ہو گئے۔ چنانچہ جب کوئی آدمی ان پر حملہ آور ہوتا تو اسے قرآن کی قسم دیتے تھے: تا آنکہ ایک آدمی نے حملہ کر کے انھیں قتل کر دیا۔ پھر اس نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے۔

۱۔ وہ درویش خدا پرست جو اللہ کے احکام پر سختی سے ڈٹا رہا۔ کسی کو دکھ نہیں دیتا تھا اور جہاں تک آنکھوں کی بصارت کام کرتی تھی، وہ مسلمان تھا۔

۲۔ میں نے نیزے سے اس کی زرہ کو پھاڑ دیا۔ چنانچہ وہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔

۳۔ اس کے سوا اس کا اور کوئی تصور نہ تھا کہ وہ حضرت علی کا تابع اور پیروکار نہ تھا اور جو شخص حق کا ساتھ نہ دے۔ اس سے زیادتی ہو ہی جاتی ہے۔

۴۔ وہ مجھے حامیم کی قسم دیتا تھا۔ اور میرا نیزہ تنا ہوا تھا۔ تو نے میدان جنگ میں آنے سے پہلے کیوں حامیم نہیں پڑھی تھی۔

کہتے ہیں کہ انھیں کعب بن مدج نے جو بنو اسد بن خزیمہ سے متعلق تھا، قتل کیا تھا۔ ایک روایت ہے کہ انھیں شداد بن معاویہ عیسیٰ نے قتل کیا تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کا قاتل اشتر النخعی تھا۔ اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ قاتل کا نام عصام بن مقشور النصری تھا۔ ان کے علاوہ بعض اور آدمیوں کا نام بھی لیا گیا ہے۔

محمد بن حاطب سے مروی ہے کہ جب ہم جمل کے دن لڑائی سے فارغ ہوئے تو حضرت علی رضی اللہ عنہ امام حسن عمار بن یاسر، صعصعہ بن صوحان، اشتر اور محمد بن ابوبکر مقتولوں میں گھوم پھر رہے تھے۔ حضرت حسن نے ایک مقتول کو منہ کے بل گرا دیکھا۔ حضرت حسن نے اسے سیدھا کیا تو انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ بخدا یہ قریش کی اولاد تھا۔ حضرت علی نے دریافت کیا، بیٹا! مقتول کون ہے۔ انھوں نے کہا۔ محمد بن طلحہ۔ حضرت علی نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ بخدا میں نے اسے ایک جوان صالح پایا۔

پھر جناب علی افسردہ اور پریشان خاطر ہو گئے۔ حضرت حسن نے کہا۔ ابا جان! میں نے آپ کو ادھر آنے سے بارہا منع کیا تھا۔ لیکن آپ فلاں فلاں آدمی کی باتوں میں آگئے۔ بیٹا! اگر اس ناشدنی واقعہ نے ہونا تھا تو میں کیوں نا آج سے بیس برس پہلے مر گیا۔

ابو یاسر بن ابی ہبہ نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے بیان کیا۔ اس نے اپنے باپ سے اس سے عفان بنے اس سے ابو عوانہ نے اس سے ہلال الوزان نے، اس سے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے بیان کیا، کہ حضرت عمر نے ابن عبد الحمید کو جس کا نام محمد تھا، دیکھا کہ ایک شخص کا نام لے لے کر اسے برا بھلا کہہ رہا تھا اور بے تحاشا گوس رہا تھا۔ حضرت عمر نے اسے بلایا۔ اے فلاں! میں دیکھ رہا ہوں کہ تیری وجہ سے محمد کو برا بھلا کہا جا رہا ہے۔ بخدا جب تک تو زندہ ہے تجھے ہرگز اس نام سے مخاطب نہیں کیا جائے گا۔ چنانچہ اس کا نام بدل کر عبدالرحمان رکھ دیا۔ اس کے بعد جناب طلحہ کے خاندان کو طلب کیا۔ ان میں اس نام کے سات آدمی تھے۔ محمد بن طلحہ سب سے بڑا اور ان کا لیڈر تھا۔ حضرت عمر نے ان کے نام بدلنے کا ارادہ کیا۔ اس پر جناب محمد بن طلحہ نے کہا۔ امیر المؤمنین! میں خدا کا نام لے کر عرض کرتا ہوں کہ حضور نے میرا نام محمد رکھا۔

اس پر حضرت عمر نے کہا۔ اٹھو چلیں، جس کا نام حضور اکرمؐ نے تجویز فرمایا۔ اس میں ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن عاصم (رضی اللہ عنہ)

بن ثابت بن ابی الاقلح ان کا نسب ان کے باپ کے ترجمے میں لکھ آیا ہوں۔ وہ انصاری ہیں۔ ان کا ذکر اس حدیث میں مذکور ہے، جو ان کے والد عاصم کے غزوہ ریحہ میں تیسرے سال ہجری میں شہادت کے بارے میں مروی ہے۔ جناب محمد کو مصابحت کا شرف حاصل ہوا ہوگا۔ ابن مندہ نے اس کی تخریج کی ہے اور لکھا ہے کہ وہ بیعت رضوان کے موقع پر موجود تھے۔ نیز اس کے بعد تمام غزوات میں جو صلح حدیبیہ کے بعد وقوع پذیر ہوئے شامل رہے ابو موسیٰ نے بھی اس کی تخریج کی ہے۔ اس لیے استدراک بلا وجہ ہے۔

(سیدنا) محمد بن عبداللہ (رضی اللہ عنہ)

بن ابی بن سلول، یہ عبداللہ مجہول کے مہجائی تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے انھیں صحبت میسر نہیں ہوئی۔ حضرت عبداللہ سالمی نے ربیع بن بدر سے۔ اس نے راشد الحامی سے اس نے ثابت البنانی سے اس نے محمد بن عبداللہ بن ابی سے روایت کی کہ ہم رسول کریمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ اے انصار! اللہ تعالیٰ نے تمہاری طہارت

کو بہ نظر تحسین دیکھا ہے۔ کیا تم بتاؤ گے کہ تم کیا کرتے تھے۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! ہم میں کچھ اہل کتاب بھی۔ جو دو باتیں رکھتے تھے۔ جب وہ بیت الخلا سے واپس آتے، تو پانی سے طہارت کیا کرتے۔ یہ حدیث اسی طرح بیان ہوئی ہے۔ اور جعفر السالمی سے روایت کی گئی ہے، لیکن یہ غلط ہے اور درست اسناد حسب ذیل ہے: محمد بن عبد اللہ بن سلام۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہ)

بن حشیش الاسدی: ہم نے ان کا نسب ان کے والد کے ترجمہ میں بیان کیا ہے۔ یہ حرب بن امیہ کے حلیف تھے اور ان کی والدہ فاطمہ بنت ابی خنیس تھی۔ اور کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ انھوں نے اپنے والد اور دو چچاؤں کے ساتھ حبشہ کو ہجرت کی تھی۔ وہاں سے واپسی پر انھوں نے والد کے ساتھ ہجرت کی۔ انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں آئی۔ نیز انھوں نے حضور سے روایت بھی کی ہم نے اس کتاب میں ان کے چچا اور پھوپھیوں کا ذکر کیا ہے۔

جب عبد اللہ بن حشیش احد کی طرف روانہ ہوئے، تو انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بیٹے محمد کا وصی مقرر کیا اور بیٹے کے لیے خیبر میں کچھ مال خریدا، اور مدینہ کے چوک دقیق میں اس کے لیے ایک مکان بھی خریدا۔

واقعی لکھتا ہے کہ محمد کی پیدائش ہجرت سے پانچ برس پہلے ہوئی تھی اور محمد بن طلحہ بن عبد اللہ، محمد بن عبد اللہ کی پھوپھی کا بیٹا تھا۔ کیونکہ محمد بن طلحہ کی والدہ حشیش کی بیٹی تھی۔

ہمیں ابن ابی جہ نے باسناد عبد اللہ بن احمد سے یہ بات بتائی۔ کہ مجھے میرے باپ نے اور اسے محمد بن بشر نے، اسے محمد بن عمرو نے اور اسے ابو کثیر نے، اسے محمد بن عبد اللہ بن حشیش نے بتایا کہ ایک شخص نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا، یا رسول اللہ اگر میں اللہ کی راہ میں مارا جاؤں تو مجھے کیا ملے گا، فرمایا جنت۔ جب وہ چلے گئے تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں، جبریل نے ابھی میرے کان میں کہا ہے کہ قرض کا حاب کتاب دینا ہوگا۔

(سیدنا) محمد بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہ)

بن زید بن عبد ربہ الانصاری: ان کی پیدائش حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں ہوئی۔ ابن مندہ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہ)

بن سلام حادث الاسرائیلی، آپ حضرت یوسف علیہ السلام کی اولاد سے تھے۔ انصاف کے حلیف تھے اور ان کے والد یہود کے جلیل القدر عالم تھے۔ ان سے منقول ہے کہ ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر آئے فرمایا اللہ نے تمہاری طہارت کے بارے میں پسندیدگی کا اظہار فرمایا ہے۔ کیا تم مجھے اس کے بارے میں بتاؤ گے۔ انھوں نے عرض کیا ہمیں تو ریت میں پانی سے استنجا کا حکم دیا گیا ہے۔

عبد اللہ بن سلام مسلمان ہو گئے تھے، چنانچہ ہم ان کا تذکرہ کر آئے ہیں۔ ان کے لڑکے کو حضور اکرم کی زیارت کا موقع ملا اور انھوں نے حضور سے روایت بھی کی۔ اس کی تینوں نے تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہ)

بن عثمان، یہ محمد بن ابوبکر الصدیق ہیں۔ ان کی والدہ کا نام اسماء بنت عیس تھا۔ ہم ان کا نسب ان کے والد کے تریحے میں لکھ آئے تھے۔ ان کی ولادت حجتہ الوداع کے موقع پر ذوالحلیفہ میں ذوالعقدہ کی ۲۵ تاریخ کو ہوئی۔ ان کی والدہ رفیع حاجت کے لیے نکلی تھیں کہ وضع حمل ہو گیا۔ حضرت ابوبکر نے رسول کریم سے اس باب میں شرعی حکم دریافت کیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہانے کے بعد تہلیل و تسبیح کی اجازت ہے، لیکن جب تک وہ پاک نہ ہو، کبے کا طواف نہ کرے۔

ابوالحرم مکی بن ریان بن شبثہ النخوی نے باسنادہ یحییٰ بن یحییٰ سے اس نے مالک سے اس نے عبدالرحمان بن قاسم سے اس نے اپنے باپ سے اس نے اسماء بنت عیس سے روایت کی کہ میرے لطن سے محمد بن ابوبکر صحرا میں پیدا ہوئے حضرت ابوبکر سے حضور اکرم نے فرمایا کہ غسل کے بعد تہلیل و تسبیح پڑھ لیا کرے۔ حضرت عائشہ نے ان کی کنیت ابوالقاسم رکھی تھی اور جب بعثت میں ان کو خدا نے پیشا دیا، تو اس کا نام قاسم رکھا گیا۔ حضرت عائشہ انھیں صحابہ کے زمانے میں اسی کنیت سے پکارتی تھیں اور کوئی مضائقہ نہیں تھا۔

حضرت ابوبکر کی وفات کے بعد حضرت علی نے اسماء سے نکاح کر لیا اور جعفر بن ابی طالب کی شہادت کے بعد ابوبکر نے ان سے شادی کر لی تھی۔ محمد رضی اللہ عنہ حضرت علی کے ربیب ہو گئے۔ اور جنگ جمل میں ان کے ساتھ تھے۔ صفین کی جنگ میں بھی حضرت علی کے لشکر میں تھے۔ بعد میں وہ مصر کے والی مقرر ہوئے اور وہیں قتل ہو گئے۔ یہ ان لوگوں میں سے تھے، جنھوں نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا محاصرہ کیا تھا۔ جب انھیں قتل کرنے کے لیے ان کے محل میں داخل ہوئے۔ تو خلیفہ نے کہا۔ اگر تیرا باپ تجھے اس حالت میں دیکھتا، تو اسے تیری اس حرکت پر رنج

ہوتا۔ چنانچہ وہ علیحدہ ہو گئے اور محل سے باہر نکل گئے بعد میں جب وہ مصر کے والی تھے اور حضرت علی کی شہادت کے بعد عمرو بن عاص نے مصر پر حملہ کیا تو محمدؐ کو شکست ہو گئی اور بھاگ کر ایک غار میں پناہ لی۔ پکڑے گئے اور قتل کر دیے گئے۔ اور ان کی میت کو ایک مردہ گدھے کے پیٹ میں ڈال کر جلا دیا گیا۔ ایک روایت کے مطابق انہیں معاویہ بن خدیج نے قتل کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ عمرو بن عاص نے انہیں بھوکا رکھ کر ہلاک کیا۔ جب حضرت عائشہ صدیقہ کو بھائی کی وفات کا علم ہوا۔ تو انھیں سخت دکھ ہوا! فرمایا، میں مرحوم کو اپنا بھائی اور بیٹا سمجھتی تھی اور چونکہ انھیں آگ میں جلا یا گیا تھا۔ اس لیے حضرت عائشہ نے اس واقعہ کے بعد کبھی بھی کھانا ہوا گوشت نہیں کھایا۔ چونکہ مرحوم صاحب فضل اور عبادت گزار آدمی تھے۔ اس لیے حضرت علی ان کو اچھا جانتے تھے اور وہ یحییٰ بن علی اور عبداللہ بن جعفر کے اخیانی بھائی تھے۔ یہ دونوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ)

بن ابوبکر الصدیق: ان کا نام عبداللہ بن عثمان تھا اور عرف ابوعقیق تھا۔ قریشی تھے بنو تیم سے۔ انھیں اور ان کے والد کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں آئی۔ اسی طرح ان کے دادا ابوبکر صدیق اور پردادا ابوقحافہ کو بھی یہ اعزاز نصیب ہوا۔ اس لحاظ سے یہ خاندان منفرد ہے۔

(سیدنا) محمد بن عبدالرحمن (رضی اللہ عنہ)

مولیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: محمد بن عبداللہ حضرمی نے المغارید میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابونعیم انھیں غیر متصل قرار دیتا ہے۔ صفوان بن سلیم نے عبداللہ بن یزید سے جو اسود کا مولیٰ ہے اور محمد بن عبدالرحمن سے جو رسول کریم کا مولیٰ ہے۔ روایت کی کہ جس شخص نے کسی عورت کی شرمگاہ کو نہنگا کیا۔ اس پر اس کا مہر واجب ہو گیا۔

ابوموسیٰ: ابونعیم کی رائے کو غلط نہیں گردانتا۔ کیونکہ جو راوی درمیان میں رہ گیا ہے وہ ابن السمانی ہے اور عبداللہ بن محمد بن عیسیٰ المروزی نے اپنی کتاب معرفۃ الصحابہ میں اس کا ترجمہ لکھا ہے اور ان کی طرف سے یہ حدیث فقینہ سے اس نے لیث سے اس نے عبید اللہ سے روایت کی ہے اور اس کے اسناد میں محمد بن ثوبان کا ذکر کیا ہے۔ عبداللہ لکھتا ہے۔ مجھے اس کا علم تو نہیں، آیا انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا یا نہیں۔ لیکن بعض حضرات کی مسند میں ان کا نام دیکھا ہے۔ ابوموسیٰ کہتا ہے۔ کہ یہ شخص محمد بن عبدالرحمن بن ثوبان ہے، جو حضرت ابوبکرؓ کے تابعین میں سے ہیں۔ اور ان سے اجازۃ ابوموسیٰ نے قاضی ابوسہل بن عزیزہ سے۔ اس نے عبدالوہاب بن محمد سے اس نے اپنے والد سے، اس نے احمد بن محمد بن عباس سے۔ اس نے بشر بن موسیٰ سے اس نے یحییٰ بن اسحاق سے۔ اس نے

یہ بھی بن ابوب سے اس نے عبید اللہ بن ابی جعفر سے اس نے صفوان بن سلیم سے اس نے عبداللہ بن یزید مولیٰ اسود بن سفیان سے اس نے محمد بن عبدالرحمان بن ثوبان سے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مولیٰ ہیں۔ اسی طرح کی حدیث بیان کی۔ ابو موسیٰ لکھتا ہے کہ ہم نے محمد بن عبدالرحمان بن ثوبان اور اس طرح کے اور کئی لوگوں کا ذکر اس لیے کیا ہے تاکہ معاملہ گڈ مڈ نہ ہو جائے یعنی شبہات نہ اٹھ کھڑے ہوں اور یہ نہ سمجھ لیا جائے۔ چونکہ حفاظ نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے اس لیے یہ ضرور صحابی ہیں، لیکن ہم نے ان کا نام چھوڑ دیا اور صحابہ میں ان کا شمار نہیں کیا۔ تاکہ ہم پر اس طرح اعتراض نہ کیا جائے۔ جیسا کہ ابو زکریا نے ان کے دادا کے بارے میں اعتراض کیا تھا۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن ابی عیسیٰ (رضی اللہ عنہ)

بن جبر الہزاری: ابن یسیع نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے اور ان کے والد سے حدیث کی روایت بھی کی ہے۔ ابن مندہ نے مختصر اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن عدی (رضی اللہ عنہ)

بن ربیعہ بن سعد بن سواۃ بن جشم بن سعد: ان کا شمار اہل مدینہ میں ہوتا ہے۔ عبدالملک بن ابی سویۃ المنقری نے اپنے والد کے دادا خلیفہ سے (اور خلیفہ مسلم تھا) روایت کی ہے کہ میں نے محمد بن عدی بن ربیعہ سے پوچھا کہ تیرے باپ نے تیرا نام محمد کیسے رکھا۔ اس پر وہ ہنسا اور کہنے لگا کہ مجھے میرے باپ عدی بن ربیعہ نے بتایا کہ وہ اور سفیان بن مجاشع، یزید بن ربیعہ بن کابنہ اور اسامہ بن مالک بن عبراہ بن جفنہ سے ملنے کو روانہ ہوئے۔ جب ہم اس کے گھر کے قریب پہنچے، تو دوم لینے کو ایک تالاب کے کنارے درختوں کے نیچے بٹھ گئے۔ وہاں ایک راہب نکلا۔ کہنے لگا کہ تمہاری زبان اس علاقے کے لوگوں کی زبان سے مختلف ہے۔ ہم نے کہا، تمہارا اندازہ ٹھیک ہے۔ ہمارا تعلق بنو مضر سے ہے۔ پوچھا، کس قبیلے سے؟ ہم نے کہا۔ خندف سے۔ اس نے کہا، جلد ہی تم میں ایک نبی کی بعثت ہونے والی ہے۔ تم اس میں شامل ہونے سے تباہ نہ کرنا۔ اسی میں تمہاری بھلائی ہے۔ ہم نے پوچھا، ان کا نام کیا ہوگا۔ اس نے کہا، محمد۔ اس کے بعد ہم ابن جفنہ کے پاس گئے اور بعد از فراغت اپنے گھروں کو چل دیے اس کے بعد اللہ نے ہمیں اولادِ نرینہ سے سرفراز فرمایا۔ اور ہم سب نے اپنے بیٹوں کا نام محمد رکھا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

میری رائے ہے کہ اس شخص کو بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب نہیں ہوئی، کیونکہ اس کا زمانہ آپ

سے پہلے ہے۔ ہم اس بات کا ذکر محمد بن سفیان اور محمد بن اسحق کے ترجمے میں کر آئے ہیں۔

(سیدنا) محمد بن عطاء (رضی اللہ عنہ)

السعدی ابو عروہ: عبد اللہ بن ضحاک اور واد بن جراح نے اوزاعی سے، اس نے محمد بن خراشہ سے اس نے اپنے والد سے روایت کی۔ جب تو قین چیزیں ہوتی دیکھے گا۔ تو آبادی کو بربادی اور بربادی کو آبادی نصیب ہو گی۔ ۱۔ ناپسندیدہ کو پسندیدہ (۲) اور پسندیدہ کو ناپسندیدہ قرار دیا جائے (۳) آدمی امانت کو یوں ہڑپ کر جائے جس طرح ادنیٰ درختوں کے پتوں کو ہڑپ کر جاتا ہے۔

ابو مغیرہ نے اوزاعی سے اس نے محمد بن خراشہ سے، اس نے محمد بن عروہ سے اور اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ اس لیے اس حدیث کو عروہ سے منسوب کیا ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اسکی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن علیہ القرشی (رضی اللہ عنہ)

ان کا ذکر صرف ایک حدیث میں ہے۔ جسے عمرو بن حارث نے یزید بن ابی حبیب سے اس نے اسلم ابو عمران سے اس نے ابی حبیب بن مغفل سے روایت کی کہ اس نے محمد بن علیہ کو دیکھا، کہ وہ اپنے ازار کا پلو زمین پر گھسیٹتے جا رہے تھے۔ ابھی ابی حبیب نے بھی دیکھا اور کہا: کہ تم نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے نہیں سنا کہ جو شخص اپنی ازار کا پلو زمین پر گھسیٹ کر چلتا ہے۔ وہ گویا نار جہنم میں یہ عمل کر رہا ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔ ابو نعیم لکھتا ہے، کہ ابن مندہ کے اس قول سے کہ ابی حبیب نے محمد بن علیہ کو حضور کا انتباہ یاد کرایا، ثابت ہوتا ہے

کہ جناب محمد بن علیہ کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی اور ابو بکر بن مالک نے عبد اللہ بن احمد سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے ہارون بن معروف سے روایت کی کہ ابی حبیب نے وہب نے، اس نے عمرو بن حارث سے اس نے یزید بن ابی حبیب سے، اس نے اسلم ابو عمران سے اس نے ابی حبیب بن مغفل سے سنا، کہ اس نے محمد القرشی کو اپنی ازار زمین پر گھسیٹتے دیکھا۔ اس نے کہا، کیا تو نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے نہیں سنا کہ جو شخص ازار کو اس طرح سے زمین پر گھسیٹتے ہوئے چلتا ہے۔ گویا وہ یہ عمل جہنم میں سرانجام دے رہا ہے۔

ابن لہیعہ نے اس روایت کو یزید بن ابی حبیب سے نقل کیا ہے۔ اور محمد بن علیہ کا نام نہیں لیا، وہ لکھتا ہے کہ بعض لوگوں نے جناب محمد کو اس لیے صحابہ میں شمار کیا ہے کہ وہ ابی حبیب کی محفل میں موجود تھے، لیکن صحابہ کی مجلس میں حاضری یا ان سے گفتگو کو صحابی بننے کے لیے کافی سمجھا جائے تو اس کا دائرہ بہت وسیع ہو جائے گا، لیکن متفقین میں سے کسی شخص نے محمد بن علیہ کو صحابہ میں شمار نہیں کیا۔

ابن اشیر لکھتے ہیں کہ ابو نعیم نے ابن مندہ پر اعتراضات کی بوجھا کر کہنے میں مبالغہ کیا ہے۔ اور اسے جہالت سے تعبیر کیا ہے کہ ابن مندہ نے صحابہ کی محفل میں حاضری اور ان سے بات چیت کو صحابی بننے کے لیے کافی سمجھا ہے۔ کیونکہ اگر اس دلیل کو درست قرار دیا جائے تو تمام تابعی صحابی بن جائیں گے، لیکن ابن مندہ یا کسی اور نے یہ دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ ابن مندہ نے تو اس حدیث میں یہ الفاظ استعمال کیے ہیں، "ہیب نے محمد القرشی کو اس حالت میں دیکھ کر کہا۔ کیا تم نے حضور اکرم کا ارشاد نہیں سنا؟" اس پر ابن مندہ کہتا ہے۔ ان الفاظ سے معلوم ہوتا ہے محمد القرشی نے حضور اکرم کی زیارت کی اور آپ کی گفتگو سنی۔ ایک اور روایت میں گفتگو سننے کا ذکر نہیں ہے، لیکن اس سے ابن مندہ کو ہم الزام نہیں دے سکتے۔ کیونکہ ابن مندہ اور خود ابو نعیم کے علاوہ اور بھی کئی لوگ ہمیشہ اس طرح کرتے گئے ہیں۔ نیز ابن ماکولا نے انھیں (محمد القرشی کو) صحابہ میں شمار کیا ہے اور لکھا ہے کہ انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی اور ان کا تعلق مصر سے تھا اور ان کی حدیث، ہیب بن مغفل اور مسلمہ بن مخلد کی حدیث میں مذکور ہے۔ اس سے ابن مندہ کے قول کی تائید ہوتی ہے۔

(سیدنا) محمد بن عمرو (رضی اللہ عنہ)

بن حزم الانصاری، ان کا نسب ہم ان کے والد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ ان کی کنیت ابو القاسم یا ابوسلیمان تھی۔ ایک روایت میں ابو عبد الملک آیا ہے۔ ان کی پیدائش ہجرت کے دسویں برس نجران میں ہوئی۔ ان کے والد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے وہاں کے عامل تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کی پیدائش رسول اکرم کی وفات سے دو سال پہلے ہوئی۔ والدہ نے محمد نام اور ابوسلیمان کنیت رکھی اور آپ کو اطلاع دی۔ حضور نے نام تو وہی رہنے دیا، لیکن کنیت بدل کر ابو عبد الملک کر دی۔ محمد بن عمرو انت مسلمہ کے عالم اور فقہر شمار ہوتے تھے۔ انھوں نے اپنے والد اور بعض صحابہ سے بھی روایت کی ہے اور خود ان سے کئی فقہائے مدینہ نے روایت کی ہے اور جناب محمد بن عمرو ۳۳ ہجری میں یزید کے عہد میں ایام حرہ میں قتل کیے گئے۔

مدائنی لکھتا ہے کہ ایک شامی نے خواب میں دیکھا کہ وہ لڑائی میں محمد نامی ایک شخص کو قتل کرے گا اور داخل جہنم ہوگا۔ جب یزید نے مدینے پر حملے کے لیے لشکر روانہ کیا تو اس آدمی کو بھی اس سپاہ میں شامل کر دیا۔ یہ شخص بھی لشکر کے ساتھ مدینے پہنچ گیا۔ مگر خواب کے ڈر سے لڑائی میں حصہ نہ لیا۔ جب لڑائی ختم ہوئی تو مقتولین میں گھومتا پھرتا تھا کہ اس کی نگاہ محمد بن عمرو پر پڑی۔ جو زخمی ہو چکے تھے۔ محمد نے شامی کو برا بھلا کہا اور اس نے طیش میں جناب محمد کو قتل کر دیا۔ پھر اسے اپنا خواب یاد آیا چنانچہ مدینے کا ایک آدمی ساتھ لے کر پھر سے مقتولین

میں گھومنے لگا۔ جب مدنی نے جناب محمد کو مقتولین میں دیکھا۔ تو اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور کہا کہ جس نے اس شخص کو قتل کیا ہے۔ وہ ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔ شامی نے پوچھا۔ یہ کون ہے، مدنی نے جواب دیا۔ یہ محمد بن عمرو ہیں۔ قریب تھا کہ شامی و فور غم سے مرجائے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن عمرو (رضی اللہ عنہ)

بن عاص؛ ان کا نسب ہم ان کے والد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ عدوی کا قول ہے کہ انھیں رسول کریم کی صحبت میں آئی۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو یہ جوان تھے۔ واقدی لکھتا ہے کہ محمد بن عمرو بن عاص جنگ صفین میں موجود تھے۔ انھوں نے لڑائی میں حصہ لیا، لیکن ان کے بھائی عبداللہ شریک نہ ہوئے۔ یہی رائے زبیر کی ہے۔ محمد بن عمرو بے اولاد مرے؛ زہری لکھتا ہے کہ جناب محمد نے میدان جنگ میں اپنی بہادری کے خوب خوب جوہر دکھائے اور ذیل کے اشعار کہے۔

(۱) اگر جنگِ جل؛ صفین کے میدانِ جنگ میں کسی دن میرے مقام اور طریقِ جنگ کا مشاہدہ کرتی۔ تو دشت سے اس کے بال سفید ہو جاتے۔

(۲) جس دن اہل عراق ہم پر حملہ آور ہوئے۔ یوں معلوم ہوتا تھا، گویا سمندر میں طوفان اٹھا ہے کہ جس کی موجیں اوپر نیچے تہ در تہ ہیں۔

(۳) اور ہم یوں ان کی طرف بڑھے، گویا ہمارے بہادروں کی صفیں کالی گھٹائیں تھیں۔ جنھیں جنوب کی ہواؤں نے ہلکا کر دیا ہے۔

(۴) عراقیوں نے ہم سے کہا، ہماری رائے ہے، کہ تم حضرت علیؑ سے بیعت کر لو۔ ہم نے کہا۔ ہماری رائے یہ ہے، کہ تم ہم سے لڑو۔

(۵) ان کے تیر اندازوں نے ہم پر تیروں کی بوچھاڑ کر دی اور ہم نے تلواریں ہاتھوں میں لیں اور ان پر لوٹ پڑے۔

(۶) جب ہم نے ان سے کہا۔ کہ بھاگ جاؤ، تو ان کی سپاہ کے دستے سامنے آ گئے اور مقابلے میں ڈٹ گئے۔

(۷) نہ تو عراقیوں نے پیٹھ پھیری تاکہ بھاگ جائیں اور ہم بھی ان کی طرح مقابلہ کر رہے تھے اور تلواریں چلا رہے تھے۔

تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن عمیر (رضی اللہ عنہ)۔

بن عطار و ان کا ذکر صحابہ میں ہوا ہے لیکن نہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت ثابت ہے نہ زیارت۔ یہ صاحب اپنے زمانے میں اہل کوفہ کے سردار تھے جن دنوں یہ آذربائیجان کے حاکم تھے۔ تو ہزار گھوڑوں پر سوار، ہزار آدمیوں نے حملہ کیا، جن میں اہل کوفہ بھی تھے۔ حماد بن سلمہ نے ابو عمران جونی سے اس نے محمد بن عمیر بن عطار سے روایت کی کہ حضور اکرم اپنے بعض اصحاب کی محفل میں تشریف فرما تھے کہ جبریل نازل ہوئے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیٹھ میں انگلی چبھوئی اور جبریل ایک درخت کی طرف چل دیے جس میں پرندوں کے گھونسلے کی طرح دو نشست گاہیں تھیں، ایک میں جبریل خود بیٹھ گئے اور دوسرے میں حضور اکرم کو بٹھا دیا۔ اس پر انھیں نور نے ڈھانپ لیا، چنانچہ جبریل بیہوش ہو کر گر پڑے حضور کو خیال آیا کہ جبریل کے دل میں مجھ سے زیادہ اللہ کا ڈر ہے۔ اس اثنا میں مجھ پر خدا کی طرف سے القا ہوا، ”آیات نبی اور اللہ کے بندے ہو۔ یا نبی اور فرشتے اور جنت کے والی ہو“ جبریل علیہ السلام نے مجھے اشارے سے سمجھایا کہ آپ انکسار کا اظہار کریں۔ چنانچہ میں نے کہا کہ میں نبی اور بندہ ہوں۔ ابو عمران جونی کو ایک سے زیادہ صحابہ کی صحبت اور روایت کا اتفاق ہوا۔ جن میں انسؓ اور جندبؓ شامل ہیں۔ ابن مندہ اور ابوالغیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن ابی عمیر المزنی (رضی اللہ عنہ)

انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں آئی۔ ان کا شمار شامیوں میں ہوتا ہے۔ ان سے جیسرون بن نفیر نے روایت کی۔

یہیں یحییٰ بن محمود نے باسنادہ جو ابن ابی عاصم تک پہنچتا ہے۔ کنا بنہ بتایا، اسے دجیم نے اسے ولید بن سلم نے ثور بن یزید سے، اس نے خالد بن معدان سے۔ اس نے جمیر بن نفیر سے اس نے محمد بن عمیر سے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ روایت کی۔ آپ نے فرمایا۔ اگر کوئی آدمی پیدا ہوتے ہی اللہ کی عبادت میں سجدہ رہتا ہو جائے اور مرتے دم تک اسی حالت میں پڑا رہے، تو قیامت کے دن جب اسے اس کا اجر و ثواب ملے گا، تو اس عمر بھر کی عبادت کو کمتر خیال کرے گا۔ اور اس کی خواہش ہوگی کہ کاش اسے عبادت کا اور موقع ملتا۔

ابن ابی عاصم نے اس کو اسی طرح موقوفاً روایت کیا ہے اور یحییٰ بن سعد نے خالد بن معدان سے روایت

کی ہے اور کہا ہے، کہ عتبہ بن عبد نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی طرح روایت کی ہے۔ اس کی تخریج ابن مندہ اور ابوالنعیم نے کی ہے۔ عمیرہ بن فتح عین و کسریم ہے۔

(سیدنا) محمد بن فضالہ (رحمۃ اللہ علیہ)

بن انس، ایک روایت میں محمد بن انس بن فضالہ ہے اور ہم اس نام پر محمد بن انس کے تحت بحث کر چکے ہیں۔ ابوالنعیم نے اس کی اسی طرح تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن قیس الاشعری (رحمۃ اللہ علیہ)

ابوموسیٰ اشعری کے بھائی تھے۔ ہم ان کا نسب ابوموسیٰ کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ طلحہ بن یحییٰ نے ابی بردہ سے اس نے ابن ابی موسیٰ سے اس نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں اور تیرا بھائی بذریعہ سمندر (یعنی سے) مکے پہنچے اور میرے ساتھ ابو بردہ بن قیس، ابو عامر بن قیس، ابو رہم بن قیس اور محمد بن قیس کے علاوہ پچاس آدمی قبیلہ اشعری کے اور چھ افراد قبیلہ عکب کے تھے۔ چنانچہ ہم پھر سمندر کے راستے سے مدینہ پہنچے۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا لوگوں نے ایک ہجرت کی ہے اور تم نے دو ہجرتیں کی ہیں۔

ابن ابی بردہ نے اپنے بزرگوں سے اسی طرح روایت کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم روانہ ہوئے اور میرے ساتھ میرے بھائی تھے۔ انھوں نے محمد بن قیس کا ذکر نہیں کیا۔ ابو مندہ اور ابوالنعیم کی تخریج بھی ہے، لیکن ابوالنعیم کہتا ہے کہ یہ فاش غلطی ہے۔

ابو کرمؐ نے ابو اسامہ سے اس نے بزید سے اس نے ابو بردہ سے اس نے ابوموسیٰ سے روایت کی، کہ ہم یمن سے روانہ ہوئے اور ہم تین بھائیوں کے علاوہ ہمارے اپنے قبیلے کے پچاس سے کچھ زیادہ افراد ساتھ تھے ہمارا جہاز ہمیں حبشہ میں لے آیا، جہاں نجاشی حکمران تھا اور جعفر طیار اور ان کے ساتھی وہیں ٹھہرے ہوئے تھے۔ وہاں سے ہم سب جہاز میں سوار ہو کر خیبر میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ خیبر فتح ہو چکا تھا۔ جب مال غنیمت کی تقسیم ہوئی تو آپؐ نے اس معرکے سے غیر حاضر ہونے والوں میں سے کسی اور کو، سوائے جعفر طیار اور ان کے رفیقان سفر کے کچھ عطا نہیں فرمایا۔ نیز ارشاد کیا کہ تم نے لوگوں کی ایک ہجرت کے مقابلے میں دو ہجرتیں کی ہیں۔ ایک ہجرت نجاشی تک اور دوسری وہاں سے مجھ تک۔

روایت ماقبل میں فاش غلطی یہ ہے کہ یہ حضرات حبشہ سے مکے گئے اور اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ

حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ غزوہ خیبر ہی کے دن پہنچے تھے۔

(سیدنا) **محمد بن قیس** (رضی اللہ عنہ)

بن مخزمہ بن مطلب بن عبد المناف بن قیس: عبد اللہ بن محمد بن عبد العزیزؓ لکھتے ہیں کہ میں نے ابن ابی داؤد کی کتاب میں جو صحابہ کے بارے میں ہے دیکھا کہ مصنف نے محمد بن قیس بن مخزمہ کا شمار صحابہ میں کیا ہے۔ حالانکہ میں نہیں سمجھتا کہ اُس نے حضور اکرمؐ سے کوئی حدیث سنی ہے۔

احمد بن عبد اللہ بن یونس نے ثوری سے اس نے عبد اللہ بن مؤمل سے۔ اُس نے محمد بن عباد بن جعفر سے اس نے محمد بن قیس بن مخزمہ سے سنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص حرمین میں فوت ہوا وہ قیامت کے دن امن و امان میں اُٹھے گا۔ غریابی نے ثوری سے۔ اُس نے محمد بن قیس بن مخزمہ سے اور انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ ابو احمد سکری نے قیس بن مخزمہ کے ترجمے میں لکھا ہے کہ ان کے دونوں بیٹے محمد اور عبد اللہ جو ابھی بچے تھے وہ والد کے ساتھ ہو لیے تھے اور جس حدیث کا ہم نے ذکر کیا ہے۔ محمد بن قیس کی زبانی روایت کی ہے۔

(سیدنا) **محمد بن کعب** (رضی اللہ عنہ)

بن مالک الانصاری: ہم ان کا نسب ان کے والد کے ترجمے میں اس حدیث کے سلسلے میں جو ابو امامہ ثعلبہ بن ثعلبہ سے مروی ہے، لکھ آئے ہیں۔

عکرمہ بن عمار نے طارق بن قاسم بن عبد الرحمن سے، انھوں نے عبد اللہ بن کعب بن مالک سے انھوں نے ابو امامہ سے روایت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس شخص نے دوسرے کا مال اپنے قبضہ میں لینے کے لیے چھوٹی قسم کھائی اور اس میں سے کوئی چیز اپنے دائیں ہاتھ سے اٹھالی، تو جنت اس آدمی سے ہیزا ہو گئی اور جہنم کی آگ اس کے لیے ضروری ہو گئی۔ اس پر تیرے بھائی محمد بن کعب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ یا رسول اللہ! معمولی چیز ہو جب بھی؟ پس آپ نے پیلو کے درخت کی چھوٹی سی ٹہنی (جو حضور نے دوا نگلیوں میں پکڑی ہوئی تھی) کو پھیرا اور فرمایا۔ ہاں خواہ وہ اتنی سی لکڑی ہی کیوں نہ ہو۔

اور نصر بن محمد جرہشی نے عکرمہ سے روایت کی ہے اور محمد کے قول کا اس نے ذکر نہیں کیا اور عبد بن کعب بن مالک نے اپنے بھائی عبد اللہ بن کعب سے۔ انھوں نے ابو امامہ بن ثعلبہ سے روایت کی کہ ایک آدمی نے پوچھا۔ یا رسول اللہ! خواہ معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو؟ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں

کہ اس حدیث میں محمد کا ذکر فاش غلطی ہے۔ نضر الجرشنی نے یہ حدیث نقل کی ہے۔ مگر محمد کا نام نہیں لیا۔ اور معبد نے اپنے بھائی عبداللہ سے اس نے ابو امامہ سے روایت کی، اور محمد کا ذکر نہیں کیا اور وہ روایت صحیح ہے جس میں محمد بن کعب کا ذکر بایں انداز ہے کہ انھوں نے اپنے بھائی عبداللہ بن کعب سے اور انھوں نے ابو امامہ سے روایت کی۔ اسی طرح ولید بن کثیر نے محمد بن کعب سے اور انھوں نے اپنے بھائی سے روایت کی۔ جیسا ہم بیان کر آئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) محمد بن محمود (رضی اللہ عنہ)

عبدان بن مروزی نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے اور نیز انھیں حضور اکرمؐ سے شرف سماع حاصل ہوا، اور ابوسعید الاشج نے ابو خالد سے۔ انھوں نے یحییٰ بن سعید سے انہوں نے محمد بن محمود سے سنا کہ رسول کریمؐ نے ایک اندھے کو وضو کرتے دیکھا جب وہ اپنے ہاتھ اور منہ دھو چکا تو آپؐ نے اسے فرمایا کہ پاؤں کے تلووں کو بھی اچھی طرح دھو۔ چنانچہ اس نے تعمیل ارشاد میں پاؤں کو اچھی طرح دھویا۔

عبدان کہتے ہیں کہ ہمیں حسن بن ابی امیہ اور ابو موسیٰ نے بتایا کہ ہمیں ابن نمیر نے۔ انھوں نے یحییٰ سے اسی طرح سنا۔ ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ محمد بن محمود بن عبداللہ بن مسلمہ نے میرے بھائی محمد بن مسلمہ سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی اور ان سے ان کے بیٹے سلیمان نے روایت کی۔ اور یحییٰ بن سعید نے محمد بن محمود سے روایت کی۔ ابو موسیٰ نے تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن مخلد (رضی اللہ عنہ)

بن سحیم بن مستور بن عامر بن عدی بن کعب بن نضله: یہ صحابی فتح مکہ میں موجود تھے۔ ابو موسیٰ نے اختصاراً اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن مسلمہ (رضی اللہ عنہ)

بن خالد بن عدی بن مجدعہ بن حارث بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس الانصاری اوسی، حارثی، یہ بنو عبدالاشہل کے حلیف تھے، اور کنیت عبدالرحمن تھی۔ ایک روایت میں ابو عبداللہ مذکور ہے۔ سولے تھوک کے تمام غزوات میں شریک ہوئے۔ ان کی وفات مدینہ میں ہوئی۔ وہ مدینہ کو چھوڑ کر کہیں نہ جاسکے۔

عبید اللہ بن احمد نے باسنادہ یونس بن بکیر سے، انھوں نے ابن اسحاق سے انصار کے قبیلے بنو عبدالاشہل سے ان لوگوں کے ناموں کے سلسلے میں جو بدر میں موجود تھے بتایا کہ ان کے حلیفوں میں محمد بن مسلمہ بھی تھے۔ جن کا

تعلق بنو ماریہ سے تھا۔ یہ محمد بن مسلمہ ان لوگوں میں شامل تھے، جنہوں نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا تھا۔ بعض عزرات کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مدینے کی امارت تفویض فرمائی۔ ایک روایت کے رو سے اس غزوے کا نام قرقرۃ الکدر، اور ایک دوسری روایت کے مطابق غزوہ تبوک تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں اپنے دور خلافت میں جہینہ قبیلے سے وصولی زکات کے لیے مقرر کیا تھا۔ نیز وہ اس دور میں تمام عمال حکومت کے حاکم اعلیٰ تھے۔ جب کبھی کسی عامل کے خلاف دربار خلافت میں شکایات موصول ہوتیں۔ خلیفہ تحقیق احوال کے لیے انہیں روانہ کرتے تھے۔ نیز چونکہ خلیفہ کو ان پر اعتماد تھا۔ اس لیے سرکاری محاصل کی وصولی کے لیے بھی انہی کو بھیجا جاتا۔

جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل کے بعد اُمت محمدیہ بجران کا شکار ہو گئی۔ تو انہوں نے گوش نشینی اختیار کر لی اور لکڑی کی تلوار سنبھال لی۔ کہتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی حکم دیا تھا۔

یہیں عبداللہ بن احمد طوسی نے، انہیں جعفر بن احمد قادری نے، انہیں عبید اللہ ابن عمر بن شایبہ نے، انہیں عبداللہ بن ابراہیم بن ماشی نے، انہیں حسین بن علویہ قطان نے، انہیں سعید بن عیسیٰ نے، انہیں طاہر بن حماد نے، انہیں سفیان ثوری نے، انہیں سلیمان احول نے، انہیں طاؤس نے بتایا کہ جناب محمد بن مسلمہ نے بتایا کہ رسول کریم نے مجھے ایک تلوار دے کر فرمایا کہ اس سے مشرکین کے خلاف جنگ کر دو اور جب مسلمانوں میں باہم اختلاف پیدا ہو جائے، تو اسے پتھر پر مار کر توڑ دو اور گھر کی چٹائی بن جاؤ۔ چنانچہ وہ اس دور کے جھگڑوں سے علیحدہ ہو گئے سعد بن ابی وقاص۔ اسامہ بن زید، عبداللہ بن عمر وغیرہ کئی لوگ غانہ نشین ہو گئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ مرحب یہودی کو انہی نے قتل کیا تھا، لیکن اہل سیر اور مورخین نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مرحب کا قاتل لکھا ہے اور یہی درست ہے۔ حذیفہ بن یمان کہتے ہیں کہ محمد بن مسلمہ ایسے آدمی ہیں، جنہیں اس بجران سے کوئی نقصان نہیں پہنچا۔

راوی بیان کرتا ہے، کہ ہم بمقام زندہ آئے، وہاں ایک خیمے میں ہم نے محمد بن مسلمہ کو دیکھا۔ ہم نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہم ان کے شہروں میں سے کوئی چیز نہیں لیتے۔ جب تک اس کی حقیقت بالکل واضح نہ ہو جائے۔

ان کی وفات مدینہ میں ۶۴ یا ۶۵ ہجری میں ہوئی۔ کہتے ہیں کہ ان کی عمر ۷۰ برس تھی۔ ان کا رنگ سفید و سرخ قد لمبا اور سر کے بال اڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے دس لڑکے اور سات لڑکیاں اپنی یادگار چھوڑیں۔ تینوں نے اہل

کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد ابو مہند المزنی (رضی اللہ عنہ)

مطین نے الوجدان میں ان کا ذکر کیا ہے۔ نصر بن مزاحم نے عمر الاعرج المزنی سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو شخص کسی کو دو درغہ قرض دیتا ہے۔ اسے اتنا ثواب ملتا ہے جتنا کہ وہ ایک دفعہ صدقہ کرے۔ ابو نعیم کہتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ان کی صحبت ثابت نہیں۔

(سیدنا) محمد بن نبیط بن جابر (رضی اللہ عنہ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ان کا نام محمد رکھا اور گھٹی دی۔ یہ ابن القلاح کا بیان ہے۔ ابو موسیٰ نے مختصراً اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن فضل الاسدی (رضی اللہ عنہ)

ہم ان کا نسب ان کے بھائی خزرج کے تہجم میں بیان کر آئے ہیں۔ دونوں ہجرت کر کے مدینہ آ گئے تھے اور ان کے والد فضل انصار کے حلیف تھے۔ ابن اسحاق نے دونوں بھائیوں کی ہجرت کی تصدیق کی ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن ہشام (رضی اللہ عنہ)

ان کا شمار اہل مدینہ سے ہوتا ہے۔ ان کا نام صحابہ میں لیا جاتا ہے، لیکن غیر معروف آدمی ہیں۔ قاضی ابوالاحمد نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ مدنی ہیں اور غیر معروف۔ ان سے مروی حدیث کی لیث نے تصدیق نہیں کی ابن الہاد نے صفوان بن نافع سے انھوں نے محمد بن ہشام سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری باہمی گفتگو امانت ہوتی ہے، اس لیے مومن کیلئے یہ حلال نہیں۔ کہ وہ اپنے بھائی سے بری بات منسوب کرے۔ علی بن المدینی سے کسی نے ان کے بارے میں دریافت کیا۔ انھوں نے کہا غیر معروف ہے۔ میں اسے نہیں جانتا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن ہلال بن معلیٰ (رضی اللہ عنہ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام رکھا۔ فتح مکہ کے موقع پر موجود تھے۔ ابو موسیٰ نے مختصراً اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن یغذیزویہ (رضی اللہ عنہ)

کہتے ہیں ان کا نام یغذوان تھا۔ حضور نے ان کا نام محمد رکھا۔ ایک روایت کے مطابق ان کا نام یغذوان تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام محمد رکھ دیا۔ ابواسحاق بن یاسین نے ان کا تذکرہ اپنی کتاب تاریخ الہرات میں ان صحابہ کے ساتھ کیا ہے۔ جو کسی نہ کسی طرح ہرات آگئے تھے۔

ابواسحاق ابراہیم بن علی بالویہ الزنجانی بہراہ سے انھوں نے محمد بن مردان شاہ زنجانی سے (جسے وہ قابل اعتماد خیال کرتے ہیں اور اس باب میں ان سے ۱۶۹ آدمی متفق ہیں) انھوں نے احمد بن عبدۃ البحر جاتی سے، انھوں نے یغذوان بن یغذیزویہ الہروی سے روایت کی کہ میں نے شرک کی حالت میں رسول اکرم کے ساتھ جنگ کی۔ پھر میں اسلام لے آیا۔ اور آپ نے میرا نام محمد رکھا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جب دعائیں کم ہو جاتی ہیں تو آسمانی بلاؤں کا نزول شروع ہو جاتا ہے۔ جب بادشاہ ظالم ہو تو بارش رک جاتی ہے۔ جب باہمی خیانت کی گرم بازاری ہو تو حکومت کفار کو مل جاتی ہے۔ جب زکوٰۃ ادا نہ کی جائے تو مویشی مرنا شروع ہو جاتے ہیں اور جب زنا کا دور دورہ ہو تو بھوپچال آنے لگ جاتے ہیں اور جب جھوٹی شہادتوں کا زور شور ہو۔ تو طاعون پھیل جاتا ہے۔

نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ علم بمومن کا دوست ہے عقل اس کی راہ نام ہے۔ عقل اس کا مددگار اور تواضع اس کے لشکر کی کماندار ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمد بن غنیمت غنیمت (رضی اللہ عنہ)

ابو حفص بن شاہین نے ان کا شمار صحابہ میں کیا ہے۔ سلام بن ابی الصہبانی نے ثابت سے روایت کی، ایک سال میں حج کو گیا، اور ایک ایسے حلقے میں جا پہنچا۔ جس میں دو ایسے آدمی بیٹھے تھے، جو حضور اکرم کی صحبت میں بیٹھ چکے تھے، وہ دونوں بھائی تھے۔ ان میں ایک کا نام محمد تھا اور وہ دونوں "وسواس" پر تبادلہ خیال کر رہے تھے وہ کہنے لگے۔ اتنے میں رسول کریم تشریف لے آئے، حضور نے دریافت فرمایا۔ کس بات پر بحث کر رہے ہو۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہم وسواس کے بارے میں گفتگو کر رہے ہیں۔ بخدا اگر ہم سے ایک، آسمان سے زمین پر گر پڑے، تو ہمیں یہ اس سے کہیں بہتر معلوم ہوتا ہے، کہ ہم اپنے توہمات کا ذکر ہی کریں۔ آپ نے دریافت کیا۔ کیا ہمیں ایسی صورتحال پیش آئی ہے۔ انھوں نے کہا۔ ہاں یا رسول اللہ! آپ نے فرمایا۔ یہ خالص ایمان ہے۔ اس پر جناب ثابت نے تمنا کی کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس شخص سے بچائے رکھے۔ اس پر ان دونوں

بجائیوں نے مجھے یہ کہہ کر جھڑکا، کہ ہم تمہیں رسول کریم کی حدیث سنا رہے ہیں اور تم کہتے ہو کہ اللہ تمہیں اس سے پہلے ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمود بن ربیع (رضی اللہ عنہ)

بن سراقۃ الانصاری الخزرجی کہتے ہیں کہ ان کا تعلق بنو حارث بن خزرج سے تھا۔ بعض کہتے ہیں کہ بنو سالم بن عوف سے، ایک روایت یہ بھی ہے کہ ان کا تعلق بنو عبد الاشہل سے تھا۔ اس بنا پر وہ اوسی ہوئے۔ ان کی کنیت ابو نعیم اور ایک روایت کے مطابق ابو محمد تھی۔ اور ان کا شمار اہل مدینہ میں ہوتا ہے اور انھوں نے اس ڈول سے، جس میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا لعاب دہن پانی میں ملا کر اس پانی کو ان کے کنویں میں انڈیلا دیا تھا، گھونٹ بھر پانی اپنے لیے علیحدہ کر لیا تھا۔ حالانکہ اس وقت ان کی عمر چار یا پانچ سال کی تھی۔ ان سے انس بن مالک، زہری اور رجا بن حیات نے روایت کی ہے۔ انھوں نے ۹۹ یا ۹۶ ہجری میں وفات پائی۔ تینوں نے اسکی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمود بن ربیع (رضی اللہ عنہ)

ان کا تعلق انصار سے ہے اور مندرجہ ذیل حدیث، جو ان سے مروی ہے، کا مخزج اہل مصر اور اہل خراسان تھے، کاتئی المرأة الذی لا یودی: ابو عمر نے اختصار اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمود بن عمر بن سعد (رضی اللہ عنہ)

عبدان نے ان کا یہی نام لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نقل کی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ خداوند تعالیٰ نے میری اُمت میں سے تین لاکھ کی مغفرت کا وعدہ کیا ہے۔ حضرت ابو بکر نے عرض کیا یا رسول اللہ اس تعداد کو بڑھائیے۔ اس کے اسناد میں اختلاف ہے، سعید بن بشر نے قتادہ سے انھوں نے ابو بکر بن انس سے انھوں نے محمود بن عمیر سے ۲۔ ممر نے قتادہ سے انھوں نے انس سے یا نفر بن انس سے اور انہوں نے انس سے ۳۔ معاذ بن ہشام نے اپنے باپ سے انہوں نے قتادہ سے انھوں نے ابو بکر بن عمیر سے، انھوں نے اپنے باپ سے ۴۔ ثابت نے ابو یزید سے اور انہوں نے عمر یا عامر بن عمیر سے، انھوں نے ابو بکر بن عمیر سے۔ ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمود بن عمیر (رضی اللہ عنہ)

بن سعد الانصاری، ان سے حدیث ابو بکر بن انس نے روایت کی۔ سعید بن بشر نے قتادہ سے، انھوں نے ابو بکر بن انس سے انھوں نے محمود بن عمیر سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ کیا ہے کہ میرے خاندان سے تین لاکھ کو جنت عطا کرے گا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا۔ اس تعداد

کو بڑھا دیجئے۔ آپ نے ہاتھ اٹھا کر فرمایا، اتنے؟ (یعنی پانچ لاکھ) حضرت ابو بکر نے پھر درخواست کی، یا رسول اللہ! ان کے بعد میں اور اضافہ فرمائیے۔ آپ نے دونوں ہاتھ اٹھا دیے۔ فرمایا، کیا اتنے؟ حضرت ابو بکر نے پھر عرض کیا، یا رسول اللہ! اضافہ فرمادیجئے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بول پڑے۔ کہنے لگے۔ ابو بکر بس بھی کرو، یہی کافی ہے۔ اگر اللہ چاہے تو کسی ایک فعل کے بدلے میں جتنی تعداد کو چاہے جنت میں داخل کر دے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، عمر نے ٹھیک کہا ہے۔ ابن منذہ اور ابو نعیم نے اس کی تخریج کی ہے۔ یہ وہی نام ہے جس کی تخریج ابو موسیٰ نے اس سے پہلے ترجمے میں کی ہے اور انھوں نے محمود بن عمرو لکھا ہے اور اس کے اسناد میں راویوں کے اختلاف کو ہم بیان کر آئے ہیں۔ اعادے کی ضرورت نہیں۔

(سیدنا) محمود بن لبید (رضی اللہ عنہ)

بن رافع بن امرؤ القیس بن زید بن عبدالاشہل الانصاری اوسی اشہلی، یہ حضور اکرم کے عہد میں پیدا ہوئے مدینے میں سکونت اختیار کی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی احادیث روایت کیں۔ ان میں وہ حدیث بھی ہے جو عمارہ بن غزیہ نے عاصم بن عمر سے انھوں نے محمود بن لبید سے روایت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کی دنیا میں حفاظت کرنا چاہتا ہے تو اس کی اس طرح حفاظت فرماتا ہے۔ جس طرح تم اپنے مریض کی حفاظت کرتے ہو۔

امام احمد بن حنبل، ابن ابی خلیثمہ، ابراہیم بن منذر، یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر سے مروی ہے کہ یہ صاحب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے اور امام بخاری نے ان کا ذکر محمود بن ربیع کے بعد کیا ہے اور ابن ابی حاتم کا قول ہے کہ انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں آئی۔ ابن ابی حاتم لکھتے ہیں کہ میرے والد ان کی صحبت کے قائل نہ تھے۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ امام بخاری کی رائے بہتر ہے، کیونکہ جو احادیث ان سے مروی ہیں۔ وہ اس کی واضح شہادت ہیں، اس لیے انھیں صحابہ میں شمار کرنا چاہیے۔ نیز وہ محمود بن ربیع سے عمر میں بڑے ہیں۔ امام مسلم نے انھیں تابعین کے طبقہ دوم میں شمار کیا ہے۔ انہوں نے کوئی کام نہیں کیا اور ان سے کوئی ایسی روایت نہیں سنی گئی۔ جو دوسرے صحابہ میں نہیں سنی گئی۔ محمد بن لبید علامہ سے تھے۔ انھوں نے عبداللہ بن عباس سے روایت کی اور انھوں نے ۹۶ ہجری میں وفات پائی۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمود بن مسلم الانصاری (رضی اللہ عنہ)

ہم نے ان کا نسب ان کے بھائی محمد کے ترجمے میں بیان کر دیا ہے۔ جناب محمود غزوہ احد خندق اور خیبر

میں موجود تھے۔ اور اسی غزوے میں ان کی شہادت ہوئی۔

خیبر کے قلعہ جات میں سے 'ناعم' سب سے پہلے فتح ہوا اور اسی قلعے کے پاس جناب محمود شہید ہوئے۔ ان کے سر پر چکی کا پتھر لڑھکایا گیا تھا۔ جس سے وہ مر گئے تھے۔

یہیں یونس بن بکر نے حسین بن واقد المرزبی سے، انھوں نے عبداللہ بن بریدہ سے روایت کی کہ خیبر کے دن سب سے پہلے علم حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو دیا گیا۔ انھوں نے پوری کوشش کی، لیکن سب سے مضبوط قلعہ فتح نہ ہو سکا۔ دوسرے دن علم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو دیا گیا، لیکن وہ بھی کامیاب نہ ہو سکے۔

محمود بن مسلمہ قتل ہو گئے تھے کہتے ہیں کہ جب ان پر چکی کا پتھر لڑھکایا گیا۔ تو لہتے کی کھال اُدھر کڑیچے آگئی چنانچہ وہ اس حالت میں تین دن کے بعد فوت ہو گئے۔ یہ بھری کا چھٹا سال تھا۔ انھیں اور عامر بن ربیع کو بروایت ابونعیم ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا۔ تینوں نے ان کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) محمول (رضی اللہ عنہ)

یہ انصاری ہیں۔ اس کی تخریج ابوموسیٰ نے کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جعفر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ صفوان بن سلیم نے محمول الانصاری سے روایت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے شرک کی قسم کھائی اور پھر گناہ کا ارتکاب کیا۔ گویا اس نے شرک کیا۔ اسی طرح جس نے کفر کی قسم کھائی اور پھر مرتکب گناہ ہوا۔ گویا اس نے کفر کیا۔

(سیدنا) محمبہ بن جزمہ (رضی اللہ عنہ)

بن عبدلیغوث بن حوٹج بن عمرو بن زبید الاصغر الزبیدی: کلبی لکھتے ہیں کہ وہ بنو حجاج کے حلیف تھے۔ ایک روایت ہے کہ بنو سہم کے حلیف تھے۔ ابونعیم لکھتے ہیں کہ جناب محمبہ عبداللہ بن حارث بن جزمہ الزبیدی کے چچا تھے قدیم الاسلام ہیں اور جن لوگوں نے حبشہ میں ہجرت کی تھی۔ ان میں شامل تھے اور عرصے تک وہاں مقیم رہے اور مرلیس پہلی جنگ ہے، جس میں وہ شریک ہوئے تھے۔ اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں خسر کا عامل مقرر فرمایا تھا۔

عبدالمطلب بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب سے مروی ہے کہ ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب حج ہوئے۔ میں اپنے باپ کے ساتھ اور فضل اپنے باپ کے ساتھ تھے۔ اول الذکر میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ کیوں نہ ہم ان دو کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روانہ کریں تاکہ آپ ان دونوں کو صدقات

کی وصولی کرنے پر متعین فرمادیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا کہ حمیہ کو بلا لاؤ، وہ صدقات کی وصولی پر متعین تھے۔ حضور اکرم نے فرمایا۔ ان دونوں سے ان کی بیویوں کے مہر وصول کرو۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مجیصہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن کعب بن عامر بن عدی بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خندرج بن عمرو بن مالک بن اوس الانصاری، الاوسی، حارثی، ان کی کنیت ابو سعید تھی۔ مدنی تھے۔ حضور اکرم نے انہیں فدک کے پاس اشاعت اسلام کے لیے روانہ کیا۔ غزوہ اُحدا خندق اور بعد کے غزوات میں شامل رہے۔ وہ حلیصہ بن مسعود کے بھائی تھے، اور بھائی سے عمر میں چھوٹے تھے اور اپنے بھائی حلیصہ سے پہلے ایمان لائے تھے۔ کیونکہ وہ ہجرت سے پہلے مسلمان ہوئے تھے۔ اور حلیصہ نے ان کے ہاتھ پر اسلام قبول کیا تھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ابن سبینہ یہودی کے قتل کا حکم دیا، تو جناب مجیصہ نے اس بدگو یہودی پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ حالانکہ ان کا آپس میں میل ملاپ تھا اور باہمی قول قرار تھا۔ حلیصہ ابھی تک مشرف بالاسلام نہیں ہوئے تھے۔ چنانچہ حلیصہ کو بھائی کے اس فعل کا عدد درجہ رنج ہوا اور بھائی کو پٹیا اور کہا، اے دشمن خدا! تو نے اس شخص کو قتل کیا ہے کہ تیرے پیٹ کی آدھی چربی اس کی کرم فرمائی کی ممنون ہے۔ جناب مجیصہ نے جواب دیا۔ مجھے اس کے قتل کا حکم اس ذات نے دیا تھا کہ اگر وہ مجھے تیرے قتل کا حکم دیتی تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔ حلیصہ نے سن کر کہا کہ کیا مذہب سے تیری گردیدگی کا یہ عالم ہے۔ اس پر جناب حلیصہ مسلمان ہو گئے۔

یہیں عبدالوہاب بن علی بن سکینہ نے باسنادہ، ابو داؤد سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں، میں فتنبی نے مالک سے انھوں نے ابن شہاب سے، انھوں نے ابن مجیصہ سے، انھوں نے اپنے باپ سے بیان کیا کہ میرے والد نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حجام کی اجرت کے بارے میں دریافت کیا۔ حضور نے انھیں منع کر دیا، لیکن وہ بار بار پوچھتے رہے اور اجازت مانگتے رہے، آخر کار آپ نے انھیں اس شرط پر اجازت دے دی۔ کہ تو اسے ہر اچھی اور ہر معمولی چیز سے حصہ دے گا۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

باب مہم و خا

(سیدنا) مخارق بن عبد اللہ البجلی (رضی اللہ عنہ)

وہ مغیرہ بن زیاد بن مخارق الموصلی کے دادا تھے۔ ہمیں ابی مسفور بن مکارم بن احمد الموصلی المودب نے باسنادہ ابو زکریا زید بن ایاس سے روایت کی کہ ہمیں مغیرہ بن خضر بن زیاد بن مغیرہ بن زیاد البجلی نے اپنے والد سے، انھوں نے اپنے بزرگوں سے بتایا کہ مخارق بن عبد اللہ، جریر بن عبد اللہ البجلی کے ساتھ فتح ذی الخلصہ میں موجود تھے ابو زکریا کہتے ہیں کہ مغیرہ بن خضر بن زیاد نے اپنے بزرگوں سے روایت کی ہے کہ یہ لوگ ان لوگوں کی معیت میں جو بھیلہ سے آئے تھے۔ کوفہ سے موصل آئے تھے۔

(سیدنا) مخارق بن عبد اللہ شیبانی (رضی اللہ عنہ)

ابو احمد عسکر نے جو قابوس کے والد ہیں بتایا کہ مخارق کا شمار کوفیوں میں ہوتا ہے۔ ان سے ان کے والد کے بغیر اور کسی نے کوئی روایت بیان نہیں کی۔

سہل بن حرب نے قابوس بن مخارق سے اور انھوں نے اپنے والد سے بیان کیا کہ ام الفضل جناب حسن کو اٹھائے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لائیں۔ انھوں نے حضور کے کپڑوں پر پیشاب کر دیا۔ ام الفضل نے حضور کے کپڑوں کو دھونا چاہا۔ تو آپ نے فرمایا کہ لڑکی کا پیشاب دھو دینا چاہیے مگر لڑکے کے پیشاب پر پانی چھڑک دینا چاہیے۔ یہی کافی ہے۔

اس روایت کے اسناد میں بڑا اختلاف ہے۔ بعض لوگوں نے اس طرح روایت کی ہے۔ بعض نے قابوس سے اور انھوں نے ام الفضل سے روایت کی ہے اور درمیان میں مخارق کا نام نہیں لیا۔ سہل کے متعلق بھی کافی اختلاف ہے۔ ان سے یہ حدیث ثابت نہ ہو سکی۔ اس کے علاوہ بھی احادیث ان سے مروی ہیں۔ ان میں بھی کافی گڑبڑ ہے۔ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مندرجہ ذیل حدیث بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں۔ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور گزارش کی۔ یا رسول اللہ! اگر کوئی آدمی میرے پاس آکر مجھ سے میرا مال چھیننا چاہے، تو مجھے کیا کرنا چاہیے۔ تینوں نے تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مخارق الہلالی (رضی اللہ عنہ)

عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ حرب بن قبیصہ بن مخارق الہلالی نے اپنے والد سے انھوں نے اپنے دادا سے

روایت کی ہے کہ ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس سے گزرے۔ انھوں نے اپنی ران نشی کی ہوئی تھی۔ آپ نے فرمایا۔ اسے ڈھانپ لو کہ یہ بھی شرمگاہ کا حکم رکھتی ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

(سیدنا) مختار بن الحمیری (رضی اللہ عنہ)

جو انصار کے حلیف تھے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ ابو عمر نے مختراً ان کا تذکرہ کیا ہے۔

(سیدنا) مخیر بن معاویہ (رضی اللہ عنہ)

جعفر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ہشام بن عمار نے اسماعیل بن عیاش سے، انہوں نے یحییٰ بن جابر الخضر سے انھوں نے اپنے چچا مخیر بن معاویہ سے روایت کی کہ انھوں نے رسول اللہ کو فرماتے سنا کہ نخواست کوئی چیز نہیں۔ ہاں البتہ کبھی کوئی گھوڑا، عورت اور مکان مبارک نکل آتا ہے۔ علی بن حجر اور بن عرفہ نے اسماعیل سے روایت کی اور انھوں نے اپنے چچا حکیم بن معاویہ غیری سے نقل کی۔ ابو موسیٰ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

(سیدنا) مختار بن حارثہ (رضی اللہ عنہ)

ابو بکر بن ابی علی نے ان کا ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ مغازی ابن اسحاق میں ان کا تذکرہ آیا ہے۔ ابو موسیٰ نے اسی طرح مختراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مختار بن ابی عبیدہ (رضی اللہ عنہ)

بن عمر بن عمیر بن عوف بن عقبہ بن غیرہ بن عوف بن ثقیف الثقفی ابواسحاق، ان کے والد جلیل القدر صحابہ سے تھے اور جناب مختار کی پیدائش ہجرت کے سال میں ہوئی۔ انھیں حضور اکرم کی نہ تو صحبت میسر آئی اور نہ انھوں نے کوئی حدیث ہی آپ سے سنی اور ان کی روایات غیر حسن ہیں۔ ان سے شعبی وغیرہ نے روایت کی، لیکن ان کے درمیان تعلقات کی نوعیت کچھ ایسی تھی کہ آخر میں دونوں میں سے کسی ایک کی بات نہیں سنی جاتی تھی۔

مختار حضرت حسین کا بدلہ لینے کے لیے نکل کھڑے ہوئے۔ چنانچہ شیعہ کی ایک بڑی جماعت کوفہ میں ان کے گرد جمع ہو گئی اور کوفہ پر قبضہ کر لیا اور قاتلین حسین رضی اللہ عنہ کو قتل کرنا شروع کر دیا۔ شمر بن ذی الجوشن اور خوئی بن زید الاصحی کو قتل کیا۔ آخر الذکر وہ شخص ہے جس نے حضرت امام کا سر میدان جنگ سے اٹھا کر کوفہ پہنچایا تھا۔ پھر عمر بن سعد بن ابی وقاص کو جو یزیدی لشکر کا کماندار تھا۔ نیز اس کے بیٹے حفص کو اور پھر عبید اللہ بن زیاد کو جو شام میں تھا اور مختار سے لڑنے کے لیے کوفہ پر حملہ آور ہوا تھا۔ قتل کیا۔ مختار نے اشتر النخعی کو ایک لشکر دے کر ابن زیاد کے خلاف بھیجا تھا جس میں ابن زیاد مارا گیا تھا۔ یہ جنگ موصل کے نواح میں ہوئی تھی۔ اسی وجہ سے

مسلمان اس کا بہت احترام کرتے تھے اور وہ اس آزمائش میں بڑا کامیاب رہا تھا۔ ہم نے اس کا ذکر بالتفصیل الکامل فی التاریخ میں بیان کیا ہے۔ وہ عبداللہ بن عمر، ابن عباس اور ابن حنفیہ وغیرہ کی مالی امداد کیا کرتا تھا۔ اور یہ حضرات قبول کر لیتے تھے۔ عبداللہ بن عمر مختار کے بہنوئی تھے۔ ان کی بہن کا نام صفیہ بنت عبید تھا۔ آخر میں مصعب بن زبیر نے بصرہ سے اہل بصرہ کے ایک لشکر اور نیز کوفیوں کے ایک ہجوم کے ساتھ حملہ کیا اور مختار ۶۶ ہجری میں مارا گیا۔ کوفے میں اس کی امارت صرف ڈیڑھ سال تک چل سکی۔ اس نے ستر سٹھ برس کی عمر پائی۔ ابو عمر نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

(سیدنا) مختار بن قیس (رضی اللہ عنہ)

یہ ان ہدایات کے وقت موجود تھے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء حضرمی کے لیے لکھی تھیں۔ جب انھیں بحرین بھیجا تھا۔

(سیدنا) مخزومہ (رضی اللہ عنہ)

ابن ماکولانے ان کا نسب یوں لکھا ہے: مخزومہ بن عدی الجذامی الضبی، جعفر بن کلیل بن وبرہ بن حارثہ بن امیہ بن خبیب نے بیان کیا۔ میں نے عصمہ بن کہیل سے انہوں نے اپنے بزرگوں سے انھوں نے حارثہ بن عدی سے سنا، انھوں نے کہا کہ میں اور میرا بھائی مخزومہ اس وفد میں موجود تھے، جو حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوا اور وہ لشکر جو ہم پر حملہ آور ہوا تھا موجود تھا۔ میں ان کے لشکر سے بولکھیف پہنچی تھی۔ ہم نے اس کے بارے میں حضور اکرم سے شکایت کی۔ حضور اکرم نے فرمایا: تم جاؤ، اور اپنے جانوروں سے جو جانور سائے آئے۔ اسے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرو جو شخص اس ذبیحہ کو کھالے، اسے چھوڑ دو۔ انھوں نے یہ حدیث بیان کی۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مخزش الحزاعی الکلبی (رضی اللہ عنہ)

ہم ان کا ذکر اس سے پہلے مخزش کے ذیل میں بیان کر آئے ہیں۔

(سیدنا) مخزومہ العبدی (رضی اللہ عنہ)

انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کی تھی۔ سماک بن حرب نے سوید بن قیس سے روایت کی کہ میں نے اور مخزومہ العبدی نے بیچنے کے لیے بحر سے (مقام کا نام) کچھ کپڑا خریدا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک شلوار خریدی۔ بعد میں ایک بیچنے والے نے جو وہاں تھا ٹکڑے ٹکڑے کر کے بیچنا شروع کر دیا۔ حضور اکرم نے فرمایا کہ ماپ کر بیچو اور تھوڑا سا زائد کپڑا بھی دے دیا کرو۔ ایوب بن جابر نے سماک سے اور انھوں

تے محرف سے روایت کی یہ اسناد غلط ہے اور درست صورت وہی ہے، جو ثوری اور اسرائیل وغیرہ نے سماک سے اور انھوں نے سدید سے روایت کی۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مخزومہ بن شریح حضرمی (رضی اللہ عنہ)

بنو عبد الشمس کے حلیف تھے۔ ابن وہب نے یونس سے انھوں نے زہری سے انھوں نے سائب بن یزید سے روایت کی کہ مخزومہ بن شریح نے حضور اکرم کے سامنے ذکر کیا اور کہا کہ فلاں آدمی قرآن پر صرف تکیہ ہی نہیں کرتا، بلکہ اس پر عمل بھی کرتا ہے اور وہ جنگ یمامہ میں موجود تھا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور کہا کہ فلاں آدمی قرآن پر صرف تکیہ ہی نہیں کرتا، بلکہ اس پر عمل بھی کرتا ہے۔ اور وہ جنگ یمامہ میں موجود تھا۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مخزومہ بن قاسم (رضی اللہ عنہ)

بن مخزومہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی لگان سے ان کے لیے چالیس وسق غلہ مقرر فرمایا تھا یہ ابن اسحاق کی روایت ہے، لیکن اس نے ان کا نام نہیں لیا۔ بلکہ ان کی روایت میں آیا ہے کہ حضور اکرم نے ابن مخزومہ کو ۲۵ وسق غلہ عطا کیا تھا۔ ہاں ابن اسحاق کے علاوہ اور لوگوں نے ان کے نام کی تصریح کی ہے۔ مثلاً زبیر کا قول ہے کہ حضور نے مخزومہ بن قاسم کو چالیس وسق (۶۰ صاع کا ایک وسق ہوتا ہے) غلہ ارضانی فرمایا تھا اور یہ لا ولد تھے

(سیدنا) مخزومہ بن نوفل (رضی اللہ عنہ)

بن اہیب بن عبد مناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ قرشی الزہری: ان کی والدہ رفیقہ بنت ابی صیفی بن ہاشم بن مناف تھیں، انکی کنیت ابو صفوان یا ابو المسور یا ابو الاسود۔ اول الذکر کنیت کو زیادہ شہرت حاصل تھی۔ وہ مسور بن مخزومہ کے والد تھے اور سعد بن ابی وقاص کے عم زاد۔ یہ ان لوگوں سے تھے، جو بعد از فتح مکہ اسلام لائے تھے اور موافقہ القلوب میں سے تھے، لیکن بعد میں اسلام کی بہتر خدمت کی۔ عمر رسیدہ تھے اور ایام الناس اور بالخصوص قریش کے اہم واقعات انھیں ازبر تھے اور اسی طرح علم الانساب کے ماہر تھے۔ غزوہ حنین میں حضور اکرم کے ساتھ تھے آپ نے انھیں پچاس اونٹ دیے تھے یہ صاحب ان خوش قسمت لوگوں میں شامل تھے۔ جنھوں نے حضرت عمر کے دور خلافت میں حدود حرم کو علیحدہ کرنے کے نشان لگائے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان کے ساتھ ازہر بن عوف سعید بن یزید اور حلیط بن عبد العزی کو بھیجا تھا۔ انہوں نے ۵۴ ہجری میں جب ان کی عمر ایک سو پندرہ برس تھی۔ مدینے میں وفات پائی۔ وہ آخری عمر میں اندھے ہو گئے تھے۔ چونکہ درشت خوش تھے۔ اس لیے حضور اکرم ان

کی درستی سے پہننے کی کوشش فرماتے۔

بہیں عبداللہ بن احمد خطیب نے بتایا، انھیں جعفر السراج القاری نے، انھیں ابو علی محمد بن حسین الجازی نے، انھیں معافی بن زکریا الحریری نے، انھیں حسین بن محمد بن عقیل الانصاری نے انھیں ابو الخطاب زیاد بن یحییٰ الحمائی نے، انھیں حاتم بن وردان نے، انھیں ایوب نے، انھیں عبداللہ بن ابی ملیک نے اور انھیں مسور نے بتایا۔ کہ میں نے حضور اکرم کو چند قبائیں پیش کیں۔ میرے والد نے مجھ سے کہا۔ تو ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے چل، ممکن ہے، وہ ہمیں مال غنیمت سے کچھ مرحمت فرمادیں۔ میرا والد حضور کے حجرے کے دروازے پر آیا، تو آپ نے آواز سن لی۔ باہر تشریف لائے، تو ان کے ہاتھ میں ایک قباحتی۔ میرے والد کو دکھا رہے تھے اور اس کی خوبیاں بیان فرما رہے تھے کہ میں نے تمہارے لیے چھپا رکھی تھی۔

نضر بن شمیم نے بتایا۔ ہمیں ابو عامر الخزار نے ابو یزید المدنی سے، انھوں نے حضرت عائشہ صدیقہ سے سنا، انھوں نے کہا کہ ایک دفعہ محرمہ بن نوفل حضور اکرم سے ملنے آیا۔ جب آپ نے اس کی آواز سنی تو فرمایا، کیسا برا قرابت دار ہے۔ جب وہ حضور کے پاس آیا۔ تو آپ نے اسے قریب بٹھایا اور شفقت فرمائی۔ میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! آپ نے محرمہ کے بارے میں جن خیالات کا اظہار کیا، مگر بعد میں آپ بڑی ملائمت سے پیش آئے۔ فرمایا لے عائشہ بدترین آدمی وہ ہے کہ لوگ جس کی بدبانی سے ڈر کر اس سے ملنا جلنا چھوڑ دیں۔ یقیناً نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مخشی بن حمیر الاشجعی (رضی اللہ عنہ)

انصار میں سے بنو سلمہ کے حلیف تھے۔ منافق تھے اور ان لوگوں میں شامل تھے جنھوں نے مسجد ضرار تعمیر کرائی تھی۔ یہ اس اسلامی لشکر میں جو تبوک گیا تھا۔ شامل تھے اور خود حضور اکرم اور مسلمانوں کے بدترین مخالف تھے۔ بعد میں تائب ہو گئے اور بڑے اچھے طریقے سے تلافی مافات کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ ان کا نام بدل دیا جائے۔ چنانچہ آپ نے بدل کر عبداللہ بن عبدالرحمن کر دیا۔ خود انھوں نے اللہ سے دعا کی کہ شہادت نصیب ہو، اور بعد از وفات انھیں کوئی نہ ڈھونڈ سکے۔ چنانچہ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے اور ان کی میت نہ مل سکی۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔

(سیدنا) مخشی بن وبرہ بن مخشی (رضی اللہ عنہ)

دبرہ بن تجس بھی ایک روایت میں آیا ہے مگر یہی بہتر ہے اور درست ہے۔ رسول اکرم نے انھیں ہمیں میں

الانباء کی طرف بھیجا تھا۔ ابو عمر نے ان کا اختصاراً ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مخلد الغفاری** (رضی اللہ عنہ)

ابن ابی عاصم نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ امام بخاری ان کی صحبت کے قائل ہیں۔ ابو حاتم کہتے ہیں۔ انھیں صحبت میں نہیں ہوئی۔ یحییٰ بن محمود نے کتابہ "باسنادہ ابن ابی عاصم سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں یحییٰ یعقوب بن حمید نے انھیں ابن عیینہ نے، انھیں عمر بن دینار نے، انھیں حسن بن محمد نے انھیں مخلد الغفاری نے بتایا کہ بنو غفار کے تین غلام، جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اپنے دور خلافت میں انہیں ہر سال تین ہزار درہم دیا کرتے تھے۔ عمرو بن دینار کہتے ہیں کہ انھوں نے مخلد الغفاری کو دیکھا تھا۔۔۔ ابو نعیم، ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مخمر بن معاویہ** (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت میں حکیم بن معاویہ ہے۔ علاء بن خارث نے حزام بن حکیم سے، انھوں نے اپنے چچا مخمر سے روایت کی کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس مالخ کے بارے میں جو پیشاب کے بعد بعض اوقات نکلتا ہے دریافت کیا۔ فرمایا یہ مذی ہے، جب ہمیں ایسی حالت پیش آئے تو آٹہ تناسل کو دھو کر نماز کے لیے وضو کر لو۔ اسی طرح مخمر سے منقول ہے، لیکن صحیح نام حکیم بن معاویہ ہے۔ تیئوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ہاں ابو عمر نے ان کا نام مخمر بن معاویہ البہزی تحریر کیا ہے۔ انھوں نے حضور اکرم سے سنا کہ نحوست کوئی چیز نہیں۔

ابو احمد عسکری نے اس کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ مخمر بن معاویہ حیدۃ القشیری نے روایت کی کہ انہیں باسنادہ سلیمان بن سلیم الکنافی نے حکیم بن معاویہ سے انھوں نے اپنے چچا مخمر بن حیدرہ سے بیان کیا۔ کہ انھوں نے حضور اکرم سے سنا کہ نحوست کوئی چیز نہیں۔ البتہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ عورت، مکان یا گھوڑا مبارک ثابت ہوتا ہے۔ ابو عمر لکھتا ہے کہ مجھے اس کی کوئی وجہ معلوم نہیں کہ انھیں بہزی کیوں کہتے ہیں۔

(سیدنا) **مخنف البکری** (رضی اللہ عنہ)

بصری تھے اور ان کی بیٹی سبینہ نے ان سے روایت کی، کہ حضور اکرم نے ان سے فرمایا۔ صلہ رحمی کر، تیری عمر زیادہ ہوگی۔ بھلے کام کر، اس سے تیرے گھر میں بھلائی آئے گی۔ اللہ کو ہر پتھر اور ڈھیلے کے سامنے یاد کر، وہ قیامت میں تیرے حق میں شہادت دیں گے۔ ابن منذہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مخنف بن سلیم (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن عوف بن ثعلبہ بن عامر بن ذہل بن مازن بن ذبیان بن ثعلبہ بن دؤل بن سعدناہ بن غامد الازدی الغامدی، انھیں صحبت یسرائی۔ ان سے ابو رملہ نے روایت کی۔ ان کا نام عامر تھا۔ ان کا شمار کوفیوں میں ہوتا ہے۔ اور کوفہ میں بنو ازد کے نقیب تھے۔ ایک روایت میں وہ بصری تھے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے مخنف کو اصفہان کا حاکم مقرر کیا۔ وہ جنگ صفین میں بھی شریک تھے اور بنو ازد کا علم ان کے پاس تھا اور وہ ان کی اولاد سے تھے۔ ابو مخنف لوط بن سعید بن مخنف بن سلیم مورخ اور سیرت نویس تھے۔

یہیں ابراہیم بن محمد وغیرہ نے اپنے اسناد سے ابو عیسیٰ سے بیان کیا، انھیں احمد بن یسع نے، انھیں روح بن عبادہ نے انھیں ابن عون نے، انھیں ابو رملہ نے مخنف بن سلیم غامدی سے بتایا کہ ہم نے حضور اکرم کے ساتھ عرفات میں وقوف کیا ہوا تھا، کہ حضور کو فرماتے سنا، اے لوگو! ہر سال، ہر گھر پر قربانی اور رجیہ (رجب میں قربانی واجب ہے۔ تینوں نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

(سیدنا) مخول بن یزید (رضی اللہ عنہ)

بن ابی یزید السلمی البہزی: ان سے ان کے بیٹے قاسم نے دو احادیث نقل کی ہیں، جن کا مدار محمد بن سلیمان بن شہول المکی پر ہے۔

یہیں ابو الرزین سلیمان بن ابوالبرکات محمد بن محمد بن خمیس نے انھیں ان کے والد نے۔ انھیں ابو نصر بن طوق نے انھیں ابن المرجی نے، انھیں ابو یعلیٰ احمد بن علی نے۔ انھیں محمد بن عباد مکی نے، انھیں محمد بن سلیمان نے انھیں ابوالبرکات قاسم بن مخول نے بتایا کہ انھوں نے اپنے والد سے سنا، کہ انھوں نے ابواء کے مقام پر جاں لگائے۔ ان میں ایک ہرن پھنس گیا۔ جو بعد میں ادھر ادھر ہو گیا۔ میں اس کی تلاش میں نکلا۔ ایک آدمی کو دیکھا۔ جس نے اسے پکڑ رکھا تھا۔ میں اس سے جھگڑنے لگا اور اسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے آیا۔ جو ابواء میں ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔ ہم نے اپنا مقدمہ پیش کیا، تو آپ نے برابر برابر دونوں حصوں میں بانٹ دیا۔ حضور اکرم نے مجھ سے فرمایا۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو، رمضان کے روزے رکھو اور حج اور عمرہ (بہ شرط استطاعت) ادا کرو اور حق کا ساتھ دو، جدھر جائے تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مخیس العذری (رضی اللہ عنہ)

ان سے ابو بلال مہین بن قطیبہ بن ابی عمرہ نے روایت کی کہ وہ حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، اور دو متہ الجندل کا قصہ بیان کیا۔ اور جب ختم کر چکا، تو آپؐ نے میرے رزق میں وسعت کی دعا فرمائی۔ ابو علی غسانی نے ان کا ذکر کیا۔

(سیدنا) مخیس ابو غنم (رضی اللہ عنہ)

ایک نسخے میں، ان کا نام مخیس مذکور ہے، لیکن بظاہر درست وہی ہے، جو میں لکھ چکا ہوں۔ بشرطیکہ یہ صاحب قیس ابو غنیم نہ ہوں۔ کیونکہ جس کا ذکر ہم کر رہے ہیں۔ وہ غنیم بن قیس کے نام سے مشہور ہیں۔ جعفر نے ان کے باپ سے ان کا ذکر باب المیم میں کیا ہے۔ ابراہیم بن عمرۃ الشامی نے سہیل بن یوسف الانماطی السلمی سے، انھوں نے صالح بن ابی الاخضر سے انھوں نے زہری سے انھوں نے مخیس بن غنم سے روایت کی کہ میں نے رات کے وقت بیچوں کی آواز کو سنا کہ حضورؐ اکرمؐ دفن کیے جا رہے تھے۔ ابو غنیم اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر ہے۔

باب میم و دال

(سیدنا) مدرک بن حارث (رضی اللہ عنہ)

الازدی الغامدی، انھیں صحبت میسر آئی۔ یہ شامی شمار ہوتے تھے۔ ان سے ولید بن عبدالرحمن الحرثی نے روایت کی۔

یہیں یحییٰ بن محمود نے اجازتاً باسنادہ ابن ابی عاصم سے، انھیں ہشام بن خالد نے ولید بن مسلم سے اس نے عبدالغفار بن اسماعیل بن عبید اللہ سے، انھوں نے ولید بن عبدالرحمن جرشی سے، انھوں نے مدرک بن حارث الغامدی سے روایت کی۔ کہ میں نے ایک سال اپنے والد کے ساتھ حج کیا۔ ایک دن ہم منیٰ میں تھے کہ وہاں بہت سے لوگ ایک آدمی کے گرد جمع تھے میں نے والد سے اس ہجوم کے بارے میں پوچھا۔ کہا کہ یہ صابی ہے جس نے اپنے باپ دادا کا دین چھوڑ دیا ہے۔ پھر میرا والد اونٹنی پر سوار ان لوگوں کے پاس جا کھڑا ہوا میں بھی اپنی اونٹنی پر وہاں جا کھڑا ہوا۔ وہ لوگ باتیں کرنے کے بعد اسے چھوڑ کر چلے گئے۔ میرا والد وہیں کھڑا رہا تا آنکہ وہ سب لوگ

تھک گئے، دن گرم ہو گیا اور وہ سب رخصت ہو گئے۔ اس اثنا میں ایک لڑکی ہاتھ میں پانی کا پیالہ لیے آئی جس کا سینہ کھلا ہوا تھا۔ لوگوں نے کہا یہ لڑکی زینب نامی، اس کی بیٹی ہے۔ میں اس سے حسن سلوک سے پیش آیا اور وہ رو رہی تھی۔ میرے والد نے اس سے کہا، تو اپنی اوڑھنی سے اپنے سینے کو ڈھانپ لے۔ تم اپنے باپ کے بارے میں پریشان مت ہو۔ اسے نہ دکھ پہنچے گا نہ ذلت اور رسوائی ہوگی۔ ابن مندہ اور ابوالنعمان نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اور ابوموسیٰ نے اس پر استدراک کیا ہے۔ ابن مندہ نے اختصار سے کام لیا ہے۔ اور اس پر کسی نے استدراک نہیں کیا۔

(سیدنا) مدرک بن زیاد الفزاری (رضی اللہ عنہ)

انھیں صحت یسر آئی۔ ان کی قبر راویہ کے گاؤں میں ہے جو حجر اور عوطہ دمشق کے درمیان واقع ہے۔ ابوعبید بن احمد بن عبد الباقی الادمی نے ابوعطیہ عبدالرحیم بن محرز بن عبداللہ بن محرز بن سعید بن جان بن مدرک بن زیاد الفزاری سے روایت کی کہ مدرک بن زیاد جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے مع ابوعبیدہ کے آئے اور دمشق کے گاؤں راویہ میں فوت ہو گئے اور یہ پہلے مسلمان ہیں جو وہاں دفن ہوئے، حافظ ابوالقاسم الدمشقی نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ اور کسی وجہ کی بنا پر جناب مدرک کا ذکر نہیں کیا گیا۔

(سیدنا) مدرک ابوالطفیل الغفاری (رضی اللہ عنہ)

ان کی حدیث کا ذریعہ ان کی اولاد ہے۔ یہیں یحییٰ بن ابوالفرج نے جیسا کہ انھیں باسنادہ ابوبکر احمد بن عمرو نے انھیں یعقوب بن حمید نے انھیں عثمان بن حمزہ نے بتایا کہ انھیں کثیر بن زید نے خالد بن طفیل بن مدرک سے اور انھوں نے اپنے دادا سے روایت کی کہ انھیں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کو ملے سے لانے کے لیے بھیجا اور اسی اسناد سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کے بعد سر اٹھاتے تو مندرجہ ذیل دعا مانگا کرتے۔

اللَّهُمَّ اَعُوْذُ بِرُضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَاَعُوْذُ بِحَقِّكَ مِنْ عَقُوْبَتِكَ وَاَعُوْذُ بِكَ مِنْكَ لَا اَبْلُغُ ثَنَاءً عَلَيْكَ كَمَا اَشِيتُ عَلٰی نَفْسِكَ۔
تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مدرک بن عمارہ (رضی اللہ عنہ)

یہ صاحب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت کرنے آئے تو آپ نے ہاتھ کیسے لیا، کیونکہ انھوں نے ہاتھوں

پر خوشبو لگائی ہوئی تھی۔ چنانچہ جب انھوں نے ہاتھ دھوئے، تو بیعت فرمائی۔
لیکن اس حدیث میں کچھ گڑبڑ ہے اور ان کی صحبت کے بارے میں شبہ ہے۔ اگر اس سے مراد مدرک
بن عمارہ بن عقبہ بن ابی معیط ہے تو ان کی صحبت ثابت نہیں۔ اور نہ ملاقات اور رویت ہی ثابت ہے۔
اور اس حدیث کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔ اور اگر اس روایت کا انتساب ان کے والد عمارہ بن عقبہ سے کیا جائے
بھی درست نہیں اور ہم نے اکی وضاحت ولید بن عقبہ کے ذکر میں کر دی ہے۔ یہ ابو عمر کا قول ہے اور اسی نے اسکا ذکر کیا ہے۔
(سیدنا) مدرک بن عوف (رضی اللہ عنہ)

البجلی احسی، انھیں صحبت میں آئی، جعفر نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ یہی ابو موسیٰ کا قول ہے۔ ابو عمر کا قول
ہے کہ ان کی صحبت کے بارے میں اور نیز اتصال حدیث کے متعلق اختلاف ہے اور ان سے قیس بن ابی حازم
نے روایت کی ہے۔ قیس کبار صحابہ سے بھی روایت کرتے ہیں۔ جناب مدرک نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے
بھی روایت کی ہے۔

(سیدنا) مدرعم (رضی اللہ عنہ)

یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وہ حبشی غلام ہیں، جنھیں رفاعہ بن زید الجذامی نے آپ کی خدمت میں
بطور ہدیہ پیش کیا تھا۔ اور جنھیں حضور نے آزاد فرما دیا تھا، اور ایک روایت میں ہے کہ آزاد نہیں فرمایا تھا
انھوں نے غزوہ خیبر میں مال غنیمت سے ایک چادر، تھیلی تھی۔ اور قتل ہو گئے تھے۔ حضور اکرم نے فرمایا تھا،
اس چادر نے جہنم کی آگ کو ضرور بھڑکایا ہوگا۔

یہیں عبید اللہ بن احمد نے باسنادہ یونس بن بکیر سے انھوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ مجھے ثور
بن زید نے سالم مولیٰ عبد اللہ بن مطیع سے انھوں نے ابو ہریرہ سے روایت کی کہ ہم رسول اکرم کیساتھ خیبر سے
واپسی پر وادی قری میں پہنچے، تو جب یہ حبشی غلام جو رفاعہ نے حضور کو دیا تھا۔ حضور اکرم کا کجاوہ ایک اور
آدمی کے ساتھ اتار رہے تھے کہ انھیں ایک تیر جو معلوم کس نے چلایا تھا، لگا اور اس سے ان کی موت
واقع ہو گئی۔ اس پر صحابہ نے کہا۔ انھیں شہادت مبارک ہو۔ حضور نے فرمایا، نہیں۔ بلکہ اس چادر نے جو
مال غنیمت سے چرائی تھی۔ آگ کو اور بھڑکایا ہوگا۔ ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مدرج الانصاری (رضی اللہ عنہ)

ابو صالح نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تین اوقات میں پردہ پوشی کا حکم یوں نازل

فرمایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک الفزاری غلام مدیج نامی کو حضرت عمرؓ کو بلانے کے لیے بھیجا۔ وہ سوئے ہوئے تھے۔ غلام نے دروازہ کھولا تو حضرت عمرؓ بیدار ہوئے۔ اور ان کی شرمگاہ نشئی ہو گئی اور غلام کی نظر پڑ گئی اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو اس کا علم ہو گیا۔ دل میں کہا کاش اللہ تعالیٰ ہمارے بیٹوں، خود توں اور نوکروں کو ان اوقات میں ہمارے تخلیے میں دخل انداز ہونے سے روک دے۔ چنانچہ وہ آیت نازل ہوئی، حضرت عمرؓ نے اللہ کی حمد و ثنا کی اور رسول اکرمؐ نے غلام کو دعا دی۔ ابن منذہ ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مدیج بن عمرو السلمی (رضی اللہ عنہ)

یہ بنو عبد الشمس کے حلیف تھے اور ایک روایت میں ان کا نام مدلاج بن عمر مذکور ہے، یہ حضور اکرمؐ کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک ہوئے اور ۵۰ بھری میں وفات پائی۔

ابن کلبی لکھتا ہے کہ مالک، ثقف اور صفوان بنو عمرو جو بنو جبر بن عباد بن یشر بن عدوان سے تھے سب غزوہ بدر میں موجود تھے اور وہ بنو عدوان سے تھے۔ جو بنو غنم بن دودان بن اسد سے تھے۔ اور اسی وجہ سے انھیں اور ان کے بھائیوں کو بنو عبد شمس کا حلیف شمار کیا جاتا ہے۔ کیونکہ بنو غنم بن دودان بنو عبد شمس کے حلیف تھے اور یہ ان کے حلیف تھے۔ واللہ اعلم۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے لیکن ابو عمر اور ابن منذہ نے انھیں سلمی، اسلمی یا اسدی شمار کیا ہے۔

(سیدنا) مدلوک ابوسفیان الفزاری (رضی اللہ عنہ)

انکے مولیٰ اسلم باقی موالی کی معیت میں حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

مطرب بن علاء الفزاری نے اپنی چچی آمنہ بنت ابی الشعثاء کی زبانی ابوسفیان مدلوک سے بیان کیا ہے کہ ہم حضورؐ کی خدمت میں موالی کے ساتھ حاضر ہوئے۔ حضورؐ نے میرے سر پر ہاتھ پھیرا اور دعائے برکت فرمائی چنانچہ جہاں ان کے سر پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہاتھ رکھا تھا۔ وہاں بال عمر بھر سیاہ رہے اور باقی آہستہ آہستہ سفید ہو گئے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب مسم، ذار

(سیدنا) مذکور بن عدی الجلی (رضی اللہ عنہ)
اہل عراق سے تھے۔ کہتے ہیں، انھیں صحبت میسر آئی۔ حضرت خالد بن ولید کے ساتھ دمشق کے محاصرے اور
یرموک کی جنگ میں موجود تھے۔ ایرانیوں کے خلاف جنگ میں انھوں نے بعض کارنامے انجام دیے تھے۔ ابوالقاسم
دمشقی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مذکور العذری (رضی اللہ عنہ)
انھیں حضور اکرم کی صحبت نصیب ہوئی۔ وہ حضور کے ساتھ غزوہ دومتہ الجندل میں شریک تھے اور اس کی دلیل
یہ ہے کہ ابوالقاسم نے اپنی تاریخ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ حالانکہ حضور اکرم نے بنفس نفیس دومتہ الجندل پر
چڑھائی نہیں کی تھی۔ بلکہ خالد بن ولید کی کمان میں لشکر روانہ فرمایا تھا۔ اکثر اس لشکر ہی کو دلیل مان لیا
جاتا ہے۔

(سیدنا) مذکور القبطی (رضی اللہ عنہ)
جعفر نے ان کا ذکر کیا ہے اور باسنادہ اعمش سے انھوں نے سلم بن کہیل سے انھوں نے عطا سے
انھوں نے جابر سے روایت کی کہ ایک انصاری نے ایک قبطی غلام کو جو وبر کا باشندہ تھا، آزاد کیا یہ محتاج
تھا اور مقروض تھا۔ غلام کا نام مذکور تھا۔ حضور نے آٹھ سو درہم سے خرید کر قیمت اسے دے دی اور فرمایا
کہ یہ رقم لے لو اور قرض ادا کر کے باقی اپنے اہل خانہ پر خرچ کرو۔ ابوالزہیر نے جابر سے روایت کی ہے
اور بتایا ہے کہ غلام کا نام یعقوب تھا، اور جس انصاری نے آزاد کیا تھا۔ اس کی کنیت ابو مذکور تھی۔ یہی بات
صحیح معلوم ہوتی ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرار بن مالک (رضی اللہ عنہ)
یہ قبیلہ مہتمم الداری سے عبدالرحمن الداریان کے بھائی تھے۔ رسول اکرم نے انھیں خیبر کی پیداوار سے کچھ
غلہ مخصوص فرمادیا تھا۔ جعفر المستغفری نے باسنادہ ابن اسحاق سے روایت کی ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کا
ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرارہ بن رزیح (رضی اللہ عنہ)

ابو عمر کہتا ہے کہ ایک روایت میں ابن ربیعہ انصاری عمری مذکور ہے۔ جن کا تعلق بنو عمرو بن عوف سے تھا۔ ہشام بن کلثوم کے مطابق ان کا سلسلہ نسب مرارہ بن ربیعہ بن عدی بن زید بن عمرو بن زید بن جشم بن حارثہ بن عمارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس ہے یہ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ یہ ان تین انصار میں سے تھے، جو غزوہ تبوک میں شریک نہ ہو سکے تھے۔ اور جن کے بارے میں قرآن کی آیت (وَعَلَى الشُّدَّةِ الَّذِينَ خَلَفُوا) نازل ہوئی تھی۔ ہمیں ابو عبد اللہ بن علی بن سعید نے باسناد ابو الحسن علی بن احمد الواحدی سے بتایا۔ انھیں احمد بن حسین حیرانی نے، انھیں حاجب بن احمد نے، انھیں محمد بن حماد نے انھیں ابو معاویہ نے، انھیں اعمش نے انھیں ابوسفیان نے انھیں جابر نے۔ ان تین انصار کے بارے میں بتایا کہ وہ کعب بن مالک، مرارہ بن رزیح اور ہلال بن امیہ تھے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرارہ بن سلمی الیمانی الحنفی (رضی اللہ عنہ)

ہم ان کا نسب پیشتر ازیں ان کے بیٹے مجاہد کے ترجمے میں لکھ آئے ہیں۔ ان سے ان کے بیٹے مجاہد نے روایت کی اور ان کے بیٹے مجاہد حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ یحییٰ بن راشد صاحب السابری نے حادث بن مرہ سے انہوں نے سراج بن مجاہد بن مرارہ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے داؤد سے روایت کی کہ وہ رسول اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو حضورؐ نے ان کے نام غورہ، عوانہ اور جبل کی جاگیر لکھ دی۔ آپؐ کی وفات کے بعد وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آئے تو انھوں نے الحضر مرہ کی جاگیر ان کے نام کر دی۔ ان کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے نجران کا علاقہ دے دیا۔ پھر وہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس گئے۔ تو انھوں نے بھی جاگیر عطا کی۔ جب عمر بن عبد العزیز خلیفہ ہوئے تو وہ وہی پرانا فرمان لے کر ان کے پاس گئے، انھوں نے فرمان کو سر انھوں پر رکھا اور پوچھا کیا مجاہد کی نسل سے کوئی شخص باقی ہے۔ انھوں نے کہا، ہاں نغم اور شکیر۔ امیر المومنین ہنس پڑے کہنے لگے، عربی زبان کا لفظ ہے۔ حاضرین نے معنی دریافت کیے تو امیر المومنین نے بتایا کہ شکیر تمہاری زبان کا لفظ ہے۔ کیا تم نے کبھی فصل نہیں دیکھی۔ جو پھٹ کر نکھر جاتی ہے۔ زیاد بن ابوبکر نے ابو مرہ حادث بن مرہ کے علاوہ مجاہد کے کئی افراد سے یہ روایت سنی کہ مجاہد حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور آپؐ نے انھیں جاگیر عطا کی تھی۔ ابن منذہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرارہ بن مربع بن قیظی (رضی اللہ عنہ)

وہ زید بن مربع، عبداللہ و عبدالرحمن کے بھائی تھے، انھیں حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ ان کا والد مرارہ بن قیظی منافق تھا۔ جب حضور اکرمؐ اعد جاتے ہوئے اس کے احاطے میں داخل ہوئے تھے تو اس نے حضورؐ سے کہا تھا کہ اگر آپ نبی ہوتے تو میری اجازت بغیر میرے احاطے میں داخل نہ ہوتے۔ ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرشد بن جابر الکندی (رضی اللہ عنہ)

جعفر سے مروی ہے کہ ابن مینح نے اسے بتایا کہ اس سے اس حدیث کا ذکر علی بن قرین نامی ایک بڑھے نے جرجند کے مشرق میں رہتا تھا کیا وہ حد درجہ ضعیف الحدیث تھا اور میری رائے میں اس حدیث کی قطعاً کوئی اصلیت نہیں ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

(سیدنا) مرشد بن ربیعہ العبدی (رضی اللہ عنہ)

یحییٰ بن یونس اور بغوی کے علاوہ بھی اور لوگوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ مجھے یہ اطلاع موصول ہوئی ہے کہ سلیمان بن داؤد الشاذکونی نے البوقیبہ سے انھوں نے معلیٰ بن یزید سے انھوں نے بکر بن مرشد بن ربیعہ سے روایت کی کہ میں نے مرشد بن ربیعہ کو یہ کہتے سنا کہ میں نے حضور اکرمؐ سے دریافت کیا۔ آیا گھوڑے پر زکوٰۃ ہے۔ حضورؐ نے فرمایا، نہیں، ہاں اگر یہ غرض تجارت ہو۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرشد بن صلت الجعفری (رضی اللہ عنہ)

بغوی وغیرہ نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے۔ ان سے ان کے بیٹے عبدالرحمن نے روایت کی کہ میرے والد نے حضور اکرمؐ سے آلہ تناسل کو چھونے کے بارے میں دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ تمہارے جسم کا ایک حصہ ہے۔ یہ صاحب بصری تھے اور ان کی حدیث کا مخرج ان کے اہل خاندان تھے۔ ابو نعیم، ابو موسیٰ اور ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرشد بن ظبیان السدوسی (رضی اللہ عنہ)

عسکری نے ان کا نسب بیان کیا ہے یہ حضور اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور غزوہ حنین میں آپ کے ساتھ شریک تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں بنو بکر بن وائل کی طرف ایک خط لکھ کر دیا تھا۔

یہی عبد الوہاب بن ہبنتہ اللہ نے باسنادہ عبد اللہ بن احمد سے روایت کی کہ مجھ سے میرے باپ نے ان سے یونس اور حسین نے بیان کیا کہ مجھ سے سفیان نے ان سے قتادہ نے ان سے مضارب بن حزن العجلی نے بیان کیا، کہ ان کو مرشد بن ظبیان نے بتایا کہ ہمارے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان موصول ہوا۔ ہمارے قبیلے میں کوئی پڑھنے والا نہ تھا۔ آخر بنو ضبیعہ کے ایک شخص نے پڑھا۔ مرقوم تھا، محمد رسول اللہ سے بکر بن وائل کے نام: اسلام لاؤ اور محفوظ رہو، اور یہ لوگ بنو الکاتب کے نام سے مشہور تھے۔

ابن اسحاق نے یہ روایت قرہ بن خالد سے اس نے مضارب بن حزن سے بیان کی کہ مرشد بن ظبیان حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرشد بن عامر التغلبی (رضی اللہ عنہ)

جعفر کو ابن یسیع نے بتایا، کہ ان سے بغداد کے ایک ضعیف الحدیث شیخ نے، جس کا نام علی بن قرہ بن تھا حدیث بیان کی، جس کی کوئی اصل نہیں۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرشد بن عدی الکندی یا الطائی (رضی اللہ عنہ)

ابن یسیع نے ان کا ذکر کیا ہے اور جس طرح مرشد بن عامر کے بارے میں اظہار خیال کیا ہے، اسی طرح ان کے متعلق بھی کیا ہے۔ ان سے مروی حدیث یہ ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بنو عبد القیس اہل مشرق کے بہترین لوگوں سے ہیں۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرشد بن عیاض (رضی اللہ عنہ)

یا عیاض بن مرشد:

(سیدنا) مرشد بن ابی مرشد (رضی اللہ عنہ)

ابو مرشد کا نام کنز العنوی تھا۔ باب کاف میں ان کا نسب بیان ہوا ہے۔ ان کا تعلق غنی بن اعصر بن سعد بن قیس بن غیلان سے ہے۔ باپ بیٹا دونوں معرکہ بدر میں شریک تھے۔

یہیں جعفر نے باسنادہ یونس بن بکر سے انھوں نے ابن اسحاق سے بر سلسلہ اسمائے شرکائے غزوہ بدر بتایا کہ ابو مرشد کنز بن حصین اور ان کے بیٹے مرشد بن ابی مرشد حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبد المطلب کے حلیف تھے۔ اور مرشد غزوہ ربيع میں ۳ ہجری میں عاصم بن ثابت کے ساتھ موجود تھے۔ جب انہوں نے ہجرت کی۔ تو رسول کریم نے ان میں اور اس بن صامت میں موافقات قائم فرمادی۔ چونکہ وہ بڑے مضبوط اور طاقتور تھے، اس لیے وہ

مسلمان قیدیوں کو مکے سے اٹھا کر مدینے لے جاتے تھے مکے میں عناق نام کی ایک فاحشہ تھی۔ جس سے زمانہ جاہلیت میں ان کے تعلقات رہے تھے۔ انھوں نے ایک آدمی سے وعدہ کر رکھا تھا کہ وہ اسے مکے سے اٹھا کر مدینے لے جائیں گے۔

وہ ایک چاندنی رات کو مکے آئے اور ایک دیوار کی اوٹ میں کھڑے ہو گئے۔ عناق وہاں آگئی اور اس نے انھیں پہچان لیا اور خوش آمدید کہا اور اس کے یہاں رات بسر کرنے کی خواہش کی۔ انھوں نے کہا، عناق! اسلام نے زنا کو حرام قرار دیا ہے۔ اس پر اس نے شور مچا دیا۔ اسے اہل مکہ! یہ شخص تمہارے قیدی اٹھانے آیا ہے۔ اٹھ آدمی ان کے تعاقب میں اٹھ دوڑے۔ وہ پہاڑ کے دامن میں چلتے چلتے ایک غار میں چھپ گئے۔ وہ بھی وہاں پہنچ گئے، لیکن خدا نے انھیں پہچالیا اور وہ انھیں نہ ڈھونڈ سکے اور ناچار لوٹ گئے۔ بعد میں وہ اپنے دوست کے پاس بھے اٹھانے آئے تھے پہنچ گئے۔ وہ کافی دیر رہے تھے۔ اسے اذخر تک لائے اور وہاں اس کی بیڑیاں کاٹ ڈالیں۔ پھر وہ مدینے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا، یا رسول اللہ! کیا میں عناق سے نکاح کر لوں، حضور خاموش رہے تا آنکہ یہ آیت نازل ہوئی: **الزَّانِي لَا يَنْكِحُ إِلَّا زَانِيَةً أَوْ مُشْرِكَةً** الخ۔

ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ مرشد بن ابی مرشد اس دستہ فوج کے کماندار تھے۔ جسے حضور اکرم ص نے رجب کی طرف روانہ کیا تھا اور یہ واقعہ ۳ ہجری کے ماہ صفر میں پیش آیا تھا۔ بعض کا خیال ہے کہ اس دستہ فوج کی کمان عامر بن ثابت کے پاس تھی اور اس واقعہ کو ہم حبیب بن عدی اور عامر کے ترجموں میں بیان کر چکے ہیں۔ جناب مرشد نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی، آپ نے فرمایا۔ تمہاری کامیابی قبولیت نماز میں ہے، پس تم اپنے میں سے بہترین آدمی کو امام بناؤ۔ کیونکہ وہ تمہارا سالار و فدیہ ہے۔

قاسم ابو عبد الرحمن کہتے ہیں کہ مجھ سے جناب مرشد نے یہ حدیث بیان کی۔ ابو عمر نے حدیث کو اسی طرح بیان کیا ہے، لیکن یہ وہم اور غلط ہے۔ کیونکہ جو شخص حضور اکرم ص کی زندگی کے دوران میں قتل کر دیا ہو، اسے القاسم کیسے مل سکتا ہے اور نہ حثنی، کہنا درست ہے کہ اسناد منقطع ہے۔ واللہ اعلم۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرشد بن نجبه (رضی اللہ عنہ)

یہ حبیب بن نجبه بن ربیعہ بن رباح بن ربیعہ بن عوف بن ہلال بن سحج بن فزارہ بن ذبیان الفزاری کے

بھائی اور خالد بن ولید کے رفیق تھے۔ حیرہ کی جنگ اور فتح دمشق کے موقع پر موجود تھے۔ اور فسیل شہر پر مارے گئے تھے اور ایک دوسری روایت کے مطابق یہ جنگ یرموک میں شہید ہوئے۔ یہ حضور اکرمؐ کے عہد میں تھے۔
ان کا ذکر حافظ ابوالقاسم بن عساکر بن دمشق نے بھی کیا ہے۔

(سیدنا) **مرشد بن وداخ** (رضی اللہ عنہ)

عصبی کنڈی اور بردار بیتہ قبیلہ جعفی یا طے کے بزرگ تھے۔ امام بخاری ان کی صحبت کے قائل ہیں، لیکن ابو حاتم انکار کرتے ہیں۔ اور عبداللہ بن حوالہ سے روایت کرتے ہیں۔

امام بخاری کہتے ہیں، ہمیں عبداللہ بن محمد الجعفی نے ان سے شہادہ دیا، ان سے جرم نے بیان کیا کہ انھوں نے خیر بن یزید الرحبی سے سنا۔ انھوں نے کہا کہ میں نے سردار قبیلہ کو جو حضورؐ کے صاحب تھے نماز پڑھتے دیکھا۔ اکثر نماز میں کھٹل یا مکھیوں کو مار دیا کرتے۔ مسلم نے انھیں تابعین میں شمار کیا ہے۔
ان سے خالد بن معدان نے روایت کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور نہ تمہارے بعد کوئی اور امت ہی ہوگی۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **مرحب یا ابو مرحب** (رضی اللہ عنہ)

کوفی صحابہ سے تھے۔ زہیر نے اسماعیل بن ابی خالد سے انھوں نے شعبی سے اسی طرح مشکوک انداز میں سنا کہ مرحب یا ابو مرحب نے کہا۔ گویا میں اب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں چار آدمی علی، فضل، عبدالرحمن بن عوف، عباس اور اسامہ کو دیکھ رہا ہوں۔ امام ثوری وابن عیینہ نے اسماعیل سے انھوں نے شعبی سے اور انھوں نے بغیر از شک ابو مرحب سے روایت کی۔ ابو عمر کا بیان ہے کہ شعبی سے روایت کے متعلق جیسا کہ تم دیکھتے ہو۔ اختلاف ہے لیکن سولے اس وجہ کے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عبدالرحمن ان کے ساتھ تھے، البتہ ابن شہاب نے ابن مسیب سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو انہیں لوگوں نے دفن کیا، جنھوں نے آپ کو غسل دیا تھا اور وہ چار تھے، علی، فضل، عباس اور صالح شقران انھوں نے آپ کو لحد میں اتارا اور قبر پر ایک اینٹ گاڑ دی اور انصار میں سے خوی بن اوس بھی قبر میں اترے تھے ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

۱۔ یہ پانچ ہیں چار نہیں۔ (مترجم)

(سیدنا) مرداس بن عمرو الفدکی (رضی اللہ عنہ)

کلبی نے مرداس بن نہیک لکھا ہے اور اسی طرح ابو عمر نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ وہ فزاری تھے۔ جن کے بارے میں قرآن کی درج ذیل آیت اتری تھی۔

وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ أَلْفَقْنَا إِلَيْكُمْ السَّلَوةَ لَسْتُمْ مَوْمِنًا

ابو سعید خدری نے روایت کی، کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ فوج بنو ضمہ روانہ کیا۔ جن میں اسامہ بن زید بھی تھے۔ اسے اسامہ نے قتل کر دیا۔

ابو جعفر نے اسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ بنو اسلم کے ایک شیخ نے اپنے قبیلے کے کئی آدمیوں کی زبانی مجھے بتایا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے غالب بن عبد اللہ الکلبی کو بنو مرہ کے علاقے میں کلب لیٹ کی طرف بھیجا اور ان میں ان کے حلیف مرداس بن نہیک جو بنو حرقہ سے تھے بھی شریک تھے۔ انھیں اسامہ بن زید نے قتل کر دیا۔

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ مجھ سے محمد بن اسامہ نے اپنے والد سے انھوں نے اپنے دادا اسامہ بن زید سے روایت کی کہ مجھے اور ایک انصاری کو مرداس سے آنا سامنا ہو گیا۔ جب ہم نے اس پر ہتھیار اٹھائے تو اس نے کلمہ شہادت پڑھ دیا۔ مگر ہم وار پر وار کرتے رہے، تا آنکہ وہ مر گیا۔ واپسی پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو واقعہ بتایا تو آپ نے فرمایا اے اسامہ تجھے اس شخص سے کیا سروکار تھا جس نے کلمہ شہادت پڑھا۔ عرض کیا: یا رسول اللہ، اس نے قتل سے بچنے کے لیے ایسا کیا تھا۔ حضور اکرم نے اپنے پہلے جلے کو اتنی بار دہرایا کہ میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی۔ کہ کاش میں اس سے پہلے مسلمان نہ ہوتا، بلکہ آج ہی اسلام لایا ہوتا۔ اور میں نے اس قتل کا ارتکاب نہ کیا ہوتا۔

ایک روایت میں ہے کہ مرداس کے قاتل کا نام معلم بن جثامہ تھا۔ بعض لوگوں نے ان دو کے علاوہ کسی اور کا نام لیا ہے، لیکن صحیح یہ ہے، کہ جس شخص نے جنگ میں کلمہ شہادت پڑھا تھا۔ اس کے قاتل اسلام تھے۔ کیونکہ مسلمانوں نے اس پر سخت احتجاج کیا تھا اور جس کو معلم نے قتل کیا تھا، وہ اور آدمی تھا۔ واللہ اعلم۔ تینوں نے اس کا تذکرہ کیا ہے۔

(سیدنا) مرداس بن قیس الدوسی (رضی اللہ عنہ)

ان کی حدیث صالح بن کیسان نے اس شخص سے بیان کی، جس نے مرداس بن قیس سے روایت کی۔ اس کا

بیان ہے کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ سے کہانت اور اس وجہ سے (غیر معمولی تبدیلیوں) کا ذکر کیا میں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہمارے یہاں ایک سانحہ پیش آیا ہے۔ جو میں عرض کرتا ہوں ہمارے یہاں ایک لڑکی ہے جس سے ہمیں کبھی شکایت پیدا نہیں ہوئی۔ ایک دن وہ واپس آئی، تو کہنے لگی۔ اے خاندان دوس! آج مجھے ایک عجیب واقعہ پیش آیا۔ میں بکریاں چرا رہی تھی کہ اندھیرا چھا گیا اور میں نے یہ محسوس کیا جیسے مرد عورت کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرتا ہے۔ مجھے اندیشہ ہے، کہیں میں پاگل تو نہیں ہو گئی۔ کہانت کے بارے میں یہ حدیث مکمل طور پر بیان کی۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرداس بن مالک الاسلمی (رضی اللہ عنہ)

کو فی ہیں۔ اور بیعت رضوان والوں میں سے ہیں۔ ابو الفرج بن محمود نے باسنادہ ابو بکر بن ابی عاصم سے روایت کی، انھوں نے وہبان بن بقیہ سے، انھوں نے خالد بن عبد اللہ سے انھوں نے بیان سے، انھوں نے قیس بن ابی حازم سے، انھوں نے مرداس الاسلمی سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معاشرہ کا صالح عنصر پہلے چلا جائے گا اور وہ ختم ہو جائے گا۔ اس کے بعد کھجور اور جو کے بچے کھجے اور بے کار دانوں کی طرح معاشرے کا ردی حصہ رہ جائے گا۔ جن سے اللہ میاں کوئی سروکار نہ رکھنا گوارا نہ کریں گے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرداس بن مالک الغنوی (رضی اللہ عنہ)

ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان کی اولاد نے ان سے حدیث یوں بیان کی ہے کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے ان کے چہرے کو تھپتھپایا اور دعائے خیر فرمائی۔ ان کو فرمان لکھ کر دیا اور اپنے قبیلے کے صدقات کی تولیت انھیں مرحمت فرمائی۔ ابو موسیٰ نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ ابن الکلبی نے ان کا نام مرداس بن مویک لکھا ہے اور ان کا سلسلہ نسب یوں بیان کیا ہے: مرداس بن مویک بن واد بن رباح بن ثعلبہ بن سعد بن عوف بن کعب بن حلان بن عثم بن غنی بن اعصر الغنوی۔ وہ حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مدینہ ایک گھوڑا پیش کیا۔

(سیدنا) مرداس یا ابن مرداس (رضی اللہ عنہ)

وہ بیعت رضوان میں موجود تھے۔ ان کا ذکر اس حدیث میں ملتا ہے، جو راشد بن سیار مولیٰ عبد اللہ بن ابی اوفیٰ نے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے جن پانچ آدمیوں کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے درخت کے نیچے بیعت

کرتے دیکھا۔ ان میں مرداس یا ابن مرداس شامل تھے۔ وہ مغرب سے پہلے نماز پڑھ رہے تھے، ابن مندہ
ابو نعیم ابو موسیٰ نے اس کی تخریج کی ہے اور چونکہ ابن مندہ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ اس لیے استدراک کی
ضرورت نہیں۔

(سیدنا) مرداس بن ابی مرداس (رضی اللہ عنہ)

ان کا نام مرداس بن عقیقان التیمی الغنیری ہے۔ انھیں صحبت میسر آئی۔ وہ راوی ہیں کہ میں حضور اکرم کی
خدمت میں حاضر ہوا اور آپ نے میرے لیے دعا خیر فرمائی۔ ان سے ان کے بیٹے بکرنے روایت کی۔ ابو عمر نے
اختصاراً ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرداس بن مروان (رضی اللہ عنہ)

بن جذع بن یزید: باپ بیٹے دونوں نے اسلام قبول کیا۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر موجود تھے اور خہر
کی پیداوار سے دوھتے وصول کرنے کے لیے حضور اکرم کے امین تھے۔ غسانی نے ابن الکلبی اور الحدوی نے
ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرداس بن نہیک (رضی اللہ عنہ)

ہم ان کا ذکر مرداس بن عمرو الفدی کے ترجمے میں کر آئے ہیں۔ ابو عمر نے ان کا ذکر اسی طرح کیا ہے۔

(سیدنا) مرزبان بن نعمان (رضی اللہ عنہ)

بن امرؤ القیس بن عمرو المقصور بن حجر اکمل المرار بن عمرو بن معاویہ بن عارث الاکبر الکندی: یہ حضور اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اشعث بن قیس کندی کے ساتھ حاضر ہوئے تھے۔ یہی ابن الکلبی کا بیان ہے۔

(سیدنا) مرزوق الشامی (رضی اللہ عنہ)

حضور اکرم سے انھوں نے سماع کیا اور وہ انصار کے مولیٰ تھے، ابو الحکم الصیقل الحمصی نے مرزوق سے
روایت کی، کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذوالفقار نامی تلوار کو صیقل کیا۔ اس تلوار کا قبضہ
حلقے اور کندھے چاندی کے تھے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرکبود (رضی اللہ عنہ)

ایرانی تھے، صنعا میں رہتے تھے۔ رسول کریم کی زندگی میں مسلمان ہوئے۔ بعض لوگوں نے یہ حال کبود سے
نقل کیا ہے۔ میرے خیال میں ان سے غلطی ہوئی ہے۔ صحیح نام وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔

(سیدنا) مروان بن جذع (رضی اللہ عنہ)

بن زید بن حارث بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمہ انصاری خزرجی سلمی؛ جب مسلمان ہوئے، کافی بوڑھے ہو چکے تھے۔ ان کے بیٹے مرداس صلح حدیبیہ میں موجود تھے اور حضور سے درخت کے نیچے بیعت کی تھی اور خیبر کی پیداوار کے دو حصوں کے امین تھے۔ ابن الکلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

مروان بن حکم

بن ابی العاص بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی اموی؛ اس کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا عزاؤ تھا۔ کہتے ہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوا۔ کوئی کہتا ہے، ہجرت کے دوسرے سال پیدا ہوا۔ مالک کے مطابق غزوہ احد کے دن، کسی کے نزدیک غزوہ خندق کے دن، کسی کے خیال میں فتح مکہ کے دن اور بعض کی رائے میں غزوہ طائف کے دن پیدا ہوا۔ یہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے محروم رہا۔ کیونکہ بچپن میں جب حضور نے ان کے والد کو بلا وطن کر دیا تھا تو یہ طفل نادان تھا۔ اس نے یہ عرصہ طائف میں بسر کیا تھا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے خط لکھ کر حکم کو بلا لیا اور اسے اپنے قریب کر لیا۔ ایک دن حضرت علی نے حکم کو دیکھا تو کہنے لگے خدا تجھے تباہ کرے۔ اللہ امت محمدیہ کو تم سے اور تمہارے بیٹے کے شر سے محفوظ رکھے۔

مروان کو لوگ خیط باطل کہتے تھے۔ کیونکہ یوم الدار کے موقع پر کسی شخص نے اس کی گردن پر وار کیا تھا۔ جس سے اس کی ایک رک کٹ گئی تھی اور وہ کہا ہو گیا تھا۔ جب شام میں مروان سے لوگوں نے بیعت کی تو اس کے بھائی عبدالرحمن نے، جو ایک بے باک اچھا شاعر تھا اور مروان کے طور پر لائق اسے پسند نہ تھے، یہ اشعار کہے:

۱، فَوَاللّٰهِ مَا اَدْرِيْ وَ اِنِّیْ لَسَا بِلْ
حَلِيْلَةٍ مَّضْرُوْبٍ الْقَفَا كَيْفَ تَصْنَعُ

ترجمہ:۔ بخدا میں نہیں جانتا، اسی لیے میں اس بکے کی بیوی سے پوچھتا ہوں کہ تو اس آدمی کے ساتھ کیسے گزار بسر کرتی ہے۔ ترجمہ کیا ہے

(۲) لَحَا اللّٰهُ قَوْمًا اَمْسُرُوا خِيْطًا بَاطِلًا عَلٰی النَّاسِ لِيُعْطٰی مَا يَشَاءُوْا وَيَمْنَعُ

ترجمہ:۔ خدا اس قوم کا بھلا نہ کرے۔ جنہوں نے خیط باطل کو اپنا امیر بنا لیا۔ جو اپنی مرضی سے جس کو چاہتا ہے نوازتا ہے اور جسے چاہتا ہے، محروم رکھتا ہے۔

۳ اس کا نام صحابہ میں لکھنا صحابہ کی توہین ہے۔ (مترجم)

ایک روایت کی رو سے عبدالرحمن نے یہ اشارہ اس وقت کہے تھے، جب امیر معاویہ نے مروان کو مدینہ کا حاکم مقرر کیا تھا۔ امارت مدینہ کے بعد مکے اور طائف کی امارت بھی مروان کو دے دی تھی۔ پھر حکومت مدینہ سے اسے معزول کر کے سعید بن ابی العاص کو حاکم مقرر کر دیا۔ چنانچہ ۵۴ ہجری تک مدینہ اس کی تحویل میں رہا۔ اس کی معزولی پر ولید بن عقبہ بن ابی سفیان، امیر معاویہ کی وفات تک مدینہ کا عامل رہا۔

جب معاویہ بن یزید بن معاویہ، اپنا جانشین مقرر کیے بغیر مر گیا۔ تو بعض لوگوں نے شام میں مروان بن حکم کی خلافت پر اس سے بیعت کر لی۔ اسی طرح ضحاک بن قیس الغہری نے شام ہی میں عبداللہ بن زبیر کے نام پر لوگوں سے بیعت لی۔ چنانچہ دمشق کے نواح میں مرج نہر کے مقام پر دونوں میں جنگ ہوئی جس میں ضحاک مارا گیا۔ اور شام اور مصر پر مروان کا قبضہ ہو گیا۔ اس اثنا میں مروان نے خالد بن یزید کی مال سے نکاح کر لیا۔ تاکہ خالد کو خفیہ کرے۔ ایک دن خالد سے کہا۔ اے تروتازہ سرین والی عورت کے بیٹے! خالد نے اسے کہا۔ تو وہ آدمی ہے، جسے امین بنایا گیا، لیکن تو نے خیانت کی۔ خالد نے مال سے شکایت کی۔ مال نے کہا۔ تم مروان کو نہ بتانا۔ کہ تم نے مجھ سے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے۔ جب مروان ام خالد کے گھر آیا، تو وہ اپنی لونڈیوں سمیت اٹھ کھڑی ہوئی اور اسے گلا گھونٹ کر مار دیا۔ اس کی مدت حکومت نو یا دس مہینے تھی۔ یہ ان لوگوں سے ہے جو عورتوں کے ہاتھوں قتل ہوئے۔ اس سے علی بن حسین اور عروہ بن زبیر نے روایت کی۔

اس کے بھائی عبدالرحمن نے اس کے بارے میں مندرجہ ذیل اشارہ کہے:

۱۔ اَلَا مَنْ مَّبْلَغٌ مَرْوَانَ مِثْقَى رَسُولٍ وَالتَّرْسُولُ مِنَ الْمَسِيَّانِ

ترجمہ: اچھا، وہ آدمی کون ہے، جو میری جانب سے مروان کو قاصد روانہ کرے اور ایسا قاصد جو بوضاحت پیغام پہنچا سکے۔

۲۔ بِأَنَّكَ كُنْتَ تَرَى طَرْدًا لِحَسْرٍ كَالصَّاقِ بِهِ بَعْضُ الْهَوَانِ

ترجمہ: تم ایسے آدمی ہو، جو یہ نہیں سمجھ سکتے کہ ایک آزاد آدمی کو دھتکارنا ایسا ہے گویا اس سے بعض رسوائیاں چپکادی جائیں۔

۳۔ وَهَلْ حَدِثْتَ قَبْلِي مِنْ كَرِيمٍ مَعِينٍ فِي الْحَوَادِثِ أَوْ مَعَانٍ

ترجمہ: اور کیا مجھ سے پہلے تجھ سے کسی کریم النفس نے جو حوادث اور خوشحالی میں مددگار ثابت ہو

گفتگو کی ہے۔

(۳) یَقِیْمُ مَدَارَ مَضِیْعَةٍ اِذَا لَمْ یَكُنْ حَیْرَانٍ اَوْ خَفَقَ الْجَنَانُ

ترجمہ: وہ مصیبت کے مقام پر ٹھہرا رہتا ہے۔ بشرطیکہ وہ حیران اور منجھوٹا احساس نہ ہو۔

(۵) فَلَا تَقْدِفْ بِیَ الرَّجَوِیْنَ اِنِّیْ اَقْلُّ الْقَوَمِ مَنْ یُّغْنِی الْمَكَاتُ

ترجمہ: ۱۔ تو مجھے دو امیدوں (پس و پیش) کا الزام نہ دے۔ حالانکہ میں قوم میں ایسا آدمی ہوں۔ جو مکان سے بے نیاز ہے۔

(۶) سَاکِفِیْكَ الَّذِیْ اسْتَكْفَيْتَ مِنِّیْ بِاَمْرِ لَا تَخَالُطُهُ الْبِدَاہُ

ترجمہ: جلدی ہی۔ تجھے اس ذات کی امداد، جس نے تجھے، مجھ سے بے نیاز کر دیا ہے، کافی ہوگی۔ پس کام میں جیسے دو ہاتھوں نے الجھایا نہ ہو۔

(۷) وَلَوْ اَنَّا بِمَنْزِلِهِ جَمِیْعًا جَرِیْتُ وَ اَنْتَ مُضْطَرِبُ الْجَنَانِ

ترجمہ: ۱۔ ایک وہ وقت تھا جب ہم اکٹھے تھے۔ پھر تو چل کھڑا ہوا اور تو بڑی بے چین طبیعت کا آدمی تھا۔

(۸) وَلَوْلَا اَنَّ اُمَّ اَبِیْكَ اَرْضٰی وَ اَنْ مِّنْ قَدْ یَسْجَاکَ فَقَدْ یُجَاہِدُنِیْ

ترجمہ: اگر تیرے باپ کی ماں میری ماں نہ ہوتی۔ اور اگر ایسا نہ ہوتا کہ تیری بہو میری بہو شمار ہوتی۔

(۹) لَقَدْ جَاہَرْتُ بِالْبَغْضَاءِ اِنِّیْ اِلٰی اَمْرِ الْجَهَارَةِ وَالْعُكَدَانِ

ترجمہ: ۱۔ تو میں بلاشبہ اپنے عناد کا اظہار کرتا۔ کیونکہ میں واضح اور کھلی بات کو پسند کرتا ہوں۔ (سیدنا) مروان بن قلیس الاسدی (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت میں سہمی آیا ہے۔ امام بخاری نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ان کے بیٹے خاتم بن مروان نے ان سے روایت کی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نعیمان نامی ایک شخص کے پاس سے گزرے، جو شراب کے نشے میں تھا۔ حضور کے حکم سے اسے دڑے لگائے گئے، دوبارہ گزرے تو اسے پھر اسی حالت میں پایا۔ اسے پھر دڑے لگائے گئے۔ تیسری اور چوتھی بار بھی یہی صورت حال پیش آئی۔ اس موقع پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی موجود تھے، انھوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ کس بات کا انتظار کر رہے ہیں۔ یہ شخص چار بار کتاب جرم کھچکا ہے۔ کیوں نہ اس کی گردن مار دی جائے۔ اس پر ایک آدمی بول اٹھا۔ میں نے اسے غزوہ بدر

میں دلیری سے لڑتے دیکھا ہے۔ ایک دوسرے شخص نے کہا کہ میں نے غزوہ بدر میں اس کی قابل تحسین کارگزاری دیکھی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کیسے! جب یہ شخص بدر میں موجود تھا۔

عمران بن یحییٰ نے اپنے چچا عمران بن قیس الاسدی سے روایت کی کہ ایک شخص حضور کی خدمت میں حاضر ہوا، کہنے لگا، میرا والد فوت ہو گیا ہے اور اس نے مجھے وصیت کی ہے کہ میں مکے جاؤں اور اس کی طرف سے ایک جانور ذبح کروں۔ حالانکہ اس نے کوئی مال نہیں چھوڑا۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا۔ ہاں! یہ فرض تو ہمیں ادا کرنا ہوگا۔ ذرا غور کرو۔ اگر تمہارے باپ پر کسی آدمی کا قرض ہوتا اور تو اپنے مال سے وہ قرض ادا کرتا تو کیا وہ آدمی خوشی خوشی تجھ سے واپس نہ ہوتا۔ اس بنا پر خدا کو تو راضی کرنا از حد ضروری ہے۔

(سیدنا) مروان بن مالک الداری (رضی اللہ عنہ)

عبدالملک بن ہشام نے قبیلہ داری کے ان لوگوں کے ناموں کے سلسلے میں۔ جن کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کی پیداوار سے حصص عطا فرمائے تھے۔ دو بھائیوں عرفہ بن مالک اور مروان بن مالک کے نام لکھے ہیں۔ ابن اسحاق نے مرار بن مالک کا نام لیا ہے جس کا تذکرہ ہم مرار کے ترجمے میں کر آئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) مرہ بن حباب (رضی اللہ عنہ)

بن عدی بن عجلان بن حارثہ بن ضبیہ بن حرام جبل بن عمرو بن جشم البلوی! یہ بنو عمرو بن عوف کے حلیف تھے۔ ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ طبری نے مری بن حباب بن عدی بن عجلان لکھا ہے۔ غزوہ احد میں شریک تھے۔ کلبی وغیرہ کہتے ہیں کہ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرہ بن سراقہ (رضی اللہ عنہ)

غزوہ حنین میں جو سلمان شہید ہوئے تھے۔ یہ بھی ان میں شامل تھے۔ ابو عمر نے اس کا اختصاراً ذکر کیا ہے۔ لیکن ابن اسحاق نے ان کا نام ان لوگوں میں شامل نہیں کیا۔ جو حنین اور خیبر میں شہید ہوئے تھے۔ ہاں عروہ بن مرہ بن سراقہ کا ذکر کیا ہے اور ابو عمر نے عروہ کے تحت ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرۃ العامری (رضی اللہ عنہ)

یعلیٰ بن مرہ کے والد ہیں۔ یہ کوئی ہیں اور باپ بیٹا دونوں کو صحبت میسر آئی اور روایت بھی۔ اس کا نسب بقول ابو عمر مرہ بن وہیب بن جابر ہے۔ ابن منذہ اور ابو نعیم نے مرہ بن ابی مرہ ثقفی والد یعلیٰ بن مرہ لکھا ہے۔ ان کے

ان کے بیٹے نے روایت کی ہے۔

یونس بن بکیر نے اعمش سے انھوں نے مہمال سے انھوں نے یعلیٰ بن مرہ سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں۔
میں ایک سفر میں رسول کریم کے ساتھ تھا۔ میں نے آپ سے ایک عجیب واقعہ کے ظہور کا مشاہدہ کیا۔ ایک عورت
ایک آسیب زدہ بچے کو لیے حضور کے پاس آئی۔ آپ نے فرمایا۔ اے دشمنِ خدا میں اللہ کا رسول ہوں۔ تو دفع
ہو جا۔ وہ بچہ ٹھیک ٹھاک ہو گیا۔

یحییٰ بن عیسیٰ وغیرہ نے اعمش سے اسی طرح نقل کیا ہے اور وکیع نے اعمش سے انھوں نے مہمال سے،
انھوں نے یعلیٰ بن مرہ سے روایت کی کہ انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے عجیب و غریب واقعہ کا مشاہدہ
کیا اور پھر واقعہ بیان کیا۔

(سیدنا) مرہ بن صابی الشکری (رضی اللہ عنہ)

ان کا والد اپنے قبیلے کا سردار تھا۔ جناب مرہ نے سلیمہ کذاب کو فیض و بلیغ اشعار میں تنبیہ کی۔ ابن اسحاق نے ان
کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرہ بن عمرو (رضی اللہ عنہ)

بن حبیب بن واثلہ بن عمرو بن ثیبان بن محارب بن قرشی الفہری جن کا تعلق مسلمۃ الفتح سے ہے۔
یحییٰ نے ہاسنادہ ابن ابی قاسم سے، انھوں نے عمرو بن علی سے۔ انھوں نے سفیان بن عیینہ سے، انھوں نے
صفوان بن سلیم سے، انھوں نے انیسہ ام سعید بنت مرہ سے روایت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ میں
اور یتیم کا کفیل (اس کے لیے ہو یا کسی اور کے لیے) جنت میں اکٹھے ہوں گے۔ ابو عمر، ابو موسیٰ اور ابو نعیم نے
اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مرہ بن عمرو العقیلی (رضی اللہ عنہ)

ابو بکر اسماعیلی نے ان کا ذکر کیا ہے اور ہاسنادہ محمد بن مطلب سے، انھوں نے علی بن قرین سے انھوں نے
خشرم بن حسین العقیلی سے، انھوں نے عقیل ظریف العقیلی سے انھوں نے مرہ بن عمرو سے روایت کی کہ میں نے
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی اور آپ نے سورۃ فاتحہ کی تلاوت کی۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔
لیکن ہم کئی مقام پر بیان کر آئے ہیں کہ یہ شخص ضعیف الروایت ہے۔

(سیدنا) مرہ بن کعب (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت میں ان کا نام کعب بن مرہ سلمی پہری ہے جن کا تعلق بہز بن حارث بن سلیم بن منصور سے ہے۔ پہلے بصرے میں اور پھر شام میں سکونت اختیار کی۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ مرہ بن کعب درست ہے، ایک روایت ہے کہ یہ دو مختلف آدمی ہیں مگر یہ غلط ہے اور ہم اس کا ذکر کعب کے باب میں کئی مقام پر کر آئے ہیں اور انھوں نے ۵۰ ہجری میں اردن میں وفات پائی۔

ان سے عبداللہ بن شقیق، جبیر بن نفیر اور اسامہ بن خرم نے روایت کی۔ ہم نے کئی آدمیوں سے ہاسادہم ابوی سے، انھوں نے محمد بن بشر سے، انھوں نے عبدالوہاب ثقفی سے، انھوں نے ایوب سے، انھوں نے ابوقلابہ سے، انھوں نے ابوالاشعث الصنعانی سے روایت کی۔ شام میں کچھ خطیب خطبہ دینے لگے، ان میں صحابہ کرام بھی تھے۔ آخر میں جو آدمی اٹھا۔ اس کا نام مرہ بن کعب تھا۔ انھوں نے کہا کہ اگر میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث نہ سنی ہوتی، تو میں نہ اٹھتا۔ آپ نے آنے والے فتنوں اور ان کے قرب کا ذکر فرمایا۔ اتنے میں وہاں سے ایک شخص چادر میں لپٹا لپٹا یا مجھے ملا۔ حضور نے فرمایا۔ یہ آدمی آج ہدایت پر ہے۔ میں اٹھ کر اس کے پیچھے ہولیا، دیکھا کہ وہ عثمان رضی اللہ عنہ بن عفان تھے۔ پھر میں ان کے سامنے ہو گیا اور انھیں بتایا کہ جو کچھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا۔ انھوں نے ہاں کہا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب مہم وز

(سیدنا) مزد بن ضرار (رضی اللہ عنہ)

بن ثعلبہ بن حرمہ بن سیفی بن اصرم بن ایاس بن عبد غنم بن جاش بن بجالہ بن مالک بن ثعلبہ بن سعد بن فہیان، ایک روایت کی رو سے ان کا نام ضرار بن سنان بن امیہ بن عمرو بن جاش بن بجالہ عطفانی، فہیانی الشعلبی ہے۔ یہ شاخ کے بھائی تھے اور ان کا نام یزید تھا، مگر عرف مزد تھا اور انھیں مزد و درج ذیل شعر کی وجہ سے کہتے تھے۔

فَقُلْتُ تَزِدُّهُ عَابِدٌ فَاِشْنِي لَزِدِّ الْمَوَالِي فِي السِّنِّ مَزْرَدٌ

ترجمہ: میں نے کہا، کہ عید اسے نگل جائے گا۔ کیونکہ میں بھی مشکلات میں موالی کو نگل جاتا ہوں۔

مزد و حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ذیل کے اشعار پڑھے :

(۱) تَعْلَمُ رَسُولُ اللَّهِ أَنَّا كَانُوا أَفَانًا بَاثِمًا ثَعَالِبُ ذِي غَسَلِ
(ترجمہ) رسول کریم کو بتا دو کہ ہم نے اٹھار کی مدد سے ذی غسل کی لومڑیوں کو تباہ کر دیا ہے۔

(۲) تَعْلَمُ رَسُولُ اللَّهِ لَمْ أَدْرِ مِثْلَهُمْ أَحْسَنًا عَلَى الْإِدْنِي وَاحِدًا لِلْفَصْلِ
(ترجمہ) رسول کریم کی خدمت میں عرض کیجئے کہ میں نے ان کی طرح ادنیٰ پر مہربان اور قطع تعلق کو ناجائز گردانے والا نہیں دیکھا۔

امام ان کے قبیلے کا نام ہے۔ وہ اپنے قبیلے کی بھوکیا کرتے اور لوگ سمجھتے کہ وہ اپنے مہالوں کی بھوک رہے ہیں۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مزیدہ بن جابر العبیدی العصری (رضی اللہ عنہ)

ان کا شمار اہل بصرہ میں ہوتا ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے انکی نسبت اسی طرح بیان کیا ہے۔ ابو عمر نے مزیدہ العبیدی لکھا اور عصری کا نام نہیں لیا۔ ابن الکلبی نے مزیدہ بن مالک بن ہمام بن معاویہ بن ثبابہ بن عامر بن خطمہ بن محارب بن عمرو بن ودیعہ بن یکنز بن افصی بن عبد القیس لکھا ہے، لیکن عصری کی نسبت کا ذکر نہیں کیا۔ مگر ابن مندہ اور ابو نعیم نے انھیں عصری لکھا ہے اور کہا ہے کہ وہ ہود بن عبد اللہ بن سعد بن مزیدہ کے دادا تھے۔

ہود بن عبد اللہ العصری نے اپنے دادا مزیدہ سے روایت کی کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کے ہاتھوں کو بوسہ دیا۔

یحییٰ بن محمود نے اذناہ اسناد خود ابو بکر احمد بن عمرو سے روایت کی کہ انھوں نے محمد بن صدران سے انھوں نے طالب بن حجر العبیدی سے۔ انھوں نے ہود العصری سے انھوں نے اپنے دادا سے سنا کہ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ سے گفتگو فرما رہے تھے ارشاد فرمایا کہ ابھی اس طرف سے کچھ سوار تہاے آئے سامنے آنے کو ہیں جنھیں تم اہل مشرق کے بہترین افراد کہہ سکتے ہو۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے اور اس طرف کو چل دیے۔ ان کی ملاقات تیرہ سواروں سے ہوئی، جنھیں انھوں نے خوش آمدید کہا اور پوچھا کہ کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو۔ کہا بنو عبد القیس سے۔ کیا تم اس علاقے میں تلواروں کی تجارت کے لیے آئے ہو۔ کہا نہیں معلوم ہوتا ہے، تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ملاقات کو آئے ہو۔ پس وہ انھیں ساتھ لیے حضور کی طرف

لے چلے۔ وہاں پہنچے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا، کہ یہ ہیں وہ صاحب جنہیں تم ملنے آئے ہو۔
یہ سنتے ہی انھوں نے اونٹوں سے چھلانگیں لگائیں۔ کچھ تیز تیز چلے، کچھ بھاگے اور کچھ آہستہ آہستہ چل کر
خدمت اقدس میں پہنچے۔ حضور اکرمؐ کے ہاتھ تھامے، چومے اور پھر قریب ہو کر بیٹھ گئے۔ اشج جو سب سے
چھوٹا تھا وہ پیچھے رہ گیا۔ اُس نے اپنا اونٹ بٹھایا، اسے رسی سے باندھا، ساتھیوں کے سامان کو اکٹھا کیا
اور پھر متانت سے چلتا ہوا حضور اکرمؐ کے پاس آیا اور آپؐ کے ہاتھ کو بوسہ دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
فرمایا۔ تم میں دو خصلتیں ایسی ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہیں۔ اس نے دریافت کیا: یا رسول اللہ وہ
کون کون سی ہیں فرمایا، وقار اور احسان فرض اس نے پوچھا: یا رسول اللہ! یہ اوصاف جلی ہیں یا کسی
حضور نے فرمایا۔ جلی، اس پر اس نے کہا، ہر تعریف کا سزاوارہ خدا ہے جس نے مجھے ایسی جلی عطا فرمائی، جو اسے
اور اس کے رسول کو پسند ہے۔

اسماعیل بن علی نے باسنادہ ابو عبسی ترمذی سے۔ انھوں نے محمد بن صدران ابو جعفر البصری سے انھوں
نے طالب بن حجر سے۔ انھوں نے ہود بن عبد اللہ سے، انھوں نے اپنے دادا مزیدہ سے روایت کی کہ وہ
فتح مکہ کے دن حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے، دیکھا کہ آپؐ کی تلوار پر سونے اور چاندی کے حلقے وغیرہ
تھے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

اس روایت میں سب نے مزیدہ کو مرد قرار دیا ہے، لیکن ابو نعیم نے دوبارہ ان کا ذکر صحابیات میں عورت
سمجھ کر کیا ہے۔ حالانکہ وہ مرد ہیں۔

باب مہم وس

(سیدنا) مساحق ابو نوفل (رضی اللہ عنہ)

نضر بن علی نے سفیان سے انھوں نے عمرو بن دینار سے انھوں نے عبد الملک بن نوفل بن مساحق سے
اس نے باپ سے اُس نے اس کے دادا سے روایت کی کہ جب بھی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کوئی سریہ
روانہ کرتے تو فرماتے، جب تم کوئی مسجد دیکھو یا موزن کی اذان سنو، تو کسی سے جنگ نہ کرو یا لیا س نے سفیان
سے۔ انھوں نے عبد الملک سے خود روایت کی (ان میں عمرو کا نام نہیں) انھوں نے ابن عصام المزنی سے، انھوں نے

اپنے والد سے روایت کی۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسافع الدیلمی ابو عبیدہ (رضی اللہ عنہ)

انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سماع کیا۔ امام بخاری نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ مالک بن عبیدہ بن مسافع الدیلمی نے اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا سے روایت کی کہ حضور اکرم نے فرمایا۔ اگر عبادت گزار بندے، شیر نوش بچیاں اور گھاس چرنے والے چرند نہ ہوتے۔ تو خدا تم پر اپنا عذاب اندیل دیتا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسافع بن عیاض (رضی اللہ عنہ)

بن صخر بن عامر بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی قرشی تھی۔ وہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے خالہ زاد بھائی تھے۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ انھیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی، لیکن ان کی کوئی حدیث یاد نہیں۔

زبیر اور عدوی کہتے ہیں کہ مسافع اور حسان بن ثابت دونوں شاعر تھے اور لوگوں کی آرا ان کے بارے میں مختلف تھیں۔ اور وہ انھیں ایک دوسرے پر فضیلت دیتے تھے۔ چنانچہ ہم ذیل میں حسان بن ثابت کے ہجو پر اشعار نقل کرتے ہیں :

(۱) يَا آلَ تَيْمٍ اَلَا تَتَمَعُونَ جَاهِلَكُمْ قَبْلَ الْقَذَافِ بِصَمِّ كَالْجَلَا مِيد
ترجمہ: اے بنو تیم! کیا تم اپنے جاہل کو، جو گالیاں بکنے سے پہلے سنگ خارا کی طرح خاموش رہتا ہے روکتے نہیں ہو۔

(۲) فَتَنَّهُنَّوَهُ فَاَتَى غَيْرَ قَادِرٍ كَسُوْا اِنْ عَادَ مَا اهْتَزَمَا عِنِّيْ قُرَى عَوْجٍ
ترجمہ: پس ہم اسے روکیں گے اور میں تمہیں اس وقت تک نہیں چھوڑوں گا۔ جب تک کہ وہ پانی جو زمین سے لکڑی میں داخل ہوتا ہے اسے حرکت دیتا رہے گا۔

(۳) لَوْ كُنْتُ مِنْ هَاشِمٍ اَوْ مِنْ بَنِي اَسَدٍ اَوْ عَبْدٍ شَمْسٍ اَوْ اَصْحَابِ اللُّوْى صِيد
ترجمہ: کاش میں بنو ہاشم یا بنو اسد یا بنو عبد الشمس یا صاحب علم بنو صیدا سے ہوتا

(۴) اَوْ بَنِي لُؤْلُؤٍ اَوْ وَلَدٍ مُّطَلَّبٍ لِّلّٰهِ دَرَكٌ لِّقَتْلِهِمْ بِشَهْدِيْدٍ
ترجمہ: کاش میں بنو لؤلؤ یا بنو مطلب سے ہوتا۔ خدا تیرا بھلا کرے تو میری ہجو کی جرأت نہ کر سکتا۔

(۵) اَوْ مِنْ بَنِي زَهْرَةَ الْاَبْطَالِ قَدْ عَرَفُوا اَوْ مِنْ بَنِي جُحِشِ الْخَضِرِ الْجَلَدِ عَيْدُ
ترجمہ:- یا میں بنو زہرہ کہہ رہا ہوں، جن کے جانباز مشہور ہیں، یا بنی جحش سے ہوتا۔ جو بڑے مرفہ الحال اور
سخت کوشش ہیں۔

(۶) اَوْ فِي الذَّوَابَةِ مِنْ تَيْمٍ اِذَا اَنْتَبَهَوْا اَوْ مِنْ بَنِي الْحَارِثِ الْبَيْضِ الْاَمْلَاجِ
ترجمہ:- یا میں بنو تیم کے متعلقین سے ہوتا، اور بنو حارث سے جو روشن چہرہ اور قابل احترام لوگ ہیں۔
(۷) لَوْ اَنَّ الرَّسُولَ وَاِنِّي لَسْتُ عَاصِيهِ حَتَّى يُغَيِّبَنِي فِي الْمَسِّ مَلْحُودِي
ترجمہ:- اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نہ بھی ہو۔ جب بھی میں ان کی نافرمانی نہیں کروں گا۔ تا آنکہ مجھے
قبر میں دفن کر دیا جائے۔

(۸) وَصَاحِبُ الْغَارِ اِنِّي سَوْفَ اَحْفَظُهُ وَطَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ ذُو الْجُودِ
ترجمہ:- اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے رفیق غار جن کی میں حفاظت کروں گا، اور نیز طلحہ بن عبید اللہ جو
بڑا کریم النفس ہے۔
ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مستظل بن حصین (رضی اللہ عنہ)

زمانہ جاہلیت کے آدمی ہیں اور تابعی ہیں۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) المستنیر بن صعصعہ الحِزْرَی (رضی اللہ عنہ)

علامہ ابن حضرمی کے اس خط میں جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لکھ کر دیا تھا۔ ان کا ذکر اس کے گواہوں
میں ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) المستورد بن جیلان العبدی (رضی اللہ عنہ)

اوزاعی نے سیمان بن جبیب سے روایت کی، انھوں نے ابو امامہ سے سنا کہ رسول کریم نے فرمایا۔ جلد ہی تم
میں اور سلطنتِ روم میں بدھ وار کے دن چار مصالحتیں ہوں گی، ایک ایسے آدمی کے ہاتھ پر، جو ہر قتل کے
خاندان سے ہوگا۔ بنو عبد القیس کے ایک آدمی مستورد بن جیلان نے دریافت کیا، یا رسول اللہ! ان دنوں
مسلمانوں کا امام (لیڈر) کون ہوگا۔ فرمایا، میری اولاد میں سے ایک شخص جو چالیس برس کا ہوگا۔ ابو موسیٰ نے
ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مستورد بن شداد (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن حسل بن اجب بن حبیب بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر القرشی الفہری: ان کی والدہ کا نام وعد بنت جابر بن حسل بن اجب تھا، جو کمرز بن جابر کی ہمشیرہ تھی۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وفات پائی تو بقول واقدی یہ لڑکے تھے اور لوگوں کا خیال ہے کہ انھیں حضور سے سماع کا موقع ملا اور حضور کی بات اچھی طرح دماغ میں محفوظ رکھی اور کوفہ میں سکونت اختیار کی۔ بعد ازاں مصر چلے گئے۔ چنانچہ ان سے اہل کوفہ اور نیز اہل مصر نے روایت کی۔ اہل کوفہ میں قیس بن ابی حازم، شعبی اور ربیع بن خراش تھے اور مصریوں میں ابو عبد الرحمن حبیلی، عبد الرحمن بن جبر اور علی بن رباح ہیں۔

اسماعیل بن ابی خالد نے قیس سے، انھوں نے مستورد بن شداد سے جو بنو فہر کا بھائی تھا اور انھوں نے رسول کریم سے سنا۔ آپ نے فرمایا: دنیا کی مثال آخرت کے مقابلے میں ایسی ہے، جیسے کوئی شخص اپنی انگلی سمندر میں ڈال دے اور پھر انتظار کرے اور دیکھے کہ انگلی کیا لے کے آتی ہے۔

ابو منصور بن مکارم نے باسنادہ معافی بن عمران اور اسی سے روایت کی۔ کہ ان کو حارث بن یزید نے عبد الرحمن بن جبر سے انھوں نے مستورد بن شداد سے روایت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ جو شخص ہمارا عامل ہو۔ اسے بیوی کا انتظام کرنا چاہیے۔ اور جس کے پاس نوکر نہ ہو اور مکان ہو اسے چاہیے، کہ ان دو ضرورتوں کی فراہمی کا بند و بست کرے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مستورد بن منہال (رضی اللہ عنہ)

بن قنفذ بن عصب بن سہیب بن حی بن وائل بن جشم بن مالک بن کعب بن القین بن جسر بن سبع اللہ بن وہرہ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعة: انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی یہ طبری کا قول ہے۔

(سیدنا) مسرع بن یاسر الجہنی (رضی اللہ عنہ)

محمد بن ابوبکر بن ابی عیسیٰ نے کوشیدی سے انھوں نے ابن ریدہ سے انھوں نے طبرانی سے انھوں نے علی بن ابراہیم خزاعی سے انھوں نے عبد اللہ بن داؤد بن دہاث بن اسماعیل بن عبد اللہ بن مسرع بن یاسر بن ہویدہ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے اپنے والد دہاث سے انھوں نے اپنے باپ اسماعیل سے روایت کی کہ ان کے والد عبد اللہ نے اپنے والد مسرع سے روایت بیان کی۔ انھیں یاسر نے بتایا کہ حضور اکرم

صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں خیل (نواح مدینہ میں ایک بستی) کو روانہ کیا اور ان کی بیوی حاملہ تھی۔ اس اثناء میں ان کی بیوی نے ایک بچہ جناب جسے وہ اٹھا کر حضورؐ کے پاس لائیں اور کہا: یا رسول اللہ! یہ بچہ ابھی پیدا ہوا ہے۔ اس کا باپ خیل میں ہے۔ آپؐ اس کا نام رکھ دیں۔ آپؐ نے بچہ لے لیا۔ اس پر ہاتھ پھیرا اور ان کے لیے دعائے خیر فرمائی اور نام مسرع رکھا۔ کیونکہ اُس نے آنے میں جلدی کی ہے۔ سو یہ مسرع بن یا سیر ہے۔
(سیدنا) مسروح البو بکر (رضی اللہ عنہ)

یہ حارث بن کارہ الثقفی کے مولیٰ تھے۔ طائف کے دن ایمان لائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی کنیت ابو بکر رکھی، کیونکہ وہ طائف سے صبح کے وقت نکلے تھے۔ ایک روایت میں ان کا نام نضیع بن حارث مذکور ہے اور ہم اثناء اللہ کنیتوں کے باب میں پھر ان کا ذکر کریں گے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسروق بن اجدع الہمدانی (رضی اللہ عنہ)

زمانہ جاہلیت کے آدمی ہیں۔ تابعی ہیں اور کنیت ابو عائشہ ہے۔ حضرت علیؑ اور ابن مسعودؓ سے روایت کی ہے۔ ابو موسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسروق بن وائل حضرمی (رضی اللہ عنہ)

حضرت موت کے وفد کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ ابو نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔ بن عبد مناف بن قصی۔

(سیدنا) مسطح بن اثاثہ (رضی اللہ عنہ)

بن عباد بن مطلب بن مناف بن قصی قرشی مطلبی: ان کی کنیت ابو عبادہ یا ابو عبد اللہ تھی۔ ان کی ماں کی کنیت ام مسطح تھی۔ اور ابو رہم بن مطلب بن عبد المناف کی دختر تھیں اور ام مسطح کی ماں کا نام رائلہ بنت صخر بن عامر بن کعب تھا اور حضرت ابو بکر صدیقؓ کی خالہ تھیں۔

سطح غزوہ بدر میں موجود تھے اور واقعہ انک کو خواہ مخواہ ہوا دی تھی۔ اور بطور سزا انھیں درے مارے گئے تھے۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ رضی اللہ عنہ ان کی مالی امداد کرتے تھے۔ قسم کھائی کہ اب ان کی امداد نہیں کریں گے اس پر مندرجہ ذیل آیت نازل ہوئی۔ وَلَا يَاقِلْ أُولَ الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ الْخ۔ چنانچہ ابو بکرؓ نے ان کا وظیفہ جاری کر دیا۔

ایک روایت میں ہے کہ مسطح ان کا لقب تھا اور عوف نام اور بہن کا نام ہند تھا۔ مسطح نے ۶۵ برس کی عمر میں ۳۴ ہجری میں وفات پائی۔ ہم ان کا ذکر ان لوگوں میں بھی کر آئے ہیں، جن کا نام عوف تھا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن اسود بن حارثہ بن نضد بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب القرشی العدویؓ یہ اور ان کے بھائی مطیع ان ستر آدمیوں میں شامل تھے۔ جنہوں نے نوعدی میں سے ہجرت کی تھی۔ ان کی مال عجماء عامر بن فضل بن عقیف بن کلیب بن حبشہ بن سلول کی بیٹی تھی۔ دونوں بھائیوں کو ابن العجماء کہتے تھے۔ بیعت رضوان میں موجود تھے اور جنگ موٹہ میں شریک ہوئے تھے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن منذہ نے ان کے نسب کے بارے میں دوسروں سے اختلاف کیا ہے: مسعود بن اسود بن عبد اللہ بن بلال بن عمر۔ مگر یہ نسب بنو مخزوم کا ہے اس لیے یہ غلط ہے۔ اسی طرح میں ابن منذہ نے باسنادہ ابن اسحاق سے روایت کی ہے کہ نوعدی بن کعب سے، مسعود بن اسود جنگ موٹہ میں موجود تھے۔ ان میں تضاد پایا جاتا ہے۔ مگر آخر الذکر روایت درست ہے۔ ابو جعفر نے باسنادہ یونس بن بکیر سے انہوں نے ابن اسحاق سے نوعدی کے ان لوگوں کے ناموں کے سلسلے میں جو غزوہ موٹہ میں موجود تھے۔ ان کا نام مسعود بن اسود بن حارثہ بن نضد لکھا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن اسود البلویؓ یہ بلی بن الحاف بن قضاعہ کی نسل سے تھے۔ ایک روایت میں ان کا نام مسعود بن مسور مذکور ہے۔ صلح حدیبیہ میں نیز بیعت رضوان میں موجود تھے۔ مصری شمار ہوتے ہیں۔ انہوں نے امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے افریقہ میں غزا کی اجازت طلب کی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ افریقہ دغا باز ہے اور آدمی اس سے دھوکہ کھا جاتا ہے۔

ان سے علی بن رباح وغیرہ نے مصریوں سے روایت کی اور ابن ابیہیہ کے مطابق۔ ان کی حدیث حارث بن یزید نے علی بن رباح سے اور انہوں نے مسعود بن مسور سے روایت کی۔ انہیں حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ اور بیعت رضوان میں موجود تھے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(اسیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن اوس بن اصرم بن زید بن ثعلبہ بن غنم بن مالک بن بخار النضاری، خزرجی بخاری، یہی قول ہے ابن منذر
الولعیم ابو عمر ابن اسحاق اور ابو معشر کا۔ ابو عمر نے اس میں تھوڑی سی تبدیلی کی ہے، مسعود بن اوس بن زید بن اصرم
یہی قول ہے واقدی۔ ابن الکلبی اور ابن عمارۃ الانضاری کا۔

ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ غزوہ بدر میں شریک تھے، عبید اللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے انھوں نے
ابن اسحاق سے یہ سلسلہ شریکائے بدر از بنو زید بن ثعلبہ، مسعود بن اوس کا ذکر کیا۔ یہ صاحب فتح مصر میں موجود تھے۔
یہ وہی صاحب ہیں، جو وتر کے وجوب کے قائل ہیں۔ اس کا ذکر عبادہ بن صامت سے کیا گیا۔ تو انھوں نے کہا کہ ابو
محمد نے غلط کہا ہے۔ وہ غزوہ بدر کے بعد وقوع پذیر تمام غزوات میں شریک رہے اور حضرت عمر کے زمانہ خلافت
میں فوت ہوئے۔ ابن کلبی کی رائے ہے کہ وہ اس کے بعد بھی بہت عرصہ تک زندہ رہے۔ چنانچہ معرکہ صفین میں
حضرت علی کے لشکر میں تھے۔ ہم نے ان کا ذکر کنیتوں کے عنوان کے تحت بھی کیا ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے
یہی بن منذر نے اپنے دادا کی روایت پر استہراک کیا ہے۔ انھوں نے مسعود بن اوس کا نام لیا ہے،
لیکن غزوہ بدر میں شرکت کا ذکر نہیں کیا۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ ان کے دادا نے اس کا ذکر کیا ہے اور سلسلہ نسب
اسی طرح بیان کیا ہے جس طرح ہم لکھ آئے ہیں۔

(اسیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن اوس بن زید بن اصرم: یہ غزوہ بدر میں موجود تھے۔ الولعیم نے مذکورہ بالا ترجمہ کے بعد ان کا علیحدہ ذکر کیا
ہے، اور باسنادہ موسیٰ بن عقبہ سے انھوں نے ابن شہاب سے یہ سلسلہ تذکرہ شریکائے بدر از النضاری بنو خزرج۔
جن کا تعلق بنو زید بن ثعلبہ بن غنم سے ہے۔ مسعود بن اوس بن زید بن اصرم سے۔ روایت کی ہے اور اسی طرح
باسنادہ ابراہیم بن سعد سے، انھوں نے ابن اسحاق سے یہ سلسلہ شریکائے بدر از زید بن ثعلبہ، مسعود بن اوس کا ذکر کیا
ہے۔ یہ الولعیم کا قول ہے اور غلط ہے۔ کیونکہ مسعود بن اوس بن زید بن اصرم تو وہ شخص ہیں۔ جن کا ترجمہ ہم اس سے
پہلے لکھ آئے ہیں۔ الولعیم کو اشتباہ پڑ گیا ہے، کیونکہ انھوں نے اس ترجمے کو اس طریقے سے بیان کیا ہے، جیسا
کہ ابو معشر اور ابن اسحاق نے ان کا سلسلہ نسب بیان کیا ہے۔ اور یہاں ان کا ذکر، کلبی، واقدی اور ابن عمارہ کے
قول کے مطابق بیان کیا ہے، لیکن ابن اسحاق سے۔ اس ترجمے میں جو روایت مروی ہے۔ اس کا سلسلہ نسب اوپر
تک بیان نہیں کیا گیا، تاکہ اس سے ظاہر ہو جائے کہ جو کچھ مسعود بن اوس نے کہا ہے وہ کافی ہے۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

الشفقی: انھوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا، اور یہ تابعی ہیں۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن خراش، ان کے بھائی کا نام ربیع بن خراش تھا۔ امام بخاری کہتے ہیں کہ انہیں صحبت نصیب ہوئی، لیکن ابو حاتم رازی انکار کی ہیں۔ جناب مسعود نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور طلحہ بن عبید اللہ سے روایت کی اور ان سے ان کے بھائی ربیع نے ابو بزیدہ سے روایت کی۔ ابن مندہ اور ابوالنعیم کا قول ہے کہ وہ زمانہ جاہلیت کے آدمی ہیں اور انھیں صحبت میسر نہیں آئی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن حکم بن ربیع بن عامر بن خالد بن عامر بن زریق الانصاری ازرقی: ان کی ماں حبیبہ بنت شریق بن حنظلہ تھیں۔ بن کا تعلق بنو ہذیل سے تھا۔ جناب مسعود کی کنیت ابو ہارون تھی۔ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے، مدینہ کے جلیل القدر کریم النفس لوگوں میں شمار ہوتے تھے اور جلیل القدر تابعی تھے۔ انھوں نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ انھوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بار غار جنازہ پڑھائی۔ پہلے کھڑے ہوئے اور پھر بیٹھ گئے۔

ان سے نافع بن جبر بن مطعم، محمد بن المنکدر اور ابوالزناد نے روایت کی ہے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن خالد الخزاعی: ولید بن مسعود بن خالد نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک بکری خریدی۔ میں کسی کام کے لیے باہر چلا گیا۔ جب واپس آیا تو دیکھا کہ حضور نے گوشت کا ایک ٹکڑا ہمارے یہاں بھیج دیا تھا۔ میں نے بیوی سے پوچھا تو اس نے صورت حال بیان کی۔ میں نے کہا کہ تو نے یہ گوشت کیوں پکا کر بچوں کو نہیں کھلایا۔ اس نے کہا۔ وہ سب پیٹ بھر کر کھا چکے ہیں، حالانکہ اس سے پہلے وہ دواؤں پر بکریاں بھی ذبح کرتے تھے۔ اور ان کو کفایت نہ کرتی۔ ابن مندہ اور ابوالنعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن خالد الزرقی: ایک روایت میں مسعود بن سعد بن خالد آیا ہے اور موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب سے بنو خزرج کے قبیلے بنو زریق کے، ان لوگوں کے سلسلے میں جو غزوہ بدر میں موجود تھے، ان کا سلسلہ نسب مسعود بن خالد بن عامر بن مخلد بن زریق بیان کیا ہے۔

عبداللہ بن سہیل نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے، ان لوگوں کے سلسلے میں جو قبیلہ زریق بن عامر سے غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے، مسعود بن خالد بن عامر بن مخلد لکھا ہے۔ واقدی نے بھی ایسا ہی بیان کیا ہے اور جناب مسعود غزوہ اُحد میں بھی شریک تھے۔ ابو عمر اور ابوالنعمان نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ہاں دونوں میں فرق یہ ہے کہ ابو عمر نے مسعود بن خلدہ لکھا ہے اور سلسلہ نسب بہ طریق مذکور بالا بیان کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے جعفر سے ان کا نسب بہ طریق ذیل بیان کیا ہے۔ — مسعود بن خلدہ بن عامر حسب سابق۔ ان کی حدیث ان کے بیٹے عامر نے روایت کی ہے۔ پھر جعفر نے مسعود بن مالک بن عامر بیان کیا ہے۔ بقول ابو موسیٰ وہ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ اور دونوں کو محمد بن اسحاق کی طرف منسوب کیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن ربیعہ: ایک روایت کے مطابق ان کا نسب یوں ہے: ابن الربیع بن عمرو بن سعد بن عبد العزیٰ بن حمالہ بن غالب بن عائدہ بن نضیع بن ہون بن خزیمہ بن مدرکہ۔ یہ نسب ابو عمر کا بیان کردہ ہے، لیکن ابن منذہ اور ابوالنعمان نے بطریق ذیل لکھا ہے: مسعود بن ربیعہ بن عمرو القاری۔ ابن الکلبی کہتا ہے: مسعود بن عامر بن ربیعہ بن عمیر بن سعد بن عبد العزیٰ بن محلم بن غالب بن عائدہ بن نضیع بن ملح بن ہون بن خزیمہ۔ اور قارہ ہون بن خزیمہ کا خاندانی لقب ہے۔ اور مسعود بنونہ ہرہ کا حلیف تھا اور مدینہ میں ان کے خاندان کو بنو القاری کہتے تھے۔

یہ صاحب قدیم الاسلام ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دار ارقم میں منتقل ہوتے سے پہلے مسلمان ہو گئے تھے۔ مدینہ کو ہجرت کی اور حضور نے ان میں اور عبید بن تیہان میں موافات قائم کی تھی۔ غزوہ بدر میں شریک ہوئے تھے۔

ابو جعفر بن احمد نے باسنادہ جو یونس تک ہے، ابن اسحاق سے شرکائے بدر میں بنو کلاب اور ان کے حلیف اور مسعود بن ربیعہ بن عمرو بن سعد بن عبد العزیٰ جو بنو قارہ سے تعلق رکھتے ہیں، شامل تھے یہ لاولد تھے۔ بروایت واقدی، ابو معشر اور طبری انھوں نے ۳۰ ہجری میں وفات پائی۔ ان کی عمر ساٹھ برس سے زائد تھی۔ تینوں نے

ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن رخیل بن غانڈ بن مالک بن حبیب بن نبیح بن ثعلبہ بن قنقد بن علاوہ بن سبیع بن بکر بن اشجع الاشجعی؛ غزوہ احزاب میں اسلام کے خلاف اپنے قبیلے اشجع کے کماندار تھے۔ بعد میں اسلام لائے اور قابلِ قدر خدمات بجالائے ابو جعفر الطبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر نے بھی ان کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن زرارہ؛ یہ ابو امامہ اسعد بن زرارہ کے چھوٹے بھائی تھے۔ غزوہ اُحُد اور بعد کے غزوات میں شامل رہے۔ یہ عدوی کا قول ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن زید بن سبیع؛ ان کی کنیت ابو محمد تھی۔ یہ وہ صاحب ہیں جن کے بارے میں ہم پیشتر لکھ آئے ہیں کہ وہ وتر کے وجوب کے قائل تھے اور جن کے بارے میں عبادہ نے کہا تھا کہ ان کا یہ خیال غلط ہے۔ یہ ابو جعفر کا قول ہے۔

موسیٰ بن عقبہ نے امام زہری سے بدروایت شُرکائے بدر ان کا نام مسعود بن زید لکھا ہے اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے، لیکن جیسا کہ ہم مسعود بن اوس بن اصرم کے ترجمے میں لکھ آئے ہیں۔ وجوب وتر کے قائل مسعود بن اوس ہیں، نہ کہ مسعود بن زید۔ ابن مندہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اس پر ابو موسیٰ نے استدراک کیا ہے، میرے خیال میں ابو موسیٰ بھی یہی کہنا چاہتے ہیں، لیکن ان سے اوس بن اصرم کا نام رہ گیا ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے، اور نیز یہ کہ وہ شُرکائے بدر سے تھے۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن سعد؛ یہ ابن اسحاق کا قول ہے۔ لیکن موسیٰ بن عقبہ، ابو معشر اور محمد بن عبد اللہ بن عمارۃ الانصاری کا خیال ہے کہ ان کا نسب مسعود بن عبد سعد ہے، واقدی نے مسعود بن عبد مسعود لکھا ہے اور سب ان کا سلسلہ نسب بنو ادس سے حسب ذیل بیان کرتے ہیں؛ مسعود بن سعد بن عامر بن عدی بن جشم بن مجدعہ بن حارثہ بن حارث بن خزرج بن عمرو بن مالک بن اوس انصاری اوسی حارثی۔ یہ غزوہ بدر میں شریک تھے اور غزوہ خیبر میں شہید ہوئے ابو موسیٰ، ابو عمر اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن سعد بن قیس بن خلدہ بن عامر بن زریق الانصاری زرقی: غزوات بدر اور احد میں شریک تھے اور ہنتر معونہ کے حادثے میں شہید ہوئے۔ ابو عمر نے واقدی سے روایت کی کہ بقول عبداللہ بن محمد بن عمارہ وہ غزوہ خیبر میں شہید ہوئے۔ ابو عمر نے ان کا دوبار تذکرہ کیا ہے۔ ایک میں انھوں نے حسب قول واقدی ان کی شہادت غزوہ خیبر میں بیان کی ہے اور دوسرے میں سانچہ ہنتر معونہ میں۔ ابو نعیم کا قول ہے، کہ ان کی شہادت خیبر میں ہوئی۔ ابو نعیم، ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن سنان الاسلمی: امام زہری نے ان کا ذکر اس حدیث میں کیا ہے جو انہوں نے عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے روایت کی ہے، وہ بیان کرتے ہیں کہ بنو خزرج نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ابو رافع بن ابی الحقیق کو قتل کرنے کی اجازت مانگی۔ آپ نے اجازت دے دی، چنانچہ مندرجہ ذیل اصحاب اس مہم پر روانہ ہوئے، عبداللہ بن عتیک (سرور قوم) عبداللہ بن انیس، مسعود بن سنان، ابو قتادہ اور خزاعی بن اسود، جو بنو اسلم سے تھے، اور بنو خزرج کے حلیف تھے، چنانچہ خیبر جا کر انھوں نے اسے قتل کر دیا۔ یہ ابن مندہ اور ابو نعیم کا قول ہے۔ ابو عمر لکھتے ہیں کہ مسعود بن سنان بن اسود بنو غنم کے حلیف تھے، جو انصاری کی شاخ بنو سلمہ سے تعلق رکھتے تھے۔ غزوہ احد میں شریک تھے اور جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن سنان الانصاری اسلمی: ابو جعفر نے بائسادہ، یونس بن اسحاق سے یہ سلسلہ شہدائے یمامہ: انصار کے بنو سلمہ، بنو صرام اور مسعود بن سنان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن سوید بن عارضہ بن فضل بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب قرشی، عدوی: یہ بنو عدی کے ان ستر آدمیوں میں شامل تھے۔ جو ہجرت کر کے مدینہ آ گئے تھے۔ اور بقول زبیر و ابن کلبی انھوں نے غزوہ موتہ میں وفات پائی۔ نیز زبیر نے لکھا ہے کہ یہ لا ولد تھے۔ یہ مسعود بن اسود بن عارضہ کے جن کا ذکر پیشتر آچکا ہے۔ عمراد تھے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن ضحاک بن عدی بن جابر اللخمی: ان سے عبدالسلام بن مستیر بن مطاع بن زائدہ بن مسعود بن ضحاک نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا مسعود سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کا نام مطاع رکھا اور فرمایا کہ تم اپنی قوم کے مطاع ہو اور پھر انھیں اہلق گھوڑے پر سوار کرایا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ لیکن ابو عمر اور ابن مندہ نے ان کا نام مسعود بن عدی لکھا ہے۔ ابو موسیٰ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا نام مسعود بن ضحاک لکھا ہے اور چونکہ ابن مندہ نے ان کا نام مسعود بن عدی لکھا ہے، اس بنا پر ابو موسیٰ نے انھیں مسعود بن ضحاک کے علاوہ کوئی اور آدمی سمجھا ہے اسی لیے استدراک کیا ہے۔ ابن مندہ نے پھر سے ان سے مستیر بن مطاع بن زائدہ بن مسعود بن عدی بن جابر کی روایت کا اپنے سے اور پھر اپنے دادا سے ذکر کیا ہے۔ اس سے ظاہر ہو گیا کہ جو کچھ ابن مندہ نے بیان کیا ہے۔ دونوں ایک ہیں۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن عبدسعد: ہم ان کا ذکر مسعود بن سعد کے ترجمے میں کر چکے ہیں۔ ابو عمر نے بھی ان کا ذکر اسی طرح کیا ہے، اور جو کچھ ہم نے مسعود بن سعد کے ترجمے میں بیان کیا ہے۔ وہی کچھ ابو عمر نے ان کے بارے میں لکھ دیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن عبیدہ بن مظہر: علامہ طبری لکھتے ہیں کہ مسعود بن عبیدہ اپنے بیٹے نیار کے ساتھ غزوہ اُحد میں موجود تھے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔ عبید اللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ غزوہ ابی سلمہ بن عبد الاسد قطن کے چشمنے پر جو بنو اسد کی ملکیت ہے اور نواح نجد میں واقع ہے۔ یہ لڑائی ہوئی جس میں مسعود بن عروہ مارے گئے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو الثقفی: مدینہ میں سکونت اختیار کی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دربارہ کراہیت سوال ایک حدیث بیان کی۔ ان سے سعید بن یزید نے روایت کی کہ محمد بن جامع العطار ہی وہ اکیلا شخص ہے جس

نے ان سے یہ حدیث روایت کی اور وہ موقوف الحدیث ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ان سے ایک اور حدیث مذکور ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھروں میں پائے جانے والے سانپوں کو مارنے سے منع فرمایا۔ ان سے حسن نے روایت کی۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن عمر و القاری: ان کا تعلق قارہ قبیلے سے تھا۔ غزوہ حنین کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں مال غنیمت کی نگرانی پر مقرر فرمایا تھا اور جہرانہ کے مقام پر تمام جنگی قیدی اور اموال غنیمت ان کی تحویل میں تھا۔ قدیم الاسلام میں۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

فروہ الاسلمی کے غلام: ایک روایت کی رو سے ان کا نام مسعود بن ہنیدہ تھا۔ غزوہ سرلیس میں شریک تھے اور فروہ بربدہ بن سفیان کے والد تھے۔ ایک روایت کے مطابق یہ صاحب ابو نعیم بن حجر الاسلمی کے مولیٰ تھے۔ محمد بن سعد نے ان کا ذکر کیا ہے کہ مسعود بن حجر ابی اوس الاسلمی کے مولیٰ تھے۔ یہ حضور اکرم کے نقیب تھے اور سرلیس کے موقع پر مال نخس کی نگرانی ان کے سپرد تھی۔ یہ واقفی کی روایت ہے۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کی، اور آپ کے بعض اونٹ ٹھک گئے۔ تو ان کے مولیٰ نے آپ کو ایک اونٹ دیا اور اپنے غلام مسعود کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ روانہ کیا۔ اقلح بن سعید نے بربدہ بن سفیان بن فروہ سے انھوں نے اپنے دادا کے غلام سے جس کا نام مسعود تھا۔ روایت کی، ایک روایت کی رو سے ان کا نام سعد تھا۔ جیسا کہ گزر چکا ہے اور وہ واقعہ ہم سعد کے عنوان کے تحت بیان کر چکے ہیں۔ یہ ابو احمد عسکری کا قول ہے۔ عبد الملک بن ہشام کہتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بنو اسلم کے ایک آدمی نے جس کا نام اوس بن حجر تھا۔ سواری کے لیے اونٹ پیش کیا اور اپنا غلام بھی جس کا نام مسعود بن ہنیدہ تھا۔ آپ کے ساتھ مدینہ روانہ کیا۔ واللہ اعلم، تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن قیس بن خلدہ بن مخلد بن عامر بن زریق الانصاری الزرقی، ابن الکلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ مسعود بن قیس میں شبہ ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن وائل: یہ صاحب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے انہیں ایک فرمان لکھ کر دیا، تاکہ وہ اپنے قبیلے کو اسلام کی دعوت دیں۔ خود مشرف بہ اسلام ہوئے، اور قابل قدر کام کیے، حضور سے درخواست کی۔ یا رسول اللہ! آپ میری قوم کی طرف کسی آدمی کو روانہ فرمائیں۔ جو ان میں اسلام کی تبلیغ کرے۔ حضور نے انہیں ایک فرمان لکھ کر تبلیغ کے لیے روانہ فرمایا۔ ابن مندہ اور ابوالنعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسعود (رضی اللہ عنہ)

بن یزید بن سبیع بن سنان بن عبید بن عدی بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمۃ النضاری السلی، عقبہ میں موجود تھے۔ ابن سمین نے باسنادہ یونس بن بکیر سے، انھوں نے ابن اسحاق سے ہر سلسلہ میں کائے بیعت عقبہ ازہو سلمہ اور مسعود بن یزید بن سبیع بن غنم روایت کی ہے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے، لیکن ابو موسیٰ کی رائے ہے کہ مسعود بن یزید بن سبیع ابو محمد کا نام ہے۔ جنھوں نے وجوب وتر کی روایت کی تھی، لیکن وتر کے وجوب کے بارے میں ابن مندہ نے مسعود بن اوس بن اصرم کے ترجمے میں ذکر کیا ہے، ان کے بارے میں ایک روایت مسعود بن اوس بن یزید بن اصرم سے بھی مذکور ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن بکرۃ النضاری: ابن ابی علی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ یحییٰ بن محمود نے اجازۃ باسنادہ از ابن ابی عاصم بیان کیا ہے کہ ہم سے ہشام بن عمار نے ان سے اسماعیل بن عیاض نے ان سے اسحاق بن عبد اللہ نے ان سے ابراہیم بن محمد بن مسلم بن بکرۃ النضاری نے اپنے باپ سے انھوں نے اپنے دادا مسلم بن بکرہ سے روایت کی کہ حضور اکرم نے انہیں بنو قریظہ کی قیدیوں کی نگرانی پر مقرر فرمایا، چنانچہ وہ لڑکوں کے آلہ ہائے تناسل کو دیکھ رہے تھے، جس کے آلہ تناسل میں انتشار پیدا ہوتا۔ اس کی گردن اڑا دیتے اور جس کے نہ ہوتا، اسے غلام میں شمار کرتے۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے اور بیان کیا ہے کہ ابراہیم بن مسلم بن بکرہ نے اپنے باپ سے اس نے اپنے دادا سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ ان کی کتابوں کے ان نسخوں کی بنا پر جو ہمیں میسر آئے ہیں۔ بریں تقدیر بکرہ صحابی کا نام محمد ہے اور وہ جناب مسلم کے بیٹے ہیں حالانکہ صحیح بات وہی ہے، جو ہم بیان کر آئے ہیں۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن بدل التیمی: ان سے ان کے بیٹے حارث بن مسلم نے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ہمیں ایک ہم پر روانہ فرمایا۔ جب ہم ایک قبیلے پر حملہ آور ہوئے اور ہم گھوڑوں پر سوار تھے۔ تو عورتوں اور بچوں نے ہمارا استقبال کیا۔ میں نے اُن سے پوچھا کیا تم امان چاہتے ہو، انہوں نے کہا۔ ہاں۔ میں نے کہا اچھا، حکم شہادت پڑھو، چنانچہ انہوں نے تعمیل کی۔ اس پر میرے احباب نے کہا، ہمیں حصول مال غنیمت کا ایک موقع ملا تھا۔ جو تم نے رائیگاں کھو دیا۔ واپسی پر احباب نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ واقعہ بیان کیا، تو حضور نے فرمایا، کہ تمہیں ہر آدمی کے بدلے میں اتنا اتنا اجر ملے گا۔

اس کے بعد آپ نے مجھے مخاطب ہو کر فرمایا کہ جب تم مغرب کی نماز پڑھ چکو تو یہ دُعا: اللّٰهُمَّ اجْزِنِي مِنَ النَّارِ، سات دفعہ پڑھ لیا کرو۔ اگر اس رات کے دوران میں تمہارا انتقال ہو گیا، تو تمہیں جہنم سے پناہ مل جائے گی۔ اسی طرح اگر تم نے نماز صبح کے بعد یہ دُعا سات بار پڑھ لی اور دورانِ روز میں تم فوت ہو گئے تو عذابِ جہنم سے چھوٹ جاؤ گے۔

ابو احمد عبد الوہاب بن علی نے باسنادہ ابو داؤد سے بالکل اسی طرح، اس حدیث کا کچھ حصہ جو "افاضلیت المغرب" سے شروع ہو کر آخر تک جاتا ہے، اسحاق بن ابراہیم ابو المنصور الدمشقی سے، انھوں نے محمد بن شعیب سے انھوں نے ابوسعید فلسطینی عبد الرحمن بن حسان سے انھوں نے عارت بن مسلم سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن عارت الخزازی المصطلق، یزید بن عمرو بن مسلم الخزازی نے اپنے والد سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سوید بن عامر کے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے

(۱) لَا تَأْمَنَنَّ وَرَأْسُكَ فِي حَرَمٍ إِنَّ الْمَنَآيَا بَجْنَبِي كُلِّ إِنْسَانٍ

ترجمہ: خواہ تم حرم ہی میں رات کیوں نہ بسر کرو و خود کو محفوظ نہ سمجھو۔ کیونکہ موت ہر انسان کے پہلو میں موجود ہے

(۲) وَأَسْكُ طَرِيقًا تَمْشِي غَيْرَ مَحْتَشَعٍ حَتَّى تَقْدَفِي مَا يَمْنَعُنِي لَكَ الْمَانِعُ

ترجمہ: جس راستے پر تو چل رہا ہے، بلا تاحاشا قدم بڑھائے جاتا کہ تو اس خواہش کو پالے، جو قدرت

نے تیرے لیے مقدر کی ہے۔

(۳) وَكُلُّ ذِي صَاحِبٍ يَوْمًا مَفَارِقُهُ وَكُلُّ ذَا ذِي أَبْقِيَّتِهِ فَابِتْ

ترجمہ: ہر آدمی کو اپنے دوست سے ایک دن جدا ہونا ہے۔ اور ہر متاع جس کو تو سنبھال کر رکھے گا، ایک

دن فنا ہو جائے گا۔

(۴) وَالْخَيْرُ وَالشَّرُّ مَقْرُونَانِ فِي قَرْنٍ بِكُلِّ ذَلِكَ يَأْتِيكَ الْجَدِيدُ أَب

ترجمہ:- خیر اور شر ہر دو باہم ملے ہوئے ہیں۔ اور ان کے بعد تجھے نئے نئے خیر و شر سے واسطہ پڑتا رہے گا۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ شخص اسلام کو پاتا، تو مسلمان ہو جاتا۔ اسپر میرے باپ کی آنکھوں میں آنسو آگئے، میں نے کہا۔ آپ ایک کافر کے لیے رو رہے ہیں۔ میرے والد نے کہا، بیٹا! تجدا میں نے مشرکوں میں سید بن عامر جیسا آدمی نہیں دیکھا۔

زبیر بن بکر کا قول ہے کہ یہ اشعار ابوقلابہ کے ہیں اور یہ وہی شخص ہے جس نے بنو ہذیل میں اول ازہر شعر کہے اور ابوقلابہ کا نام حارث بن صعصعہ بن کعب بن طاخہ بن لحيان بن ہذیل تھا۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ زبیر بن عمرو کی روایت، زبیر کے قول سے زیادہ قابل وثوق ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن حبشیہ: ان کے بھائی کا نام ابو قرقصاقہ بن حیدرہ بن حبشیہ تھا۔ زیاد بن سہار نے عروہ بنت عیاض بن ابی قرقصاقہ سے انھوں نے اپنے والد قرقصاقہ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے دریافت فرمایا کیا تمہارا کوئی عزیز ہے۔ میں نے کہا! ہاں رسول اللہ! میرا ایک چھوٹا بھائی ہے، فرمایا! اسے میرے پاس لے آؤ۔ میں اُسے لائی تو اُس نے بیعت کر کے اسلام قبول کر لیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا۔ اس کا کیا نام ہے۔ میں نے عرض کیا میسم۔ حضور نے فرمایا۔ اس کا نام آج سے مسلم ہوگا۔ میں نے کہا درست ہے یا رسول اللہ! ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

ابورائطہ بنت مسلم: مکے میں سکونت رکھ لی تھی۔ ابو عمر کا قول ہے کہ وہ قرشی تھے۔ لیکن یہ نہیں بتایا کہ قریش کی کس شاخ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کی بیٹی نے ان سے روایت کی۔ یہ غزوہ حنین میں موجود تھے۔ حضور نے ان سے ان کا نام دریافت کیا۔ انھوں نے جواب دیا۔ غراب۔ فرمایا۔ تمہارا نام مسلم ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن ربیع الثقفی: ان سے عدل بن ابی جحیفہ نے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سفر کے دوران میں ایک آدمی کو اللہ اکبر اللہ اکبر کہتے سنا۔ فرمایا حق بات کہہ رہا ہے۔ پھر اس نے کلمہ شہادت پڑھا تو

فرمایا۔ اس نے شرک سے بیزاری کا اعلان کیا ہے۔ پھر جب اس نے اشہد ان محمداً رسول اللہ کہا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کلمہ اسے جہنم سے ڈھال کی طرح بچائے گا۔ اس کے بعد حکم دیا تم اسے ڈھونڈ لو مجھے یہ کوئی چرواہا معلوم ہوتا ہے۔ نماز کا وقت آیا۔ تو اللہ نے اس کے دل میں ڈالا کہ اگر وضو کے لیے پانی نہ ملے تو تیمم کر کے نماز پڑھے، جب صحابہ نے اسے ڈھونڈ نکالا تو وہ ایک چرواہا ہی تھا۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن سائب بن جباب: انھوں نے رسول کریم ﷺ سے مرسل روایت کی۔ بعض نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ان کے بیٹے محمد نے ان سے روایت کی ہے۔ ابو عمر نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

ابو عبادہ ابن ابی لیلیٰ نے عباد بن مسلم سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم میرے والد کے پاس سے گزرے، جب کہ وہ مسجد میں ایک آدمی کے پاس بیٹھے تھے۔ پھر حدیث بیان کی۔ ابو مندہ اور ابو نعیم نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ از دی: ان کا نام شہاب تھا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر مسلم کر دیا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ از دی: انھوں نے اسنادہ اسماعیل بن عیاش سے انھوں نے بکر بن زرعہ خولانی سے، انھوں نے ابن عبد اللہ سے روایت کی کہ جب عبد اللہ بن قرط نے اسلام قبول کیا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو آپ نے نام پوچھا۔ تو انھوں نے کہا، شیطان، حضور نے بدل کر عبد اللہ بن قرط کر دیا۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ یہ دونوں حضرات جن کا نسب ایک جیسا ہے ایک ہیں۔ اسی وجہ سے انھوں نے ابن مندہ پر استدراک کیا ہے۔ ابن اثیر لکھتے ہیں، مجھے خود علم نہیں کہ دونوں ایک ہیں یا نہ۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن عبد الرحمن: انھیں حضور کی صحبت نصیب ہوئی اور ان سے شمسیدہ بنت نبہان نے روایت کی۔ مسلم ان کے

مولیٰ تھے۔ ان سے مروی ہے کہ فتح مکہ کے موقعہ پر حضور خواتین سے بیعت لے رہے تھے۔ ایک عورت آئی جس کا ہاتھ مردوں کا سا تھا۔ آپ نے بیعت سے انکار کر دیا۔ وہ چلی گئی اور اپنے ہاتھوں پر مہندی لگائی۔ ایک مرد آیا اور اس کی انگلی میں لوہے کا چھلا تھا۔ فرمایا! خدا اس ہاتھ کو پاک نہ کرے جس میں لوہے کا چھلا ہو تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

ابو عبد اللہ قرشی: ایک روایت میں عبید اللہ ابو مسلم آیا ہے۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ یہ صاحب زور اٹھ کے والد ہیں اور نہ مجھے معلوم ہے کہ یہ قریش کے کس قبیلے سے ہیں اور جس نے ان کا نام عبید اللہ بیان کیا ہے۔ اس کی یادداشت زیادہ ٹھیک ہے۔

ابو احمد نے باسنادہ، ابو داؤد سے، انھوں نے محمد بن عثمان عجل سے، انھوں نے عبید اللہ بن موسیٰ سے، انھوں نے ہارون بن سلمان سے، انھوں نے عبید اللہ بن مسلم سے۔ انھوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم سے پوچھا، یا کسی اور شخص نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ ہم اس واقعہ کو عبید اللہ بن مسلم کے ذیل میں بہ تفصیل بیان کر آئے ہیں۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن عقبب ازدی: انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جس شخص نے قسم کھائی کہ وہ اپنے غلام کو ضرور سزا دے گا۔ اس کا کفارہ یہ ہے کہ وہ اسے چھوڑ دے اور اس کے لیے کفارے میں بھلائی ہے۔ مان سے بکر بن وائل بن داؤد کوفی نے روایت کی اور وہ قابل اعتماد آدمی ہے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن علاء الحضرمی: ان کا نام عاص تھا جسے حضور اکرم نے بدل کر مسلم کر دیا۔ زکریا بن طلحہ بن مسلم بن علاء بن حضرمی نے اپنے باپ سے انہوں نے اپنے دادا سے بیان کیا کہ مسلم کا نام عاصی تھا جسے حضور نے بدل کر مسلم کر دیا۔ ان کا نسب ہم علاء بن حضرمی میں بیان کر آئے ہیں۔

ابو موسیٰ اصفہانی نے کتابتہ ابو علی سے، انھوں نے ابو نعیم سے، انھوں نے سلیمان بن احمد بن حسن بن ماہرام الاذہجی سے۔ انھوں نے محمد بن مرزوق سے، انھوں نے عمر بن ابراہیم الرقی سے، انھوں نے زکریا بن طلحہ بن مسلم بن علاء الحضرمی سے، انھوں نے والد سے، انھوں نے اپنے دادا مسلم سے روایت کی کہ میں اس وقت موجود تھا جب

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء الحضری کو بحرین بھیجتے وقت ضروری ہدایات ارشاد فرمائیں۔ نیز فرمایا، کہ کسی شخص کو بھی ترک فرض اور سنت جائزہ نہیں ہوگا۔ ان کے علاوہ اور کسی چیز کی پابندی ضروری نہیں۔ ابو نعیم اور ابن منذہ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو البعرب: ان سے ان کے بیٹے ابو نوفل نے روایت کی۔ احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین کا قول ہے کہ ابو نوفل کا نام معاویہ بن مسلم بن عمرو تھا اور وہ البعرب کے بیٹے ہیں۔

عباس بن فضل الارزق نے اسود بن شیبان سے، انھوں نے ابو نوفل بن البعرب سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ ابو لہب کا بیٹا لہب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بدگوئی کرتا تھا۔ آپ نے اس کے حق میں بددعا کی، کہ اے خدا! تو اپنے کتوں میں سے ایک کتا اس پر مسلط کر دے۔ لہب اپنے اجاب کے ساتھ شام کو جا رہا تھا۔ راستے میں ایک جگہ پڑاؤ کیا۔ کہنے لگا، بخدا مجھے محمد (صلعم) کی بددعا سے خطرہ ہے۔ دوستوں نے سارا ساز و سامان اس کے ارد گرد رکھ کر اسے محفوظ کر دیا اور خود اس کا پہرہ دینے لگ گئے۔ رات کو ایک دہذہ آیا اور اسے گھسیٹ کر لے گیا۔ ابن منذہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں کہ لہب بن ابو لہب سے اسی طرح مذکور ہے، لیکن یہ واقعہ عقبہ بن ابو لہب کا ہے۔ ابن کلبی، ابن اسحاق اور ابن زبیر وغیرہ نے اسی طرح بیان کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن عمیر الثقفی: ان سے مزاجم بن عبدالعزیز نے روایت کی کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک سبز رنگ کی ڈبیہ جس میں کافور تھا۔ بہ طور ہدیہ پیش کی۔ حضور نے مہاجرین اور انصار میں تقوڑا تقوڑا تقسیم فرما دیا پھر فرمایا، اے ام سلیم! اس میں تقوڑا سا ہمارے لیے بھی رکھ لینا۔ ابو نعیم، ابو موسیٰ اور ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن البعرب: ابو الاعدس سیمان بن قرم نے عوہ بن مسلم سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا، آپ نے پیشاب کر کے وضو کیا اور پھر موزوں پر مسح کیا۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن ابوالغوار یہ الجہنی : ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے۔ وہ اپنی کنیت سے پہچانے جاتے ہیں۔ انشاء اللہ
ان کا ذکر کنیتوں کے عنوان کے تحت تفصیل سے بیان ہوگا۔ ابونعیم اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن ہانی بن یزید : یہ شریح بن ہانسی اور عبد اللہ کے بھائی تھے۔ جن کا تذکرہ ہم کہ آئے ہیں۔ ابومندہ اور
ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن اسلم بن حربش بن عدی بن مجدہ بن حارثہ الضاری۔ جسرا ابوعبیدہ کے دن قتل ہوئے۔ ابوعمر نے اختصاراً
ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن شیبان بن محارب بن فہر بن مالک والد حبیب بن مسلمہ : ابوموسیٰ نے اسی نسب سے ان کا ذکر کیا ہے اور
انہوں نے باسنادہ ابن جریر سے انہوں نے ابن ابی ملیک بن حبیب بن مسلمہ فہری سے روایت کی کہ میں حضور
اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں مدینے میں حاضر ہوا کہ ان کا والد بھی پہنچ گیا، عرض کیا یا رسول اللہ! میرا بیٹا
میرے ہاتھ پاؤں ہے۔ آپ نے فرمایا : میاں بیٹے! تم باپ کے ساتھ واپس چلے جاؤ، کیونکہ اس کے دن تھوڑے
رہ گئے ہیں۔ چنانچہ بڑے میاں اسی سال فوت ہو گئے۔ ابوموسیٰ نے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اور ان کا نسب بھی
اسی طرح لکھا ہے۔ جیسا کہ ہم نے بیان کیا ہے، لیکن یہ غلط ہے، کیونکہ ان کے سلسلہ نسب سے کوئی نام چھوٹ گیا
ہے اور درست سلسلہ نسب وہ ہے جسے ہم مسلم بن مالک کے ترجمے میں بیان کریں گے ہم نے ان کا ترجمہ علیحدہ
اس لیے بیان کیا ہے تاکہ کوئی یہ نہ کہے کہ ہم نے انہیں قابل اعتناء نہیں سمجھا۔

(سیدنا) مسلم (رضی اللہ عنہ)

بن قیس الانصاری : یہ مدنی ہیں۔ حبیب بن ابی حبیب نے ابراہیم بن حصین سے انہوں نے اپنے باپ سے
انہوں نے اپنے دادا سے، انہوں نے مسلم بن قیس الانصاری سے روایت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں
نے جبریل علیہ السلام سے یحییٰ مع الشاہد کے بارے میں مشورہ کیا۔ انہوں نے مجھے اس کے بارے میں اجازت سے
دی۔ ابن مندہ اور ابونعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسلمہ (رضی اللہ عنہ)

بن مالک الاکبر بن وہب بن ثعلبہ بن وائل بن عمرو بن شیبان بن محارب بن فہر بن مالک والد حبیب بن مسلمہ۔
ان سے ان کے بیٹے حبیب نے روایت کی۔ ابو عمر نے اسی طرح ان کا ذکر کیا ہے، اور ابن مندہ، ابو نعیم اور ابن
کلبی وغیرہ نے اسی طریقے سے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر بایں اندازہ کیا ہے مسلمہ بن
شیبان بن محارب بن فہر مسلمہ اور شیبان کے درمیان سب نام چھوڑ دیے ہیں۔

(سیدنا) مسلمہ (رضی اللہ عنہ)

بن مخلد بن صامت بن نیارہ بن لوزان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج
الضاری خزرجی، ساعدی۔ یہ قول ہے ابو عمر اور ابن کلبی کا، لیکن ابو مندہ اور ابو نعیم نے مسلمہ بن مخلد الزرقی لکھا
ہے اور ابو نعیم نے اپنی غلطی کو پھر دہرایا ہے۔ کیونکہ انھوں نے ابتدائے ترجمہ میں مسلمہ بن مخلد الزرقی لکھا ہے،
حالانکہ وہ مسلمہ بن مخلد بن صامت بن لوزان ہے اور سلسلہ نسب اسی طرح بیان کیا ہے جیسا کہ ہم پہلے بیان کر
آئے ہیں۔ اور یہ اس بیان سے مختلف ہے جس پر اس نے ترجمے کو ختم کیا ہے۔ باوجودیکہ اس میں دونوں سلسلہ
ہائے نسب بیان کیے گئے ہیں۔

کہا گیا ہے کہ ان کی ولادت اس زمانے میں ہوئی۔ جب حضور اکرم ہجرت کر کے مدینے میں آگئے تھے۔
دوسری روایت یہ ہے کہ جب حضور تشریف لائے۔ ان کی عمر چار برس تھی۔ آپ کے انتقال کے بعد جناب مسلمہ مصر
چلے گئے اور وہیں سکونت اختیار کر لی۔ بعد میں واپس آگئے اور جنگ صفین میں لشکر معاویہ میں شامل تھے۔
ایک روایت میں ہے کہ وہ شریک جنگ نہیں تھے لیکن محمد بن ابوبکر کے قتل میں موجود تھے۔

بعدہ امیر معاویہ نے انھیں مصر اور مغرب ہر دو صوبوں کی امارت عطا کر دی تھی۔ ابن جریر نے ابن المنکدر
سے۔ انھوں نے ابوالیوب سے انھوں نے مسلمہ بن مخلد سے روایت کی۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،
جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی دنیا میں ستر پوشی کرے گا۔ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں اس کی ستر پوشی کرے گا۔ جو
شخص کسی تکلیف سے دوسرے کو نجات دلائے گا۔ اللہ قیامت کی مکرمات سے اسے نجات بخشنے گا۔ اسی طرح
جو آدمی اپنے بھائی کی حاجت روائی کرے گا۔ خدا اس کی حاجت روائی فرمائے گا۔ نیز انھوں نے حضور اکرم صلی
اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ جب عورتیں کجاووں میں بیٹھ جائیں، تو ان سے غیر ضروری کپڑے علیحدہ کر دو۔
مجاہد سے مروی ہے کہ میں اپنے آپ کو قرآن کا بہترین حافظ شمار کرتا تھا۔ تاآنکہ ایک دن میں نے مسلمہ بن

مخلد کے پیچھے نماز پڑھی جس میں انھوں نے سورۃ بقرہ کی قرأت کی اور جس میں انھوں نے شین قاف کو نہایت عمدہ طریقے سے ادا کیا۔ مسلم نے ۶۲ ہجری میں مدینے میں وفات پائی۔ ایک روایت میں ہے کہ ان کی وفات امیر معاویہ کی حکومت کے آخری ایام میں ہوئی۔ ایک روایت کی رو سے ان کی وفات مصر میں ہوئی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسور (رضی اللہ عنہ)

ابو عبد اللہ: ابن محیریز نے عبد اللہ بن مسور سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم اس وقت تک امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فرض ادا کرتے رہو۔ جب تک تمہیں اس بات کا خطرہ نہ ہو کہ تمہیں انہی برائیوں کا تختہ مشق بنا دیا جائے گا۔ جن سے تم منع کر رہے ہو۔ اگر ایسا خطرہ ہو تو تمہیں سکوت اختیار کر لینا چاہیے۔ ابن مندہ اور ابوالنعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسور (رضی اللہ عنہ)

بن مخزمہ بن نوفل بن اوس بن عبد مناف بن زہرہ قرشی زہری: ان کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی۔ حضور کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ ان کی والدہ کا نام عاتکہ بن عوف تھا، جو عبد الرحمن بن عوف کی بہن تھیں۔ ان کا نام شفا تھا۔ جناب مسور ہجرت کے دو سال بعد مکے میں پیدا ہوئے، اچھے فقیہ اور باعمل عالم تھے۔ وہ اپنے ماموں عبد الرحمن کے ساتھ ہمیشہ امر شوری میں شریک رہے۔ ان کا رجحان طبع حضرت علیؓ کی طرف تھا۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے قتل تک مدینے میں قیام پذیر رہے۔ پھر وہاں سے مکے چلے گئے۔ جہاں امیر معاویہ کی وفات تک ٹھہرے رہے۔ چونکہ انھیں یزید کی بیعت ناپسند تھی۔ اس لیے جناب ابن زبیر کے ساتھ مکے ہی میں رکے رہے۔ جب حصین بن غیر شامی لشکر لے کر مکے پر ابن زبیر سے جنگ کے لیے حملہ آور ہوا۔ جناب مسور کعبے میں نماز ادا کر رہے تھے۔ کہ انھیں منجنيق کا پتھر لگا وہ گر پڑے اور اسی سے ان کی موت ۶۲ھ کے ربیع الاول کی پہلی تاریخ کو ہوئی۔ ابن زبیر نے ان کی نماز جنازہ پڑھائی۔ اس وقت ان کی عمر ۶۲ برس تھی۔ ان سے علی بن حسین عروہ بن زبیر اور عبید اللہ بن عتبہ نے روایت کی۔

ابوالفضل عبد اللہ بن احمد نے سید ابوالقاسم عبد اللہ بن حسین بن محمد ہروردی اسدی سے انھوں نے ابو محمد کامکان بن عبد الرزاق سے، انھوں نے ابوصالح احمد بن عبد الملک بن علی المودن سے، انھوں نے ابوبکر محمد بن عبد اللہ اصفہانی سے انھوں سلیمان بن احمد بن ایوب سے، انھوں نے عبد اللہ بن احمد حبلی سے، ابوصالح نے

کہا کہ انھوں نے ابو علی حسن بن علی الواعظ سے، انھوں نے ابو بکر بن احمد بن جعفر بن حمدان سے، انھوں نے عبد اللہ بن احمد سے، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی، کہ انھوں نے یعقوب بن ابراہیم بن سعد سے۔ انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے ولید بن کثیر سے انھوں نے محمد بن عمرو سے انھوں نے حمله الدولی سے روایت کی کہ ابن ابی شہاب نے انھیں بتایا کہ علی بن حسین نے ان سے روایت کی، کہ مسور بن مخزوم سے ان کی ملاقات ہو گئی، تو انھوں نے امام علی بن حسین سے کہا کہ آیا میں آپ کی کوئی خدمت کر سکتا ہوں۔ امام نے جواب دیا نہیں۔ اس پر مسور نے کہا۔ کہ حضرت علیؑ نے ابو جہل کی بیٹی کو حضرت فاطمہؑ کی سوکن بنانا چاہا۔ میں نے رسول کریمؐ کو اس منبر سے لوگوں کو خطاب کرتے سنا اور میں اس وقت بالغ تھا۔ فرمایا، فاطمہ میرے دل کا ٹکڑا ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ وہ دربارہ دین کسی ابتلا میں نہ پھنس جائے، پھر آپ نے اپنے سرال کا جو بنو عبد الشمس سے تھے ذکر فرمایا اور اس باب میں ان کی خدمت کو سراہا اور تعریف کی۔ نیز فرمایا کہ انھوں نے میری تصدیق کی۔ مجھ سے جو وعدے مواعید کیے۔ انھیں ایفا کیا اور حق ادا کر دیا۔ میں نہ تو حلال کو حرام اور نہ حرام کو حلال بنانا چاہتا ہوں، لیکن بخدا محمد رسول اللہؐ کی بیٹی خدا کے دشمن کی بیٹی کے ساتھ ایک چھت کے نیچے کبھی جمع نہیں ہوگی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسور (رضی اللہ عنہ)

بن یزید الاسدی ماسکی: کوئی ہیں۔ انھیں حضورؐ کی صحبت میں آئی۔ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز ادا کی۔

یحییٰ بن محمود نے باسنادہ تا ابن ابی عاصم، انھوں نے وحیم اور ابو کریب سے روایت کی کہ ان سے مروان بن معاویہ نے یحییٰ بن کثیر الکاتبی سے، انھوں نے مسور بن یزید ماسکی سے سنا۔ انھوں نے کہا کہ میں ایک نماز میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں موجود تھا۔ آپ نے قرأت فرمائی، اور در بیان میں ایک آیت چھوٹ گئی۔ بعد از نماز ایک آدمی نے کہا۔ یا رسول اللہ! آپ نے نماز میں ایک آیت چھوڑ دی تھی۔ حضورؐ نے فرمایا، تو نے اس وقت کیوں یاد نہ دلایا۔ اس نے جواب دیا۔ میں سمجھا منسوخ ہو گئی ہوگی۔ فرمایا نہیں منسوخ نہیں ہوئی ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسیب (رضی اللہ عنہ)

بن حزن بن ابی وہب بن عمرو بن عابد بن عمر بن مخزوم قرشی مخزومی، ان کی کنیت ابو سعید تھی اور سعید بن مسیب کے جو مشہور فقیہ تھے، والد میں۔ مسیب نے اپنے والد حزن کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی اور مسیب ان لوگوں سے ہیں۔

جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیعت رضوان کی تھی، لیکن مصعب کے قول کے مطابق جناب مسیب اور ان کے والد بالاتفاق ان لوگوں سے ہیں، جو فتح مکہ کے بعد ایمان لائے۔ ابوالاحمد عسکری کہتے ہیں کہ مصعب کا یہ قول غلط ہے، کیونکہ مسیب بیعت رضوان میں موجود تھے اور ابوالاحمد عسکری نے باسنادہ طارق بن عبد الرحمن بجلی سے انھوں نے سعید بن مسیب سے بیعت رضوان کا ذکر کیا، تو وہ کہنے لگے کہ مجھ سے میرے والد نے بیان کیا، کہ وہ اس بیعت کے موقع پر موجود تھے، سالِ آئندہ انھوں نے انھیں تلاش کیا، لیکن چونکہ انھیں میرے والد کے مکان کا علم نہ تھا۔ اس لیے وہ انھیں ڈھونڈ نہ سکے۔ بعد وہ شام کی جنگ یرموک میں بھی موجود تھے۔

ان سے ان کے بیٹے سعید بن مسیب نے روایت کی، کہ انھیں محمد بن سراپا بن علی وغیرہ نے باسنادہم محمد بن اسماعیل سے، انھوں نے محمود سے، انھوں نے عبدالرزاق سے، انھوں نے معمر سے، انھوں نے زہری سے، انھوں نے ابن المہزیب سے، انھوں نے اپنے والد سے سنا کہ جب ابوطالب کا وقت قریب آیا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے، ابو جہل اور عبد اللہ بن ابی امیہ بھی ان کے پاس بیٹھے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا، چچا جان! آپ کلمہ توحید پڑھ لیں، تو مجھے آپ کے بارے میں خدا سے طلب مغفرت کے لیے دلیل ہاتھ آجائے گی۔ ابو جہل کہنے لگا۔ ابوطالب! کیا تم اپنے والد کے دین سے پھرنا چاہتے ہو؟ وہ اس وقت تک بولتے رہے۔ جب تک کہ ابوطالب نے آخر کار کہہ نہ دیا کہ میں عبد المطلب کے دین پر ہوں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں اس وقت تک آپ کے لیے دعائے مغفرت مانگتا رہوں گا۔ جب تک مجھے منع نہ کر دیا گیا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسیب (رضی اللہ عنہ)

بن ابی السائب بن عبد اللہ بن عابد بن عمر بن مخزوم قرشی، مخزومی، اور ابوالسائب کا نام صیفی تھا اور مسیب کے بھائی کا نام سائب تھا۔ ابو معشر کا قول ہے کہ مسیب بن ابی السائب نے اس وقت ہجرت کی، جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خیبر سے لوٹے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مسیب (رضی اللہ عنہ)

بن عمر، مقاتل بن سلیمان نے سورہ عادیات کی تفسیر میں لکھا ہے کہ رسول اکرم نے بنو کنانہ کے ایک قبیلے کے خلاف ایک دستہ فوج روانہ کیا اور مسیب بن عمرو کو ان کا کماندار مقرر کیا۔ کچھ عرصے تک ان کی کوئی خبر نہ آئی چنانچہ منافقوں نے یہ افواہ اڑا دی کہ وہ سب مارے گئے ہیں۔ اس پر عادیات کی سورت نازل ہوئی۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب مہم و شہین

(سیدنا) مشرح (رضی اللہ عنہ)

الاشعری والد میل: انھیں روایت اور صحبت نصیب ہوئی۔ ان سے سولے ان کی بیٹی کے اور کسی نے روایت نہیں کی۔ یحییٰ بن ابوالربیع نے اجازۃً باسنادہ تا ابوبکر احمد بن عمرو سے انھوں نے حسن بن علی سے، انھوں نے محمد بن قاسم سے، انھوں نے محمد بن سلیمان مسمول سے انھوں نے عبید اللہ بن سلمہ بن دہرام سے، انھوں نے میل سے جو مشرح کی بیٹی ہے۔ روایت کی کہ میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ ناخن اتار کر زمین میں دفن کر دیے۔ اس پر کہتے گئے کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔

(سیدنا) مشرح (رضی اللہ عنہ)

بن خالد السعدی: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایسا بن مقاتل بن مشرح نے روایت کی کہ مشرح بن خالد کی وادی، وفد عبدالقیس کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئی۔ حضور اکرم نے دریافت کیا، کیا تم میں کوئی غیر بھی ہے۔ انھوں نے جواب دیا، یا رسول اللہ! ہماری بہن کا لڑکا ہمارا غیر ہے۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں وہ تمہاری قوم ہی کا فرد ہے۔ پھر آپ نے اُسے ایک چادر عطا کی اور صحرا میں ایک قطعہ زمین بھی دیا اور فرمان لکھ کر دیا۔ ابن مندہ اور ابوالنعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب مہم و صاد

(سیدنا) مصعب (رضی اللہ عنہ)

الاسلمی: بنیعی اور طبرانی نے ان کا ذکر الوعدان میں کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کا نام ابو مصعب الاسلمی تھا۔ ثیبیان نے جریر سے، انھوں نے عبد الملک بن عمیر سے انھوں نے مصعب سے روایت کی کہ ہماری قوم کا ایک لڑکا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، اور عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ مجھے ان لوگوں میں شامل فرمائیں۔ جن کی آپ شفاعت فرمائیں گے۔ حضور اکرم نے دریافت کیا، تمہیں یہ بات کس نے بتائی، یا

کسی نے تیری رہ نمائی کی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ! یہ میری اپنی سوچ ہے، فرمایا اچھا، میں تمہاری شفاعت کروں گا، لیکن تم اس باب میں کثرتِ سجود سے اپنی اداؤ کرو۔ وہب بن جریر نے اپنے باپ سے روایت کی اور کہا ابو مصعب نے کہا۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔
(سیدنا) مصعب (رضی اللہ عنہ)

بن ام الجلاس: انھیں حضور کی صحبت نصیب ہوئی اور یہ جلاس بن سوید کی بیوی کے بیٹے ہیں۔ ابو معاویہ انصاری نے ہشام بن عروہ سے انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ یَحْلِفُونَ بِاللّٰهِ مَا قَالُوا (آیہ) جلاس بن سوید بن صامت کے بارے میں نازل ہوئی جلاس اور مصعب دونوں حضور اکرم کی خدمت میں حاضری کے لیے روانہ ہوئے جلاس کہنے لگا۔ اگر محمد (صلعم) کا رکن (حق) ہے تو تم اس گھر سے بھی بڑے ہیں مصعب نے کہا، اے دشمنِ خدا، میں حضور کو تمہاری بات بتا دوں گا۔ چنانچہ جناب مصعب نے حضور کو سب کچھ بتا دیا۔ بعد میں جب جلاس حاضر خدمت ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے مصعب کی شکایت کا ذکر کیا، جلاس نے کہا، یا رسول اللہ! میں اس گستاخی سے توبہ کرتا ہوں۔ حضور نے اس کی توبہ قبول کر لی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ابتدائے ترجمہ میں انھوں نے ابن ام جلاس لکھا ہے، لیکن ثن حیث میں ابن ام الجلاس لکھ دیا ہے۔

(سیدنا) مصعب (رضی اللہ عنہ)

بن شیبہ بن عثمان الجعفی العبدری: ان کی صحبت کے بارے میں اختلاف ہے۔ ابو موسیٰ نے ازنا حسن بن احمد سے انھوں نے احمد بن عبد اللہ سے، انھوں نے ابو عبد اللہ محمد بن حبان سے، انھوں نے محمد بن خالد الراسی سے انھوں نے ابو عسان صفوان بن مغلس سے، انھوں نے یحییٰ بن بکیر سے انھوں نے شیبان سے، انہوں نے عبد الملک بن عمیر سے انھوں نے مصعب بن شیبہ سے روایت کی کہ حضور اکرم نے فرمایا۔ جب قوم کے افراد اپنی اپنی نشستوں پر بیٹھ جائیں۔ اس حالت میں اگر کوئی کسی دوسرے کو بلائے اور اسے کھلی نشست پیش کرے تو اس آدمی کو یہ پیشکش قبول کر لینا چاہیے۔ کیونکہ اسے یہ عزت خدا نے بخشی ہے اور اگر اسے کوئی ایسی پیشکش نہ کی جائے، تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے لیے مناسب جگہ تلاش کر لے۔

موسیٰ بن عبد الملک بن عمیر نے اپنے والد سے، انھوں نے شیبہ جعی سے انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ حضور نے فرمایا۔ تین اوصاف جن سے تو اپنے بھائی کی محبت خرید سکتا ہے۔ ان میں سے ایک یہ

ہے کہ تو اسے بیٹھنے کی مناسب جگہ پیش کرے۔ اور پھر حدیث بیان کی۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مصعب (رضی اللہ عنہ)

بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبد الدار بن قصی بن کلاب بن مرہ قرشی عبدی: ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی اور برگزیدہ فضلاء صحابہ اور سابقوں اولوں سے تھے۔ انھوں نے اس وقت اسلام قبول کیا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم دار ارقم میں قیام فرماتے تھے۔ انھوں نے قوم اور ماں کے ڈر سے اپنے اسلام کو چھپائے رکھا۔ وہ وقتاً فوقتاً چھپ چھپا کر حضور سے ملتے رہتے تھے۔ ایک دفعہ عثمان بن طلحہ العبدری نے انھیں نماز پڑھتے دیکھ لیا اور ان کے خاندان والوں کو بتا دیا، جنھوں نے انھیں گھر میں بند کر دیا، تا آنکہ وہ ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے۔ وہاں سے واپسی پر وہ عقبہ اول کے بعد اہل مدینہ کو نماز اور قرآن پڑھانے کے لیے مدینے چلے گئے تھے۔

عبید اللہ بن احمد نے باسنادہ تالیوس بن بکیر سے، انھوں نے ابن اسحاق سے انھوں نے یزید بن حبیب سے روایت کی کہ انصار مدینہ عقبہ اولی کے بعد مصعب بن عمیر کو نماز کی امامت کے لیے اس لیے ساتھ لائے کہ بنو اوس و خزرج بر بنائے رقابت ایک دوسرے کے اقتدائیں نماز ادا کرنے پر آمادہ نہ تھے۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ان سے عبید اللہ بن ابی بکر بن حزم اور عبید اللہ بن مغیرہ بن معقیب نے بیان کیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب مصعب کو انصار کے ان بارہ آدمیوں کے ساتھ جنھوں نے عقبہ اولی کی رات کو آپ سے بیعت کی تھی۔ دین کی تعلیم اور قرآن پڑھانے کے لیے بھیجا تھا۔ انھوں نے جناب سعد بن زہرہ کے یہاں سکونت کی تھی۔ مدینے میں انھیں معلم القرآن کہتے تھے، نیز روایت ہے کہ انھوں نے اول از ہرہ مدینے میں جمعے کے دن لوگوں کو جمع کیا تھا اور اسید بن حضیر اور سعد بن معاذ نے ان کے ہاتھ پر اسلام کیا قبول کیا تھا۔ جو بہت بڑا اعزاز ہے۔

براء بن عازب سے منقول ہے کہ مصعب بن عمیر، جو بنو عبد الدار کے بھائی ہیں سب سے پہلے ہجرت کر کے آئے ان کے بعد عمرو بن ام مکتوم، عمار بن یاسر، سعد بن ابی وقاص، عبد اللہ بن مسعود اور حضرت بلال نے ہجرت کی۔ ان حضرات کے بعد حضرت عمر بھی پہنچ گئے۔ جناب مصعب غزوہ بدر اور احد میں شریک تھے اور آخر الذکر معرکہ میں حضور اکرم کا علم ان کے پاس تھا۔ اسی غزوہ میں وہ ابن قتیہ اللیشی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔ شہادت کے وقت ان کی عمر چالیس برس یا تھوڑی بہت کم و بیش تھی۔ کہتے ہیں کہ مندرجہ ذیل آیت ان کے اور ان کے احباب کے بارے

میں نازل ہوئی تھی ”رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهَ“

محمد بن اسحاق نے صالح بن کیسان سے انھوں نے آلِ سعد کے کسی آدمی سے انھوں نے سعد بن ابی وقاص سے روایت کی کہ مکے میں رسولِ کریم کے ساتھ ہم ساری زندگی حد درجہ تلخ تھی۔ جب ہمیں کوئی تکلیف پیش آتی۔ تو ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی تکلیف بیان کرتے اور اس طرح ہمیں تھوڑی بہت تسلی ہو جاتی۔ مصعب بن عمیر مکے کے خوش پوش اور ناز و نعمت میں پلے ہوئے نوجوان تھے۔ بعد از قبولِ اسلام انھوں نے خود کو ایسی ایسی زبردست مشقتوں میں ڈالا کہ ان کے جسم سے کھال یوں اتر گئی جس طرح سانپ کی کینچلی اتر جاتی ہے۔ واقعی کہتے ہیں کہ مصعب مکے کے حسین و جمیل اور دولت مند نوجوان تھے۔ ان کی والدہ انہیں نہایت عمدہ پوشاک پہناتی اور وہ بہترین خوشبو استعمال کرتے تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب بھی الکا ذکر کرتے فرماتے کہ میں نے مکے میں مصعب سے بڑھ کر اور کوئی آدمی، ناز و نعمت میں پلا ہوا اور سجا سجا ہوا نہیں دیکھا۔ اسماعیل بن علی وغیرہ نے باسناد ہم محمد بن عیسیٰ سے انھوں نے ہناد سے، انھوں نے یونس بن بکر سے انھوں نے محمد بن اسحاق سے، انھوں نے یزید بن زیاد سے، انھوں نے محمد بن کعب القرظی سے روایت کی، کہ مجھ سے اس شخص نے جس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے سنا بیان کیا کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مسجد میں بیٹھے تھے کہ مصعب بن عمیر زیارت کے لیے حاضر ہوئے۔ ان کے جسم پر ایک چھوٹی سی چادر تھی۔ جس میں چمڑے کے ٹکڑے لگے ہوئے تھے۔ جب حضور نے ان کی گزشتہ حالت کا موجودہ حالت سے مقابلہ کیا، تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ پھر آپ نے فرمایا۔ تم ایسے شخص کے بارے میں کیا کہو گے۔ جو صبح کے وقت کپڑوں کا ایک جوڑا زیب تن کرتا ہے اور شام کو دوسرا، اور اس کے آگے ایک پیالہ رکھا جاتا ہے اور پھر دوسرا اور تم اپنے گھر پر پیالوں غلاف چڑھاتے تھے۔ جس طرح کبے پر چڑھایا جاتا ہے۔ حاضرین نے جواب دیا۔ یا رسول اللہ! ہمارے موجودہ حالات کئی لحاظ سے بہتر ہیں۔ اب ہمیں عبادت کے لیے کافی وقت مل جاتا ہے اور ہم کئی الجھنوں سے بچ جاتے ہیں۔ حضور اکرم نے فرمایا، بلاشبہ تم آج کل بہتر حالت میں ہو۔

محمد بن عیسیٰ نے محمود بن غیلان سے، انھوں نے ابو احمد سے، انھوں نے ابوسفیان سے انھوں نے ایش سے انھوں نے ابو دائل سے انھوں نے جناب سے روایت کی کہ اللہ کی رضا جوئی کے لیے ہم نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی۔ اور اس کے اجر کی توقع خدا سے رکھی۔ کچھ ایسے لوگ بھی تھے، جنہیں زندگی میں اس اجر سے کچھ نہ ملا اور وہ فوت ہو گئے۔ بعض ایسے لوگ تھے جن کے پھل پک گئے تھے پورا انہوں نے لوگوں کو تحفہ دیے، مگر

مصعب ایسے آدمی تھے، جو فوت ہو گئے اور ان کا سارا ترکہ ایک ایسی چادر تھی جس سے اگر سر ڈھانپا جاتا۔ تو پاؤں ننگے ہو جاتے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ان کا سر چادر سے ڈھانپ دو اور پاؤں پر گھاس ڈال دو۔

ابو محمد بن ابی القاسم بن حافظ نے کتابت اپنے والد سے، انھوں نے احمد بن حسن سے انھوں نے ابو حسین بن ابو موسیٰ سے، انھوں نے ابراہیم بن محمد سے انھوں نے محمد بن سفیان سے انھوں نے سعید بن رحمت سے روایت کی کہ میں نے ابن مبارک سے انھوں نے وہب بن مطر سے انھوں نے عبید بن عمیر سے سنا کہ رسول کریم عزوہ احد میں مصعب بن عمیر کی لاش کے پاس آکھڑے ہوئے۔ وہ منہ کے بل زمین پر گرے پڑے تھے، جنگ میں حضور کا علم ان کے پاس تھا۔ حضور اکرم نے یہ آیت پڑھی: **مِنَ الْمُؤْمِنِينَ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللّٰهُ عَلَيْهِمْ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰی نَحْبَهُ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوا تَبْدِيْلًا**۔ بلاشبہ خدا کا رسول اس کا گواہ ہے کہ تم قیامت کے دن شہیدوں میں ہو گے۔ پھر لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا، لوگو! آؤ ان کی زیارت کرو اور ان پر سلام بھیجو۔ مجھے خدا کی قسم، قیامت تک جو شخص بھی ان پر درود و سلام بھیجے گا۔ یہ اس کا جواب دیں گے۔ انھوں نے صرف ایک بیٹی جس کا نام زینب تھا۔ اپنی یادگار چھوڑی تینوں نے اس ذکر کیا ہے۔

باب مہم وضاد

(سیدنا) مضارب (رضی اللہ عنہ)

العجلی، یحییٰ بن یونس نے ان کا ذکر کیا ہے۔ وہ لکھتے ہیں، مجھے اس کا علم نہیں ہو سکا، آیا انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی یا نہ اور ان کی حدیث مرسل ہے۔ قرہ نے قتادہ سے مرثد بن ظبیان کے ترجمے میں ان سے روایت بیان کی۔ ابو موسیٰ نے مختصر ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مضر (رضی اللہ عنہ)

بن جدالہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر دریافت کیا کہ آپ کی امت کو باقی امتوں پر کیسی فضیلت حاصل ہے۔ اس حدیث کو عاصم بن عبد اللہ مروزی نے اسماعیل بن ابی زیاد سے انھوں نے

لیست سے انھوں نے ضحاک سے انھوں نے عبد اللہ بن عباس سے روایت کی۔ ابن منذہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

اسیدنا مصططع (رضی اللہ عنہ)

بن اثاثر بن عمار بن عبد المطلب: یہ مصططع بن اثاثر کے بھائی ہیں۔ بدر میں موجود تھے۔ موسیٰ بن عقبہ نے یہ روایت ابن شہاب سے بیان کی ہے۔ ابن منذہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

اسیدنا مضرکس (رضی اللہ عنہ)

بن سفیان بن خفاجہ بن نابغہ بن غنم بن حبیب بن واہل بن دھمان بن نصر بن معاویہ بن بکر بن ہوازن غزوہ خنین میں شامل تھے۔ یہ ہشام بن کلثبی کا قول ہے۔ یہ نصری تھے بنو نصر بن معاویہ سے۔

باب: مسموطا

(سیدنا) مطاع (رضی اللہ عنہ)

ان کا نام مسعود تھا اور مسعود بن عبد الرحمان بن مثنیٰ بن مطاع بن عیسیٰ بن مطاع لحنی ان کی اولاد سے تھے۔ انھوں نے اپنے والد مثنیٰ سے انھوں نے طبرانی سے روایت کی۔ یہ ابو سعد سمعانی اور ابو احمد عسکری کا قول ہے۔ ابو احمد کا بیان ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں فرمایا۔ تم اپنی قوم کے مطاع (امیر) ہو۔ تم ان میں واپس جاؤ کہ جو بھی میرے علم کے نیچے پناہ لے گا۔ وہ عذاب سے بچ جائے گا۔ انھوں نے قوم کو یہ بات بتائی تو وہ سب جمع ہو کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ انھوں نے آپ سے یہ روایت بیان کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے گھوڑے کو خصی کرنے سے منع فرمایا۔

(سیدنا) مطرب بن عکاس السلمی (رضی اللہ عنہ)

عکاس السلمی: یہ بنو سلیم بن منصور سے تھے۔ کوئی شمار ہوتے ہیں۔ ان سے ابو اسحاق سبیعی نے۔ انھوں نے ابراہیم بن محمد فقیہہ وغیرہ سے، انھوں نے باسناد ہم محمد بن عیسیٰ سے، انھوں نے بنی دار سے، انھوں نے مؤمل سے انھوں نے سفیان بن ابو اسحاق سے انھوں نے مطرب بن عکاس سے روایت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب خدا چاہتا ہے کہ فلاں آدمی، فلاں ملک میں ہمارے تو وہ کسی غرض کے لیے

وہاں چلا جاتا ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مطر (رضی اللہ عنہ)

اللیثی، ہدیہ بن خالد نے حاد بن سلمہ سے انھوں نے محمد بن اسحاق سے روایت کی کہ انھوں نے ابو جعفر کو یہ کہتے سنا، کہ انھوں نے زیادہ بن سعد ضمری سے انھوں نے عروہ بن زبیر سے، انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے داؤد سے سنا۔ کہ وہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ حنین میں موجود تھے۔ آپ نماز ظہر ادا کر چکے، تو عیینہ بن حصن بن بدر نے اٹھ کر عامر بن اضبط کا (جو بنو قیس کا سردار تھا) خون بہا طلب کیا۔ اس پر اقرع بن جابس اٹھا، اور اس نے محلم بن جثامہ کا جو بنو خندف کا سردار تھا، دفاع کیا۔ عیینہ نے کہا۔ میں اس سے ہرگز دست بردار نہیں ہوں گا، جب تک کہ قاتلوں کی عورتیں اتنا دکھ نہ اٹھائیں جتنا کہ ہماری عورتوں کو اٹھانا پڑا ہے۔ اس موقع پر بنو لیث سے ایک شخص جس کا نام مطر تھا۔ اٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا: یا رسول اللہ! مجھے مقدس دین اسلام میں اس مقتول کے بارے میں، بکریوں سے بڑھ کر اور کوئی نوزول تر مثال نظر نہیں آتی۔ جب وہ پانی پینے کو گھاٹ پر اترتی ہیں تو ان میں سب سے پہلی کو تیر کا ہدف بنا دیا جاتا ہے اور باقی بھاگ جاتی ہیں۔ آج تو اپنی سنت پر عمل فرما دیجئے اور کل جب جی چاہے۔ تو بدل دیجئے۔ اس حدیث کو محمد بن جعفر بن زبیر نے زیاد بن ضمیر سے اور انھوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ اس آدمی کا نام یکیتلا تھا۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مطر (رضی اللہ عنہ)

بن ہلال بن بنی صباح بن لکین بن افضی بن عبد القیس اور صباح جو بکر کے بھائی تھے۔ ابو سلمہ منفری نے مطر بن عبد الرحمن سے روایت کی، کہ انھیں بنو عبد القیس کی ایک عورت نے جس کا نام ام ابان بنت زارع تھا، اپنے دادا زارع بن عامر سے روایت سنا کہ وہ حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہونے کے لیے اپنے اخیانی بھائی کے ساتھ، جس کا نام مطر بن ہلال تھا، روانہ ہوئے، تا آنکہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار میں پہنچ گئے۔ پھر انھوں نے حدیث بیان کی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ابو داؤد و طباسی نے مطر سے انھوں نے امام ابان سے، انھوں نے داؤد سے روایت کی کہ ان کے دادا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے لیے گھر سے نکلے۔ ان کے ساتھ ان کا ایک دیوانہ بیٹا تھا جسے وہ حضور کے پاس دعا کے لیے لائے تھے۔

(سیدنا) مطرح (رضی اللہ عنہ)

بن جندلہ السلمی، زید القتی نے محمد بن سیرین سے انھوں نے ابن عباس سے روایت کی کہ بنو سلیم کے ایک بدو نے جس کا نام مطرح بن جندلہ تھا، حضور اکرم سے دریافت کیا، یا رسول اللہ! آپ کی امت کو اہم سابقہ پر کتنی فضیلت حاصل ہے۔ آپ نے فرمایا: جتنی فضیلت کہ خالق کو مخلوق پر حاصل ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ہم پیشتر ازیں اس حدیث کا ذکر مفرح بن جندلہ کے ترجمے میں کر چکے ہیں۔ ان میں سے ایک دوسری کی تصحیف معلوم ہوتی ہے۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) مطرف (رضی اللہ عنہ)

بن بہصل بن کعب بن قشع بن دلف بن اسہم بن عبد اللہ بن حرمز، ان کا نام حارث بن مالک بن عمرو بن تمیم ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم کا یہی قول ہے۔ ابو عمر نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: مطرف بن بہصل مازنی جن کا تعلق بنو مازن بن عمرو بن تمیم سے ہے۔ ان کے حالات اشی مازنی کے قصے میں مذکور ہیں۔ انھیں حضور کی صحبت نصیب ہوئی، لیکن کوئی روایت ان سے مذکور نہیں۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مطرف (رضی اللہ عنہ)

بن خالد بن نضلة الباہلی از بنو قراض بن معن: حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے انھیں ایک فرمان لکھ کر دیا۔ ابو احمد عسکری نے مختصر اسی طرح بیان کیا ہے۔

(سیدنا) مطرف (رضی اللہ عنہ)

بن مالک ابو الریان القشیر، ان کی کسی روایت کا علم نہیں ہو سکا۔ حضرت ابو موسیٰ کے ساتھ فتح تستر میں موجود تھے۔ زرارہ بن ادنیٰ نے فتح تستر کے موقع پر ان کی موجودگی کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مطعم (رضی اللہ عنہ)

بن عبیدۃ البلوی: یہ صاحب مصری شمار ہوتے ہیں۔ انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔ ان سے ربیعہ بن لقیط نے روایت کی، کہ حضرت عثمانؓ کی شہادت کے بعد اسلام میں جو فتنہ اٹھ کھڑا ہوا تھا، اس کے شر سے بچنے کے لیے میں عبد اللہ بن عمرؓ سے ملاقات کو گھر سے نکلا۔ ان کے دروازے پر مطعم بن عبیدہ سے ملاقات ہو گئی۔ پوچھا، کس سے ملنے جا رہے ہو۔ میں نے جواب دیا۔ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے اس شخص سے ملنے آیا ہوں، تاکہ اس وقت تک ان کا ساتھ دوں کہ اللہ تعالیٰ

ہمارے اختلاف کو اتفاق میں بدل دے۔ مطعم نے کہا، خدا تیری امداد کرے، پھر کہا، حضور اکرمؐ نے تاکید فرمائی تھی کہ خواہ مجھ پر ایک نکتہ جہشی حاکم بنا دیا جائے۔ میں اس کی بات سنوں اور اطاعت کروں۔ ابن منذہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مطلب (رضی اللہ عنہ)

بن اذہر بن عبد عوف بن عبد بن حارث بن زہرۃ القرشی، ان کے دو بھائی تھے۔ ایک کا نام عبدالرحمن اور دوسرے کا طلیب تھا۔ سابقون اولوں سے تھے اور ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے اور دونوں وہاں فوت ہو گئے تھے اور جناب مطلب کے ساتھ ان کی بیوی رملہ بنت ابوعوف بن سبیرہ سمیہ نے بھی ہجرت کی تھی۔ وہاں ان کے ایک بچہ پیدا ہوا، جس کا نام عبد اللہ تھا۔ کہتے ہیں۔ عبد اللہ پہلے آدمی ہیں جنہوں نے اسلام میں باپ کی میراث پائی۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مطلب (رضی اللہ عنہ)

بن حنظل بن حارث بن عبید بن مخزوم مخزومی قرشی، ان کی والدہ حفصہ بنت مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم تھی۔ انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔ آپؐ نے فرمایا، ابو بکر اور عمرؓ کی نسبت مجھے ویسی ہی ہے جیسی کان اور آنکھ کی نسبت سر سے ہوتی ہے، لیکن اس کا اسناد قوی نہیں ہے۔ انہوں نے یہی حدیث اپنے والد حنظل کو بھی سنائی۔

ان سے ایک اور حدیث بایں انداز مذکور ہے کہ انہوں نے حضور اکرمؐ سے پوچھا کہ غیبت کیا ہے آپؐ نے فرمایا۔ غیبت اسے کہتے ہیں کہ جس آدمی کے بارے میں تو جو بات بیان کرتا ہے، اسے سن کر وہ بُرا منائے۔ میں نے کہا، اگر وہ بات سچی ہو تو پھر؟ آپؐ نے فرمایا۔ اگر تو جھوٹ کہے گا۔ تو وہ بہتان ہوگی۔ انہی مطلب کی اولاد سے حکم بن مطلب بن عبد اللہ بن مطلب بن حنظل اپنے عہد کے بہت بڑے سخی اور کریم النفس تھے۔ آخری عمر میں پارسا بن گئے تھے۔ انہوں نے بیچ میں وفات پائی۔ ان کے بارے میں کسی نے کہا ہے۔

رَا سَأَلُوا عَنْ الْجُورِ وَالْمَعْرُوفِ مَا فَعَلَا فَقُلْتُ إِنَّهُمْ مَاتَا مَعَ الْحَكِيمِ

ترجمہ :- لوگوں نے مجھ سے پوچھا کہ سناوت اور حسن سلوک کا کیا حال ہے؟ میں نے جواب دیا کہ یہ دونوں اوصاف حکم بن مطلب کے ساتھ ہی مر گئے ہیں۔

(۲) مَا تَامَعَ الرَّجُلُ الْمُؤْنَى بِزِمَّتِهِ قَبْلَ السَّوَالِ إِذَا لَمْ يُوَفَّ بِالذَّمِّ
(ترجمہ) میں نے کہا یہ دونوں خوبیاں اس آدمی کے ساتھ ہی مر گئی ہیں۔ جو اپنی ذمہ داری کو سوال سے پہلے
ہی عہدہ برآ ہو جاتا ہے، حالانکہ اور لوگ تو اپنی ذمہ داریوں کی پرواہ ہی نہیں کرتے۔
ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مطلب (رضی اللہ عنہ)

بن ربیعہ بن حارث بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف: ایک روایت میں ان کا نام عبد المطلب مذکور ہے
جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ یہ حضور اکرمؐ کے عہد میں لڑکے تھے۔ زبیر کہتے ہیں کہ اچھے خاصے مرد تھے
انھوں نے دمشق میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ایک روایت میں ہے کہ ۲۹ ہجری میں افریقہ جانے کے ارادے
سے مصر آئے تھے۔

عبد الوہاب بن ابی جہل نے اسنادہ عبد اللہ بن احمد سے، انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے محمد بن جعفر سے
انھوں نے شعبہ سے انھوں نے عبد ربیع بن سعید سے انھوں نے انس بن ابی انس سے، انھوں نے عبد اللہ بن
نافع بن عقیل سے انھوں نے عبد اللہ بن حارث سے انھوں نے مطلب بن ربیعہ سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ صلی
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز دو دو رکعتوں پر مشتمل ہے۔ اس لیے مجھے ہر دو رکعت کے بعد تشهد، خشوع، خضوع
کے علاوہ اپنے ہاتھوں کو دعا کے لیے پھیلانا چاہیئے۔ اور یارب یارب کہنا چاہیئے اور جو شخص ایسا نہیں کرتا
اس کی نماز ناقص ہے۔

ابو بکر بن ابی عاصم نے کتاب الاحادیث والثنائی میں، اسماء صحابہ کے عنوان کے تحت ایک نام عبد المطلب
بن ربیعہ لکھا ہے اور مطلب بن ربیعہ کے لیے علیحدہ عنوان قائم کیا ہے۔ گویا یہ دو آدمی ہیں، لیکن مصنف نے
دونوں تراجم کے تحت یہ حدیث نقل کی ہے کہ انھیں وصولی زکوٰۃ پر مقرر کیا گیا تھا جس سے یہ واضح ہوتا ہے
کہ دونوں ایک ہیں۔ واللہ اعلم۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مطلب (رضی اللہ عنہ)

بن ابی وداعہ، ابو وداعہ کا نام حارث بن صبیح بن سعید بن سعد بن ہشام بن عمرو بن عصب قرشی سہمی تھا۔
اور ان کی مال کا نام اروی بنت حارث بن عبد المطلب بن ہاشم تھا۔ فتح مکہ کے دن اسلام قبول کیا۔ پھر کونہ
آگئے اور وہاں سے پھر مدینہ چلے گئے اور ان کے والد ابو وداعہ بدر کے دن گرفتار ہو گئے تھے۔ حضور اکرمؐ نے

فرمایا۔ اسے قابو رکھنا۔ اس کا ایک لڑکا ذہین و فطین ہے۔ چنانچہ مطلب بن ابی وداعہ زہر فدیہ لے کر چپکے چپکے باپ کو چھڑانے کے لیے مدینے گئے اور چار ہزار درہم ادا کر کے باپ کو چھڑا لائے۔ یہ پہلے قیدی تھے جس نے زہر فدیہ ادا کیا۔ چنانچہ قریش نے اسے جلد بازی اور ادائیگی قرصہ پر ملامت کی۔ مطلب نے کہا۔ میں اپنے باپ کو قید میں نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ اس کے بعد لوگ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس گئے اور اپنے اپنے قیدیوں کو چھڑا لائے۔ مطلب سے ان کے بیٹوں کثیر اور جعفر اور مطلب بن سائب بن ابی وداعہ وغیرہ نے روایت کی ہے ابو الفضل بن حسن طبری نے باسنادہ تا ابی یعلیٰ انھوں نے ابن نمیر سے انھوں نے ابو اسامہ سے انھوں نے ابن جریر سے انھوں نے کثیر بن مطلب بن ابی وداعہ سے انھوں نے اپنے والد سے اور بنو مطلب کے بہت سے شرفاء نے مطلب بن وداعہ سے روایت کی کہ میں نے رسول کریم کو دیکھا کہ جب آپ صبحی بین الصفا والمروہ سے فارغ ہو چکے تو آپ نے اپنے اور سقیفہ کے درمیان آڑ کھڑی کر لی، اور مطاف کے ایک کنارے پر دو رکعت نماز پڑھی اور آپ کے اور مطاف کے درمیان اور کوئی نہ تھا۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مطیع (رضی اللہ عنہ)

بن اسود بن حارث بن نضد بن عوف بن عبیدہ بن عویج بن عدی بن کعب قرشی عدوی، ان کا نام عاصی تھا رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدل کر مطیع بنا دیا۔ حضور نے حضرت عمرؓ سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ تمہارا عمنزاد عاصی عاصی نہیں، بلکہ مطیع ہے۔ ان کی ماں کا نام عجماء بنت عامر بن فضل بن کلیب بن حبشیہ بن سلول خزاعیہ تھا۔ ان سے ان کے بیٹے عبدالملک نے روایت کی کہ رسول اکرمؐ منبر پر تشریف فرما ہوئے، لوگوں کو حکم دیا کہ بیٹھ جاؤ۔ عین اسی وقت عاصی مسجد میں داخل ہوئے اور بیٹھ جاؤ کی آواز سن لی۔ وہ وہیں بیٹھ گئے۔ جب حضور اکرمؐ منبر سے اترے، تو آپ نے عاصی سے فرمایا۔ میں نے تمہیں نماز میں نہیں دیکھا۔ عرض کیا، یا رسول اللہ! میں مسجد میں داخل ہوا تو آپ کا حکم بیٹھ جاؤ سنا اور میں بیٹھ گیا اور حضورؐ کی آواز مجھ تک نہ پہنچ سکی۔ فرمایا تم عاصی نہیں، بلکہ مطیع ہے۔ اس دن سے ان کا نام مطیع پڑ گیا۔ ابتدا میں یہ مولفۃ القلوب میں سے تھے۔ بعد میں انھوں نے اسلام کی اچھی خدمت کی۔ چونکہ قریش کے بڑے بڑے سردار قبول اسلام میں دل چسپی نہ رکھتے تھے اس لیے باقی لوگ اسلام قبول کرتے رہے۔

ابو یاسر بن ابی جبہ نے باسنادہ عبداللہ بن احمد سے، انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے یعقوب سے انھوں نے میرے والد سے انھوں نے ابن اسحاق سے۔ انھوں نے شعبہ بن حجاج سے۔ انھوں نے عبداللہ بن ابی السفر

سے انھوں نے عامر الشعمی سے انھوں نے عبد اللہ بن مطیع بن اسود سے (جن کا تعلق بنو عدی بن کعب سے ہے) انھوں نے اپنے والد مطیع سے سنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس دن کے بعد مکے میں کبھی جنگ نہ ہوگی اور آج کے بعد کبھی کوئی قریشی قتل نہیں ہوگا۔

عدوی کا کہنا ہے کہ وہ ان ستر آدمیوں میں شامل تھے۔ جنھوں نے بنو عدی سے ہجرت کی تھی۔ انھوں نے مکے میں وفات پائی اور ایک روایت کے رو سے مدینے میں حضرت عثمان کے عہد خلافت میں فوت ہوئے۔ اور ان کے لڑکے عبد اللہ بن مطیع ایام حرمہ میں مدینے کے سربراہ تھے، جنھیں اہل مدینہ نے مقرر کیا تھا۔ اور ایک روایت کی رو سے یہ قریش کے امیر تھے۔ مطیع کے دوسرے بیٹے کا نام سلیمان تھا جو جنگ جمل میں قتل ہوئے تھے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مطیع (رضی اللہ عنہ)

بن عامر بن عوف بن کعب بن ابی بکر بن کلاب بن ربیعہ، وہ ذوالحجۃ کلابی کے بھائی تھے۔ حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے، ان کا نام عاصی تھا۔ آپ نے مطیع کو دیا۔ دارقطنی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب مہم وظا

(سیدنا) مظہر (رضی اللہ عنہ)

بن رافع بن عدی بن زید بن جشم بن حارث بن حارث بن خضر بن عمرو بن عامر بن اوس النضاری اوسی حارثی، وہ ظہیر بن رافع کے سگے بھائی تھے، اور غزوہ اُحد اور بعد کے تمام غزوات میں شامل ہے۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت تک زندہ رہے۔ واقدی لکھتے ہیں کہ جناب مظہر حارثی شام سے تو انامزدوروں کا ایک گروہ لے کر خیبر میں اپنی زمینوں پر کام کرانے کو لائے۔ خیبر میں تین دن کے بعد، یہودیوں نے انھیں اکسایا چنانچہ وہ شہر سے باہر نکلے، تو وہ شامی جو بیگار میں پکڑے آئے تھے۔ حملہ آور ہوئے اور انہیں قتل کر دیا یہود نے شامیوں کو زادِ براہ دیا، چنانچہ وہ واپس چلے گئے، خلیفہ کو یہود کی شرارت کا علم ہوا۔ تو یہود کو جلا وطن کر دیا۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب میم و عین

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن انس جہنی: ان کے بیٹے کا نام سہل تھا۔ مصر میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ان کے بیٹے سہل نے ان سے روایت کی۔ ان کے بیٹے کے پاس ایک بڑی سی کتاب تھی۔ جس میں ان کی روایات مذکور تھیں۔ اس مجموعے سے امام احمد بن حنبل نے مسند میں، ابوداؤد۔ نسائی، ابوعیسیٰ، ابن ماجہ اور ان کے علاوہ اور لوگوں نے بھی فائدہ اٹھایا ہے۔ ابراہیم بن محمد اور اسماعیل بن علی وغیرہ نے باسناد ہم ابوعیسیٰ ترمذی سے، انھوں نے عباس دوری سے انھوں نے عبداللہ بن یزید مرقی سے انھوں نے سعید بن ابی ایوب سے، انھوں نے ابو محروم عبدالرحیم بن میمون سے انھوں نے سہل بن معاذ بن انس الجہنی سے۔ انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص کو اچھا لباس پہننے کی استطاعت ہو اور وہ بر بنائے تواضع اچھا لباس نہ پہنے، تو تیاست کے دن اللہ تعالیٰ اسے ساری مخلوق کے سامنے بلائے گا اور اسے اختیار دیا جائے گا۔ کہ اہل ایمان کا جو لباس بھی اسے پسند ہے وہ اٹھالے۔ ابولعیم، ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

ابو بشر اسدی: ہم ان کا ذکر ان کے بیٹے بشر بن معاذ کے ترجمے میں لکھ آئے ہیں۔ ابو موسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

التیمی: سائب بن یزید نے بنو تمیم کے ایک آدمی سے جس کا نام معاذ تھا روایت بیان کی کہ وہ حضور اکرم کی خدمت میں آئے اور آپ نے اوپر نیچے دوڑ رہیں بہن رکھی تھیں۔ یہ ابو علی کا قول ہے۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن جبل بن عمرو بن ادس بن عائد بن عدی بن کعب بن عمرو بن ادی بن سعد بن علی بن اسد بن سارہ بن یزید بن جشم بن خزرج انصاری خزرجی، جشمی، اور ادی جوان کی طرف منسوب ہے۔ وہ سلمہ بن سعد کا بھائی ہے اور یہ انصار میں سے وہ قبیلہ ہے جو ان کی طرف منسوب ہے۔ بعض لوگوں نے انھیں بنو سلمہ سے منسوب کیا ہے۔ ابن اسحاق کہتے ہیں کہ انھیں بنو سلمہ سے اس لئے منسوب کیا گیا ہے۔ کیونکہ وہ سہل بن محمد بن جد بن

قیس کے انبیائی بھائی تھے اور سہل بنو سلمہ میں سے ہے۔ کبھی کہتا ہے کہ وہ بنوادی سے تھے۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے تھے۔ ان کا کہنا ہے کہ بنوادی کا کوئی فرد اب باقی نہیں رہا اور انھیں بنو سلمہ سے شمار کیا جاتا ہے اور ان کا جو آخری ایک آدمی بچ گیا تھا۔ اس کا نام عبدالرحمن بن معاذ تھا۔ یہ صاحب شام کے علاقے عمواس میں طاعون سے فوت ہو گئے تھے۔ ایک روایت کے مطابق یہ اپنے والد معاذ سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ اس بناء پر آخری آدمی معاذ ہوں گے اور یہی درست بات ہے۔ جناب معاذ کی کنیت عبدالرحمن تھی۔ اور معاذ ان ستر آدمیوں میں سے تھے، جو دوسرے عقبہ کے موقع پر موجود تھے۔ یہ صاحب تمام غزوات میں حضور اکرم کی رکاب میں رہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب معاذ اور عبداللہ بن مسعود کے درمیان رشتہ موافقات قائم کیا۔ جب انھوں نے اسلام قبول کیا، تو ان کی عمر اٹھارہ برس تھی۔

عبدالوہاب بن ہبہ اللہ نے اسنادہ عبداللہ بن احمد سے روایت کی، کہ ان سے ان کے والد نے انھوں نے ابو معاویہ سے، انھوں نے ائمش سے انھوں نے شقیق سے انھوں نے مسروق سے انھوں نے عبداللہ بن عمر سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم درج ذیل اصحاب سے قرآن پڑھو عبداللہ بن مسعود۔ ابی بن کعب، معاذ بن جبل اور سالم مولیٰ ابی حذیفہ۔

اسماعیل وغیرہ نے اسنادہم محمد بن عیسیٰ سے، انھوں نے سفیان بن وکیع سے انھوں نے حمید بن عبدالرحمن سے انھوں نے داؤد العطار سے، انھوں نے معمر سے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے انس بن مالک سے روایت کی، حضور اکرم نے فرمایا۔ ابوبکر میری امت کا دہ آدمی ہے۔ جو میری امت پر حد درجہ شفیق ہے اور ساری حدیث بیان کی نیز فرمایا۔ معاذ بن جبل حلال و حرام کو بہت اچھی طرح جانتا ہے۔

عبداللہ بن ابوالنضر الخطیب نے جعفر بن احمد القاری سے، انھوں نے علی بن محسن سے انھوں نے ابوالحسن بن جعفر بن محمد السمار سے، انھوں نے شعیب الحرانی سے۔ انھوں نے یحییٰ بن عبداللہ الباہلی سے، انھوں نے سلمہ بن وردان سے روایت کی، کہ انھوں نے انس بن مالک سے سنا کہ ایک دن معاذ بن جبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس سے اٹھ کر میرے پاس آئے اور کہنے لگے کہ جس شخص نے سچے دل سے خدا کی توحید اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا اقرار کیا، وہ جنت میں داخل ہوگا۔ میں اُسی وقت اٹھ کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، یا رسول اللہ! کیا آپ نے معاذ بن جبل سے فرمایا ہے کہ جس شخص نے بھی اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلَهَ اِلَّا اللہُ وَاَشْهَدُ اَنْ مُحَمَّدٌ رَسُوْلُ اللہِ صدق دل سے پڑھا۔ وہ بہشت میں داخل ہوگا۔

— حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں معاذ نے سچ کہا۔ سچ کہا۔ سچ کہا۔

سہل بن ابی خلیثمہ نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مہاجرین سے عمر، عثمان، اور علیؓ اور اسی طرح انصار سے بھی تین آدمی ابی بن کعب، معاذ بن جبل اور زید بن ثابت فتویٰ دیا کرتے تھے۔

جابر بن عبد اللہ سے مروی ہے کہ معاذ بن جبل، بڑے خوش شکل، خوش اخلاق اور حد درجہ سخی تھے، چنانچہ انھوں نے لوگوں سے اتنا قرض لیا کہ قرض خواہوں سے زچ ہو کر چھپ گئے۔ ان لوگوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر گزارش کی کہ جناب معاذ کو بلوایا جائے۔ جب وہ حاضر خدمت ہوئے، تو قرض خواہ بھی ساتھ تھے۔ انھوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ! ہمیں ان سے ہمارا قرض دلوائیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جو انھیں معاف کر دیگا، اللہ تعالیٰ اس پر رحم کرے گا۔ چنانچہ کچھ لوگوں نے ان کا قرض معاف کر دیا اور کچھ نے انکار کر دیا۔ اس پر حضور نے ان کا اثاثہ لے کر قرض خواہوں میں تقسیم کر دیا۔ اور اس طرح ہر آدمی کو اس کے قرض کا ۱/۵ حصہ مل گیا۔ پھر قرض خواہوں سے فرمایا۔ بس اسے ہی غنیمت سمجھو، جو تمہیں مل گیا ہے۔ بعدہ آپ نے انھیں بین میں وصولی زکات کا محصل مقرر فرما دیا اور کہا، ہو سکتا ہے کہ اس طرح تمہاری تلافی ہو جائے اور تم باقی ماندہ قرض بھی ادا کر سکو۔ جناب معاذ یمن ہی میں مقیم رہے، تاآنکہ حضور اکرم فوت ہو گئے۔

۱) ثور بن یزید سے مروی ہے کہ معاذ ہجرت کی نماز کے بعد ذیل کی دعا مانگا کرتے تھے: اے خدا! آنکھیں سوئی ہوئی ہیں، اور ستارے ٹٹمارہے اور تو ہی قیوم ہے۔ اے خدا! میں طلب جنت میں سست اور جہنم سے بھاگنے میں کمزور ہوں۔ اے خدا! تو مجھے ایسا راستہ دکھا، جس پر میں قیامت تک چلتا رہوں اور تو اپنے وعدے کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

جب شام میں طاعون پھیلی۔ تو جناب معاذ نے دعا کی۔ اے خدا! تو آل معاذ کو بھی ان کا حصہ عطا کر۔ چنانچہ ان کی دو عورتوں پر طاعون کا حملہ ہوا اور وہ دونوں فوت ہو گئیں۔ پھر ان کے بیٹے عبدالرحمن پطاعون کا حملہ ہوا اور وہ بھی فوت ہو گئے۔ اب ان کی باری تھی۔ جب بیماری کی لپیٹ میں آئے تو بے ہوش ہو گئے۔ جب ہوش میں آئے تو کہنے لگے، اے خدا! تو اپنا غم مجھ پر مسلط کر دے، تیری عزت کی قسم، تو جانتا ہے کہ میں تیری ذات سے محبت کرتا ہوں۔ اس کے بعد پھر ان پر غشی طاری ہو گئی۔ جب ہوش میں آئے تو پھر

وہی بات دھرائی۔

عمر بن قیس بیان کرتے ہیں، جب معاذ پر سکرات الموت طاری ہوئے تو کہنے لگے۔ دیکھو! کیا صبح ہو گئی ہے۔ لوگوں نے کہا، نہیں۔ جب آخر کار صبح نمودار ہوئی تو کہنے لگے: میں اس رات سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں جس کی صبح جہنم کی طرف رہ گئی ہے۔ میں موت کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ میں اپنے محبوب سے ملنے والے کو خوش آمدید کہتا ہوں۔ جو بعد از مدت آرہا ہے۔ اے خدا تو جانتا ہے کہ ہمیشہ تجھ سے ڈرتا رہا، لیکن آج میں پر امید ہوں۔ میں دنیا کو اور اس میں زندگی بسر کرنے کو اس لیے پسند نہیں کرتا تھا کہ نہریں کھودوں گا اور درخت لگاؤں گا۔ بلکہ اس لیے کہ دوپہر کی پیاس اور حالات کی تکالیف برداشت کروں گا اور علما کے سامنے زانوئے تلمذتہ کروں گا۔ جب تیرا ذکر کیا جائے گا۔

جناب حسن سے مروی ہے کہ جب معاذ پر سکرات الموت طاری ہوئے، تو انھوں نے رونا شروع کر دیا۔ لوگوں نے کہا، تم رورہے ہو، لیکن تم حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے قریبی ساتھیوں میں سے تھے۔ انھوں نے جواب دیا، بخدا میں اس لیے نہیں رورہا کہ میں مرنے لگا ہوں اور نہ اس لیے کہ دنیا کو پیچھے چھوڑ رہا ہوں، بلکہ اس لیے کہ اہل عالم دو گروہوں میں منقسم ہیں۔ معلوم میں کس گروہ میں ہوں۔ کہتے ہیں معاذ ان لوگوں میں شامل تھے، جنھوں نے بنو سلمہ کے بت توڑے تھے اور حضور اکرم نے فرمایا تھا کہ معاذ قیامت کے دن گروہ علما سے اتنا آگے ہوگا، جتنا کہ ایک تیر پر تاب یا دو کا فاصلہ۔

کافروۃ الاشجعی نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے روایت کی کہ انھوں نے معاذ بن جبل کے بارے میں قرآن کی یہ آیت پڑھی: **كَانَ اُمْتًا قَانِتًا لِلّٰهِ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُسْتَرْكِیْنَ**؛ میں نے کہا یہ تو خدا نے حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں فرمایا ہے، عبداللہ بن مسعود نے پھر اس آیت کو دہرایا۔ پھر مجھ سے دریافت کیا کہ اُمّہ اور قانت کے کیا معنی ہیں؟ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ اس پر ابن مسعود نے کہا کہ اُمّہ اس شخص کو کہتے ہیں جو بھلائی کو سمجھتا ہو اور جس کو مقتدا بنایا جاسکتا ہے۔ قانت: خدا کا ہر حکم ماننے والا۔ اور یہ دونوں اوصاف، معاذ میں پائے جاتے ہیں۔

صحابہ میں سے مندرجہ ذیل نے معاذ بن جبل سے روایت کی: حضرت عمرؓ، عبداللہ بن عمرؓ، ابو قتادہؓ، عبداللہ بن عمروؓ، انس بن مالکؓ، ابوامامہؓ، اباباہؓ، ابویلیؓ، الانصاریؓ وغیرہ۔

تابعین میں سے ذیل کے حضرات نے ان سے روایت کی: جادہ بن ابی امیہؓ، عبدالرحمان بن غنمؓ، ابودریسؓ

الخولانی، ابو مسلم خولانی، جیر بن نفیر، مالک بن یحمار وغیرہ۔

جناب معاذ نے ۱۸ ہجری یا ۱۹ سال ہجری میں وفات پائی، لیکن پہلی روایت درست ہے اور اس وقت ان کی عمر ۳۳ سال اور ایک روایت کے رو سے ۳۳ یا ۳۴ برس تھی۔ ایک روایت میں ۲۸ برس مذکور ہے لیکن یہ غلط ہے۔ کیونکہ جو شخص بیعت عقبہ میں جو قبل از ہجرت پیش آئی تھی، موجود ہوا اور حضور اکرم کے دس سالہ قیام مدینہ کو پیش نظر رکھا جائے اور حضور کی وفات کے آٹھ سال بعد اس کی وفات ہوئی ہو۔ اس طریقے سے بیعت عقبہ کے وقت ان کی عمر سولہ سال بنتی ہے۔ جو بعید از قیاس ہے۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن حارث الانصاری، بنو خزرج کے قبیلے بنو نجار سے تعلق رکھتے تھے۔ کنیت ابو حلیمہ تھی۔ بقول طبری کنیت ابو الحارث تھی اور عرف قاری تھا۔ غزوہ خندق میں شامل تھے۔ ایک روایت کی رو سے انھوں نے صرف چھ برس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے استفادہ کیا۔ ان سے عمران بن ابی الس اور نافع مولیٰ ابن عمر نیز المقبری نے روایت کی۔ یہ ان لوگوں سے ہیں۔ جنہیں حضرت عمرؓ نے رمضان میں تراویح پڑھانے پر مقرر کیا تھا۔ اور ابو عبیدہ ثقفی کے ساتھ یوم الجسر میں موجود تھے اور میدان جنگ سے بھاگ کر آگئے تھے۔ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا۔ بالیقین ہم ان کے ساتھی ہیں۔ ان کا شمار اہل مدینہ سے ہوتا ہے۔

ان سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ حدیث مروی ہے: آپؐ نے فرمایا، میرا منبر جنت کی نہروں میں سے ایک نہر پر واقع ہے۔ ان کی وفات زید بن ثابت سے پہلے واقع ہوئی۔ یہ ابن مندہ اور ابو نعیم کا قول ہے۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ ایام حرہ میں ۳۳ ہجری میں قتل ہوئے۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن رفاع بن حارث بن سواد بن مالک بن غنم بن مالک بن نجار۔ ان کا عرف ابن عفران تھا۔ عفران ان کی والدہ کا نام ہے ان کا نسب عفران بنت عبید بن ثعلبہ بن بنو غنم بن مالک بن نجار تھا۔ ابن ہشام اس سلسلے کو یوں بیان کرتے ہیں: معاذ بن حارث بن عفران بن حارث بن سواد۔ ابن اسحاق لکھتے ہیں: معاذ بن حارث بن رفاع بن سواد مگر پہلا درست ہے۔

یہ صاحب انصاری، خزرجی، نجاری تھے۔ یہ خود اور ان کے دو بھائی عوف اور معوذ عفران کے بیٹے غزوہ بدر میں موجود تھے۔ عوف اور معوذ دونوں شہید ہو گئے، مگر معاذ بچ گئے تھے جو بعد کے تمام غزوات میں شریک

ہوتے رہے۔

ابو جعفر نے باسنادہ یونس بن بکیر سے انھوں نے ابن اسحاق سے سلسلہ انصاری شریک کے بدر از بنو سواد بن مالک عوف، معوذ، معاذ اور رفاعہ کا جو بنو حارث بن رفاعہ بن سواد سے تھے اور وہ عفراء کے لطن سے تھے۔ ذکر کیا ہے ایک روایت میں ہے کہ معاذ حضرت عثمانؓ کے عہد تک زندہ رہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ غزوہ بدر میں گھائل ہو گئے تھے۔ مدینے واپس آ گئے اور فوت ہو گئے۔ یہ قول خلیفہ وہ حضرت علی کے زمانے تک زندہ رہے۔ واقدی کی روایت کے مطابق معاذ بن حارث اور رافع بن مالک زرقی ان انصاریوں سے ہیں۔ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر مکے میں ایمان لائے۔ واقدی کے خیال میں معاذ ان آٹھ انصاریوں میں شامل ہیں۔ جو حضور اکرم پر مکے میں اسلام لائے۔ واقدی لکھتے ہیں کہ انصاری کے چھ آدمیوں کا حضور اکرم پر ایمان لانا زیادہ صحیح اور درست قول ہے۔ حضور نے جناب معاذ بن حارث انصاری اور عمر بن حارث کے درمیان رشتہ موافقات قائم فرمایا تھا۔

بروایت واقدی معاذ محاربہ علی و معاویہ میں جو صفین میں ہوا تھا مارے گئے تھے، انھوں نے حضرت علی کا ساتھ دیا تھا۔ نیز جناب معاذ کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ وہ ابو جہل کے قتل میں شریک تھے۔ ابن ابی خنیس نے یوسف بن بہلول سے، انھوں نے ابن ادریس سے، انھوں نے ابن اسحاق سے، انھوں نے عبداللہ بن ابی بکر کے علاوہ ایک اور آدمی سے، انھوں نے ابن عباس سے، انھوں نے معاذ بن عفراء سے سنا کہ انھوں نے قریش کو کسی الجھن پر غور کرتے دیکھا اور ابو جہل اس جھوم میں موجود تھا۔ وہ کہہ رہے تھے کہ ابو الحکم (ابو جہل) اس کی طرف نہ جائے، میں نے سنا تو اس پر نظر رکھی اور اس کی طرف بڑھنے لگا۔ جو نہی مجھے موقوف ملا۔ میں نے اس پر حملہ کر کے زبردست وار کیا۔ اور اس کی نصف پنڈلی کٹ کر علیحدہ ہو گئی۔ اس کے پیٹے عکرمہ نے میرے کندھے پر وار کیا، جس سے بازو کٹ گیا، مگر ایک قسم لگا رہ گیا، جو لڑنے میں رکاوٹ بن رہا تھا۔ چونکہ میں ایک جنگ لڑ رہا تھا اور کٹا ہوا ہاتھ ساتھ ساتھ گھسٹتا چلا آ رہا تھا اور باعث تکلیف تھا۔ اس لیے میں نے پاؤں اس پر رکھا اور تلوار سے لٹے کو کاٹ کر پھینک دیا۔ اس حادثے کے بعد معاذ (بیک دست) حضرت عثمان کے عہد تک زندہ رہے۔

ابو عمر کہتے ہیں۔ ابن ابی خنیس سے، ابن اسحاق نے اسی طرح روایت کی ہے اور عبدالملک بن ہشام نے زیاد سے، انھوں نے ابن اسحاق سے معاذ بن عمرو بن جہول کیلئے بیان کیا ہے، لیکن ان کے مقابلے میں صحیح تر

روایت وہ ہے، جو ابوالفرج محمد بن عبد الرحمن بن عبد العزیز اور حسین بن ابی صالح بن فثا خسرو کے علاوہ اور کئی آدمیوں نے باسناد ہم محمد بن اسماعیل سے انھوں نے یعقوب بن ابراہیم الدورقی سے۔ انھوں نے ابن عطیہ سے انھوں نے سلیمان التیمی سے انھوں نے انس سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر کے دن فرمایا۔ کوئی ہے جو دیکھ آئے کہ ابو جہل پر کیا گزری۔ عبد اللہ بن مسعود گئے۔ دیکھا کہ ابو جہل کو عفرات کے بیٹوں نے زخمی کر دیا ہے اور وہ لاچار ہے۔ انھوں نے پوچھا۔ کیا تم ابو جہل ہو! ابو جہل نے کہا۔ کیا جسے تم نے قتل کیا ہے۔ اس سے بڑھ کر تمہارے پاس کوئی اور آدمی ہے ایک روایت میں ہے کہ جسے اس کی قوم نے قتل کیا ہے۔ ابو جہل کی روایت میں ہے۔ ابو جہل نے کہا تھا کہ کیا مجھے قتل کرنے والا کوئی گنوار نہیں تھا۔

یہی بن رجاہ ثقفی نے باسنادہ ابن ابی عاصم سے، انھوں نے ابو بکر بن ابی شیبہ سے، انھوں نے غندر سے انھوں نے شعبہ سے، انھوں نے سعد بن ابراہیم سے انھوں نے نصر بن عبد الرحمن سے انھوں نے اپنے دادا۔ معاذ قرشی سے روایت کی کہ میں معاذ بن عفرات کے ساتھ صبح اور عصر کے بعد گھومتا پھرا اور نماز نہ پڑھی۔ اس پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صبح اور عصر کی نمازوں کے بعد اداۓ نماز کی اجازت نہیں ہے، جب تک کہ سورج نکل نہ آئے یا غروب نہ ہو جائے۔

ابن مندہ کہتے ہیں کہ معاذ بن حارث بن رفاعہ بن حارث زرقی (اور جن کی والدہ کا نام عفرات تھا اور جو رافع بن مالک کے ساتھ انصار میں سے پیشتر از ہمہ ایمان لائے تھے) بدر کے دن شہید ہوئے تھے۔ پھر ابن مندہ نے باسنادہ ابن اسحاق سے روایت بیان کی کہ معاذ، معوذ اور عوف جو حارث بن رفاعہ بن حارث بن سواد بن غنم بن مالک بن نجار (جن کی والدہ عفرات تھی) بدر میں قتل ہوئے تھے۔ پھر اسی ترجمہ میں باسنادہ ربیع بنت معوذ سے روایت کی کہ میرے چچا معاذ نے اپنی والدہ عفرات کو کچھ تر و تازہ کھجوریں دے کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ حضور اکرم نے انھیں کچھ زیور عطا فرمائے، جو امیر بحرین نے آپ کو بطور ہدیہ بھیجے تھے۔ بیٹوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن اشیر لکھتے ہیں کہ ابن مندہ نے جناب معاذ کو زرقی لکھا ہے، جو وہم ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے ان کا جو سلسلہ نسب بیان کیا جا چکا ہے۔ وہ اس ادعا کی تردید کرتا ہے۔ نیز اسی ترجمے میں ان کی وہ روایت بھی ہے جو انھوں نے ابن اسحاق سے بیان کی ہے، ان کے اس قول کی تردید کرتی ہے۔ اسی طرح ان کا قول کہ جناب معاذ غزوہ بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ بھی بے بنیاد ہے۔ نیز انھوں نے خود اپنے اس قول کی تردید ربیع بنت

معوذ کی یہ روایت بیان کر کے، کر دی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی والدہ کو وہ زیور بطور ہدیہ عطا فرمائے تھے، جو امیر بکمرین نے آپ کی خدمت میں روانہ کیے تھے۔ کیونکہ امیر بکمرین اور قرب و جوار کے بادشاہوں کی طرف سے حضور کی خدمت میں ہدایا کی ترسیل اس وقت ہوئی تھی۔ جب اسلام پھیل گیا تھا۔ اور بادشاہوں کو قبول اسلام کی دعوت دی گئی تھی اور ظاہر ہے کہ یہ واقعات غزوہ بدر کے کئی برس بعد پیش آئے تھے۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن رباح البزیر ثقفی؛ یحییٰ ثقفی نے اذنا باسنادہ البوکر سے انھوں نے ابو بکر بن ابی شیبہ سے انھوں نے یزید بن ہارون سے انھوں نے نافع بن عمر الجمحی سے، انھوں نے امیہ بن صفوان بن عبد اللہ سے۔ انھوں نے ابو بکر بن ابی زہیر ثقفی سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ میں نے رسول اکرم کو طائف کے ایک ٹیلے پر خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ جلدی ہی تمہیں اہل جنت اور اہل نار کا یا بھلے لوگوں اور برے لوگوں کا علم ہو جائے گا۔ ایک آدمی نے دریافت کیا: یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! وہ کیسے؟ آپ نے فرمایا، نیک آدمی اس کی تعریف و توصیف سے اور بُرا آدمی اپنی بد علی اور بد کرداری سے پہچانا جاتا ہے۔ تم ایک دوسرے کے نگران اور پاسدار ہو۔ تمہیں ان کے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن زرارہ بن عمرو بن عدی بن حارث بن مر بن ظفر النزاری اوسی و ظفری؛ یہ اپنے دونوں بیٹوں ابو نمل اور ابو درہ کے ساتھ غزوہ احد میں شریک تھے۔ ابو عمر نے مختصر ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

البزیرہ ان سے یہ حدیث مروی ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم روزہ رکھتے تو فرماتے اللہ صمٹ لگ صمٹ؛ تیجی بن یونس نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ حصین بن عبد الرحمان نے ان سے روایت کی جعفر کا قول ہے کہ وہ تابعی تھے۔ جس شخص نے ان کی حضور اکرم سے صحبت ثابت کی ہے، وہ غلطی پر ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن سعد یا سعد بن معاذ، امام مالک نے مؤطا میں ان کا نام اسی طرح لکھا ہے۔

نافع نے ایک انصاری سے انھوں نے معاذ بن سعد سے بیان کیا، کہ کعب بن مالک کی ایک لونڈی تھی۔ جو ان کی بکریاں سلح پہاڑی پر چرایا کرتی تھی۔ ایک دفعہ ایک بکری بیمار ہو گئی، چرواہی کو معلوم ہو گیا۔ اس نے بکری کو پتھر سے ذبح کر دیا۔ مالک نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ حضور نے بکری کا گوشت کھانے کی اجازت دے دی۔ ابن مندہ اور ابوالنعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن صمیر بن عمرو بن جوح: اعدا اور اس کے بعد کے تمام غزوات میں شریک رہے اور حرہ کے موقع پر مارے گئے۔ یہ معاذ بن عمرو بن جوح کے بھتیجے تھے۔ ہم ان کا ذکر بھی کریں گے۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن عثمان بن معاذ قرشی تیمی: محمد بن ابراہیم تیمی نے اپنی قوم کے ایک فرد سے جن کا نام معاذ بن عثمان تھا۔ سنا ان کا بیان ہے کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دے رہے تھے۔ اور فرما رہے تھے کہ رمی جمرات میں چھوٹے چھوٹے پتھر پھینکو۔ یہ ابن عیینہ کی روایت ہے اور انھوں نے ان کا نام معاذ بن عثمان یا عثمان بن معاذ لکھا ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

سیدنا معاذ بن عمرو بن جوح بن زید بن حرام بن کعب بن غنم بن کعب بن سلمۃ الانصاری خزرجی سلمی: یہ صاحب عقبہ اور بدر میں اپنے والد عمرو بن جوح (ان کے والد کے نام کے بارے میں اختلاف ہے) کے ساتھ موجود تھے۔ عمرو بن جوح احد میں شہید ہو گئے تھے، بہر حال معاذ بن عمرو کے بارے میں، عبدالملک بن ہشام نے ذکر کیا البکائی سے انھوں نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ یہ معاذ وہی آدمی ہیں، جنہوں نے ابو جہل کی ٹانگ کاٹ ڈالی تھی اور عکرمہ نے ان کا ایک بازو کاٹ دیا تھا۔ اس کے بعد معوذ بن عفرہ پر دوسرا وار کر کے انھیں بالکل بے بس کر دیا تھا۔ ابھی ابو جہل میں زندگی کی رمت باقی تھی کہ عبداللہ بن مسعود نے اس کا کام تمام کر دیا۔

بکائی نے ابن اسحاق سے، انھوں نے ثور بن یزید سے انھوں نے عکرمہ سے انھوں نے ابن عباس اور عبداللہ بن ابوبکر سے بیان کیا۔ معاذ بن عمرو بن جوح کہتے ہیں کہ میں نے ایک جماعت کو باہم گفتگو کرتے سنا وہ ابو جہل کے متعلق کہہ رہے تھے کہ وہ ادھر نہ جائے۔ چنانچہ میں نے اپنے دل میں ٹھان لی اے آخر وہ۔

ہم اس واقعہ کو معاذ بن حارث بن عفراد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔

بکائی نے ابن اسحاق سے روایت کی ہے، کہ معاذ بن عمرو ہی وہ آدمی ہیں، جنہوں نے ابو جہل کو قتل کیا تھا، لیکن ابن ادریس نے ابن اسحاق سے یوں بیان کیا ہے کہ ابو جہل کے قاتل معاذ بن عفراد تھے اور عبید اللہ بن احمد نے باسنادہ یونس بن بکیر سے، انہوں نے السری بن اسماعیل سے انہوں نے شعبی سے، انہوں نے عبدالرحمان بن عوف سے روایت کی کہ ہم بدر کے دن دشمن کے آگے سامنے تھے کہ عفراد کے دونوں بیٹے ایک طرف کو علیحدہ کھڑے تھے، اور ان کے سوا میرے قرب و جوار میں اور کوئی آدمی نہیں تھا۔ میں نے دل میں کہا۔ میں یہاں کیوں کھڑا ہوں۔ اگر مجھے کوئی تکلیف پیش آگئی، تو یہ لڑکے مجھے اسی حالت میں چھوڑ کر چلے جائیں گے۔ میں ابھی اس سوچ ہی میں تھا کہ ان میں سے ایک میری طرف بڑھا کہنے لگا۔ چچا جان! کیا آپ ابو جہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا ہاں بیٹا۔ لیکن تمہیں اس سے کیا کام ہے؟ اس نے کہا، ذرا مجھے دکھا دیجئے، میں نے اللہ سے عہد کیا ہے کہ آج اُسے جہاں بھی دیکھ پایا، ضرور قتل کر دوں گا بشرطیکہ درمیان میں کوئی ایسی آڑ نہ جائے، جسے میں نہ ٹاسکوں۔ اتنے میں دوسرا بھائی بھی قریب آگیا اور اس نے بھی اسی طرح کی گفتگو کی۔ اتنے میں اچانک ابو جہل اپنے دراز دم گھوڑے پر سوار سہنے آگیا۔ ان میں سے ایک نے گھوڑے پر حملہ کیا۔ اس کے بعد اچھی طرح سنبھل کر اس نے ابو جہل کی ران پر وار کیا اور ابو جہل گر پڑا۔ اس پر ابو جہل کے ملازم نے جو حفاظت کے لیے ساتھ تھا۔ قاتل کا کام تمام کر دیا اور قاتل کے بھائی نے ملازم کا سر اڑا دیا جلد ہی مشرکین کو شکست ہو گئی۔ اس حدیث اور مذکورہ بالا احادیث سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ابو جہل کے قاتل معاذ بن عفراد تھے۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن قیس بن عبدالعزی بن غزیہ بن عمرو بن عدی بن عوف بن مالک بن بخار انصاری خزرجی؛ احد اور بعد کے تمام غزوات میں شامل رہے۔ جنگ یمامہ میں شہید ہوئے۔ یہ غسانی کی روایت ہے ابن القلاح سے۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن ماعض (ایک روایت میں ماعص ہے) ایک دوسری روایت کے رو سے معاض بن قیس بن خلدہ بن ہار بن زریق الانصاری، خزرجی الزرقی، یہ صاحب غزوات بدر اور احد میں موجود تھے اور بدر معونہ کے موقع پر قتل ہوئے تھے۔ یہ واقعی کی روایت ہے۔ ان کے علاوہ بعض اور مورخین کا خیال ہے کہ وہ غزوہ بدر میں زخمی

ہوئے اور کچھ عرصہ کے بعد اسی زخم کی وجہ سے فوت ہو گئے۔

ابن ہندہ کے مطابق ابراہیم بن منذر الخزامی نے محمد بن طلحہ سے روایت کی کہ معاذ بن معض البقتادہ، ابو عیاش، زرقانی، ظہیر بن رافع، عباد بن بشیر، سعد بن زید الاشہلی اور مقداد بن اسود کے ساتھ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اونٹنیوں کی تلاش میں نکلے۔ جب عیینہ بن حصن نے چراگاہ میں ان پر چھاپا مارا تھا اور حدیث نقل کی۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یحییٰ نے اپنے دادا پر استدراک کیا ہے۔ اور اس کے دادا نے اس کو بیان کیا ہے۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن معدان انہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی کہ قطیبہ بن جریر نے حضور کی خدمت میں حاضر ہو کر اسلام قبول کیا اور بیعت کی۔ ان سے عمران بن جریر نے روایت کی۔ کہا جاتا ہے کہ ان کی روایت مرسل ہے۔ ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن یزید بن سکن یہ حواء بنت یزید بن سکن کے بھائی تھے۔ جو ثابت بن قیس بن خطیم کی والدہ تھیں۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن یزید جب ارتداد کی وبا پھیلی، تو انھوں نے بنو عامر کو ارتداد سے منع کیا اور تمسک بالاسلام کی تاکید کی۔ ابن اسحاق نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاذ (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو النہرانی الکندی، ابو الفتح ازدی نے اسماء المفردہ میں ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ ایسا نام ہے جس کی تحقیق میں نہیں کر سکا۔ جہاں سے میں نے نقل کیا ہے وہاں بھی اسی طرح لکھا ہوا۔ اور پتہ نہیں چلتا کہ آخر میں ٹن ہے یا ز ہے۔

(سیدنا) معافی (رضی اللہ عنہ)

بن زید الجرشى: ان کا ذکر محمد بن تمام بن عیاش بن عبد العزیز بن قیس بن حمید کی اس حدیث میں موجود ہے، جو انس سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تہامہ کا ایک آدمی ملا اس نے حضور اکرم صلی اللہ

علیہ وسلم سے نبیذ کے بارے میں دریافت کیا۔ اس آدمی کا نام معافی بن زید الجرشئی تھا۔ ابو مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن ثعلبہ، ابو بکر اسماعیلی نے ان کا ذکر کیا ہے، لیکن وہ وثوق سے نہیں کہہ سکتے کہ انھیں صحبت نصیب ہوئی یا نہ۔

ابو الجحاف داؤد بن ابی عوف سے مروی ہے، انھوں نے معاویہ بن ثعلبہ سے سنا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ اے علی تیری محبت میری محبت اور تیری عداوت میری عداوت ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن ثور بن عبادۃ البکائی: ان کے بیٹے کا نام لبشر تھا۔ دونوں باپ بیٹا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آئے۔ معاویہ بہت بوڑھے ہو چکے تھے۔ عقیلی نے ہشام بن کعبی سے روایت کی ہے۔ ہم ان کا لب ان کے بیٹے لبشر کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے لبشر کے سر پر ہاتھ پھیرا اور انھیں سات بکریاں عطا کیں۔ ہم اس واقعہ کو پیشتر ازیں بالتفصیل بیان کر چکے ہیں۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن جاہتمہ السلمی۔ ان کا شمار حجازیوں میں ہوتا ہے، مگر اس میں اختلاف ہے ان سے طلحہ بن عبید اللہ بن عبد الرحمن نے روایت کی۔ ایک روایت کے رو سے ان سے طلحہ بن یزید بن رکانہ نے روایت کی۔ ایک روایت میں محمد بن یزید بن رکانہ کا نام آیا ہے۔

میخچی بن محمود نے باسنادہ تا ابن ابی عاصم۔ انھوں نے حسن البزار سے انھوں نے عبد الرحمن بن محمد المحاربی سے انھوں نے محمد بن اسحاق سے انھوں نے محمد بن طلحہ سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے معاویہ بن سلمی سے روایت کی، کہ وہ رسول اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور گزارش کی یا رسول اللہ! میں آپ کی معیت میں اللہ کی راہ میں جہاد کرنا چاہتا ہوں۔ دریافت فرمایا۔ کیا تمہاری ماں زندہ ہے، انھوں نے کہا۔ ہاں۔ فرمایا، جاؤ اور اس کی خدمت کرو۔ وہ کہتے ہیں۔ میں نے سمجھا، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میری بات پر توجہ نہیں فرمائی، میں ہٹ کر دوسری طرف آ بیٹھا اور پھر عرض کیا، فرمایا، خدا تجھ سے سمجھے۔ کیا تیری ماں زندہ ہے۔ عرض کیا،

ہاں! یا رسول اللہ۔ فرمایا، جاؤ اور اس کے قدموں میں بیٹھ جاؤ۔

اور معاویہ بن جابر نے اپنے والد جابر سے روایت کی اور یہ بات ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔ بعض نے ان کا سلسلہ نسب حسب ذیل بیان کیا ہے: معاویہ بن جابر بن عباس بن مرداس السلی۔ یہ ابو عمر کا قول ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن خدیج بن جفنتہ السکونی: ایک روایت میں غولانی آیا ہے۔ ابو عمر نے اس سلسلہ نسب کے یوں بیان کیا ہے: معاویہ بن خدیج بن جفنتہ بن قنبرہ بن حارثہ بن عبد شمس بن معاویہ بن جعفر بن اسامہ بن سعد بن اشرس بن شیبیب بن سکون بن اشرس بن ثور (کنذہ السکونی) یا کنذی یا خولانی یا تجیبی، لیکن صحیح السکونی ہے۔ ابن الکلبی نے بھی ان کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے۔ ان کی کنیت ابو عبد الرحمن یا ابو نعیم تھی۔ ان کا شمار اہل مصر میں ہوتا ہے اور معاویہ سے انھوں نے حدیث سنی۔

کہا جاتا ہے کہ یہ وہی شخص ہیں، جنھوں نے محمد بن ابوبکر کو عمرو بن عاص کے حکم سے قتل کیا تھا۔ اور افریقہ میں تین بار جنگ میں شریک ہوئے تھے۔ چنانچہ ایک جنگ میں زخمی ہو گئے تھے۔ کہا جاتا ہے کہ ابو سرح کے ساتھ حبشہ کی جنگ میں شریک ہوئے اور گھائل ہوئے۔

ابو یاسر بن بہتہ اللہ نے باسنادہ عبد اللہ بن احمد سے، انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے یحییٰ بن اسحاق سے انھوں نے ابو لہیعہ سے انھوں نے یزید بن ابی حبیب سے یا سدید بن قیس سے انھوں نے معاویہ بن خدیج سے انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کی راہ میں ایک صبح یا شام دنیا مافیہا سے بہتر ہے۔

ابو عبد الرحمن بن شماسہ المہری سے مروی ہے کہ ہم حضرت عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تو انھوں نے سوال کیا۔ کہ تمہارا امیر کیسا رہا۔ (یعنی معاویہ بن خدیج) ہم نے امیر کے خلاف کوئی بات نہ کہی، بلکہ ہم نے ان کی اچھی خاصی تعریف کی کہ اگر ہمارا اونٹ مارا گیا یا ضائع ہو گیا، تو اونٹ دے دیا، گھوڑا مارا گیا تو گھوڑا دے دیا۔ تو کہہ مارا گیا تو نوکر فراہم کر دیا۔ حضرت عائشہ نے سن کر فرمایا۔ استغفر اللہ! میں تمہارے امیر کو اس لیے ناپسند کرتی تھی کہ اس نے میرے بھائی کو قتل کیا ہے۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو کہتے سنا۔ "اے اللہ جو شخص میری اُمت سے حسن سلوک سے پیش آئے۔ تو بھی اس سے ویسا ہی سلوک کر، اور جو میری اُمت کو دکھ دے"

تو بھی اُسے دکھ دے، معاویہ بن خدیج عبداللہ بن عمر سے حضورؐ اس عرصہ پہلے فوت ہوئے تھے اور مصر میں انہیں بڑا محترم سمجھا جاتا تھا۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن منذہ وغیرہ نے انہیں خولانی لکھا ہے، لیکن یہ غلط ہے۔ کیونکہ وہ سکونی ہیں۔ اور اسی طرح ان کا یہ قول، کہ معاویہ سکونی یا تجیبی یا کندی تھے۔ جو بھی اس پر غور کرے گا۔ اسے اس میں تناقض معلوم ہو جائے گا۔ کیونکہ جیسا کہ ہم بیان کر آئے ہیں سکون کا تعلق کندہ سے ہے۔ سکون کا بیٹا شیب تھا۔ اس کا اثر اس اور اس کے دو بیٹے تھے۔ عدی اور سعد۔ ان کی ماں کا نام تجیب تھا جس کی نسبت سے انہیں تجیبی کہتے ہیں اس بنا پر ہر سکونی تجیبی ہے اور ہر تجیبی سکونی۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن حکم سلمی: مدینہ ہی میں سکونت پذیر رہے۔ خطیب ابو الفضل عبداللہ بن احمد بن محمد بن عبدالقہار نے ہانسادہ البوداؤد طرابلسی سے، انھوں نے حرب بن شداد اور ابان بن یزید سے، انھوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے۔ انھوں نے ہلال بن ابی میمون سے انھوں نے عطاء بن یسار سے، انھوں نے معاویہ بن حکم سلمی سے روایت کی کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے کہ ایک آدمی نے دوران نماز میں چھینک ماری اور میں نے جب دستور پر حکم اللہ کہہ دیا۔ لوگوں نے مجھے آنکھوں سے گھورا۔ اس پر میں نے کہا۔ میری ماں مرے تم لوگ مجھے کیوں گھور رہے ہو۔ نمازیوں نے اپنے ہاتھ اپنی رانوں پر مارے تاکہ میں چپ ہو جاؤں۔ جب نماز ختم ہوئی، تو حضورؐ نے مجھے بلایا، میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں: میں نے زندگی بھر ایسا شفیق معلم نہیں دیکھا۔ نہ تو آپ نے میرا مذاق اڑایا، نہ مارا پیٹا، نہ برا بھلا کہا۔ بلکہ فرمایا کہ نماز میں باتیں کرنا زیب نہیں دیتا کیونکہ نماز نام ہے، تسبیح، تحمید، تکبیر اور قرأت قرآن کا۔

معاویہ سے اس کے علاوہ اور کئی احادیث بھی مروی ہیں۔ مالک نے ہلال بن اسامہ سے ہانسارہ عمر بن حکم سے روایت کی ہے جو غلط ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن حیدہ بن معاویہ بن قشیر بن کعب بن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ القشیری: ان کا تعلق بصرہ سے تھا خزانہ کے معرکوں میں شریک رہے اور وہیں فوت ہوئے وہ بہز بن حکیم بن معاویہ کے دادا تھے۔ ان کے بیٹے حکیم نے ان سے روایت کی۔ یحییٰ بن معین سے "عن بہز بن حکیم عن ابیہ عن جدہ" کے بارے میں پوچھا گیا، تو انھوں نے

جواب دیا کہ یہ روایت درست ہے، بشرطیکہ بہز سے پہلا راوی ثقہ ہو۔

شعبہ بن ابی قزعة نے حکیم بن معاویہ سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی، کہ ایک شخص نے حضور سے دریافت کیا، یا رسول اللہ! عورت کا مرد پر کیا حق ہے؟ فرمایا۔ جب خود کھانا کھائے، تو اسے بھی کھلائے اور جب خود کپڑے پہنے تو اسے بھی پہنائے اور اس کے منہ پر پتھر نہ مارے، نہ برا بھلا کہے اور نہ گھر میں اس سے مقاطعہ کرے۔

ابو القاسم یعیش بن صدوقہ بن علی نے ابو محمد یحییٰ بن علی بن طراح سے انھوں نے ابو الحسین بن مہدی باللہ سے انھوں نے علی بن عمر بن محمد بن شاذان حربی السکری سے، انھوں نے ابو القاسم حسن بن احمد بن حفص الحلوانی سے انھوں نے فطن بن ابراہیم نیشاپوری سے انھوں نے جبارود بن یزید سے انھوں نے بہز بن حکیم سے، انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے دادا سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تم ایسے فاجر آدمی کا ذکر کرنے سے ڈرتے ہو حالانکہ لوگ اس آدمی کو اچھی طرح جان چکے ہیں اس لیے تمہیں چاہیے کہ تم اس کا ذکر کرو تا کہ سب لوگ اسے جان سکیں۔ یقیناً نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن سوید بن مقرن: حسن بن سفیان اور شعبی نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا ہے۔

ابو موسیٰ نے اجازتاً ابو علی سے انھوں نے ابو نعیم سے انھوں نے ابو عمرو بن حمدان سے انھوں نے حسن بن سفیان سے انھوں نے عثمان بن ابی شیبہ سے انھوں نے عبثہ سے انھوں نے مطرف سے انھوں نے عامر سے انھوں نے معاویہ بن سوید سے روایت کی کہ جس شخص نے اپنے بھائی کو کافر کہا۔ تو یہ لفظ دونوں میں سے ایک کو اپنا مصداق بنائے گا۔ ابو موسیٰ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) امیر معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن ضمر بن حرب بن امیہ بن عبد شمس بن عبد مناف قرشی اموی: یہ معاویہ بن ابی سفیان ہیں۔ ان کی ماں ہند بنت عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھی۔ اس طرح ماں اور باپ کے سلسلہ ہائے نسب بنو شمس میں جمع ہو گئے تھے۔ ان کی کنیت ابو عبد الرحمن تھی۔ ان کا سارا خاندان فتح مکہ کے موقع پر مسلمان ہوا تھا۔ معاویہ کے بقول وہ عام القضیہ میں ایمان لائے تھے مگر انھوں نے اپنا اسلام چھپائے رکھا۔ غزوہ حنین میں وہ شریک تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مال غنیمت سے انھیں ایک سو اونٹ اور چالیس اوقیہ چاندی دی تھی۔ باپ بیٹا دونوں کا

شمار موفتہ القلوب میں تھا۔ آپ نے ان سے کتابت کی خدمت بھی لی۔ جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنا لشکر شام پر چڑھائی کے لیے بھیجا، تو معاویہ اور یزید بن سفیان دونوں شریک ہم تھے۔ جب یزید شہید ہو گئے تو خلیفہ عمر نے معاویہ بن سفیان کو شام میں ان کا جانشین مقرر کر دیا۔ جب خلیفہ کو خبر شہادت موصول ہوئی تو انھوں نے ابو سفیان سے یزید کی تعزیت کی۔ ابو سفیان نے پوچھا کہ آپ نے اسکا جانشین کسے مقرر کیا ہے، جب خلیفہ نے معاویہ کا نام سنا تو ابو سفیان نے اس صلہ رجمی کو سراہا۔

ابراہیم بن محمد وغیرہم نے باسناد ہم تا ابو عیسیٰ، انھوں نے محمد بن یحییٰ سے انھوں نے ابو مسر سے انھوں نے سعید بن عبدالعزیز سے انھوں نے ربیعہ بن یزید سے، انھوں نے عبدالرحمن بن ابوعبیرہ سے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی ہیں، روایت کی کہ حضور نے معاویہ کے لیے دعا فرمائی۔ اے اللہ تو اسے ہادی اور مہدی بنا کہ لوگ اس سے ہدایت حاصل کریں۔

ابو عیسیٰ نے سوید بن نصر سے انہوں نے عبداللہ بن مبارک سے، انھوں نے یونس سے، انھوں نے زہری سے انھوں نے سعید بن عبدالرحمن سے روایت کی۔ کہ انھوں نے معاویہ کو مدینے میں خطبہ دیتے ہوئے سنا۔ وہ کہہ رہے تھے، اے اہل مدینہ! تمہارے علما کہہ رہے ہیں۔ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنا کہ آپ اس قصے سے منع فرما رہے تھے، چنانچہ حضور نے فرمایا، کہ بنی اسرائیل اس لیے ہلاک ہوئے، کہ ان کی عورتوں نے اسے اپنا لیا تھا۔

ابن عباس کا قول ہے کہ معاویہ فقیہ تھے، ابن عمر کی رائے ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد معاویہ جیسا ذی سواد اور کوئی نہ تھا۔ پوچھا گیا۔ خلفائے راشدہ کے بارے میں کیا رائے ہے۔ ابن عمر نے کہا، بلاشبہ وہ معاویہ سے افضل تھے، لیکن معاویہ ان سب سے اسود تھے۔ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سفر شام میں معاویہ سے ملاقات کی۔ تو انھوں نے کہا کہ معاویہ عربوں کا کسریٰ ہے۔

یحییٰ بن محمد نے مسلم سے انھوں نے محمد بن مشنی اور محمد بن بشار سے اور انھوں نے امیہ بن خالد سے، انھوں نے شعبہ سے انھوں نے ابو حمزہ القصاب سے انھوں نے ابن عباس سے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا۔ حضور تشریف لائے تو میں دروازے کے پیچھے چھپ گیا۔ آپ نے مجھے تھپتھپایا اور فرمایا کہ جاؤ اور معاویہ کو بلا لاؤ۔ میں نے واپس آکر عرض کیا، کہ وہ کھانا کھا رہے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر فرمایا، جاؤ، اور معاویہ کو بلا لاؤ۔ میں نے واپس آکر بتایا کہ وہ ابھی کھانا ہی کھا رہے ہیں۔ فرمایا، خدا

کرے کہ اس کا پیٹ کبھی نہ بھرے۔ مسلم نے یہ حدیث بعینہ اسی طرح دربارہ معاویہ بیان کی ہے، پھر اس کے بعد یہ جملے بھی بڑھائے ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا: ”میں نے باری تعالیٰ کے سامنے اس امر کا التزام کیا ہے میں بھی انسان ہوں اور عام انسانوں کی طرح خوش بھی ہوتا ہوں اور ناراض بھی۔ میں اپنی امت میں سے جس کسی کے خلاف نامناسب الفاظ میں بددعا کروں۔ تو اسے اپنے فضل و کرم سے پاک صاف کر دے اور اسے اپنے قرب سے نواز۔“

معاویہ! حضرت عمرؓ کی خلافت کے دوران میں شام کے حاکم رہے۔ جب حضرت عثمان خلیفہ ہوئے تو سارا شام ان کی تحویل میں دے دیا گیا۔ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد وہ شام کے خود مختار حاکم بن گئے اور حضرت علیؓ کی بیعت سے انکار کر دیا اور حضرت عثمان کے خون کے مدعی بن گئے۔ صفین میں حضرت علیؓ کی افواج سے ان کا مقابلہ ہوا جس کی تفصیل ہم نے الکامل فی التاریخ میں لکھ دی ہے۔ جب حضرت علیؓ شہید کر دیے گئے اور امام حسن ان کے جانشین ہوئے، تو معاویہ نے عراق پر چڑھائی کی اور امام حسن ان کے مقابلے کو نکلے۔ لیکن جب امام حسن نے حالات کا اندازہ لگایا اور دیکھا کہ زبردست خوں ریزی کا خطرہ ہے تو خلافت سے دست بردار ہو گئے اور واپس لوٹ آئے۔

عراق پر معاویہ نے قبضہ کر لیا اور کوفے میں آکر لوگوں سے بیعت لی۔ اور چونکہ حضرت عثمان کی شہادت سے مسلمانوں میں سخت اختلاف پیدا ہو گیا تھا۔ اس بیعت سے اس افتراق کا خاتمہ ہو گیا اور اس کا نام سالِ اتفاق رکھا گیا۔

امیر معاویہ بیس سال تک خلیفہ رہے، پیشتر ازیں بیس سال امیر شام رہ چکے تھے۔ امیر معاویہ نے ۶۰ ہجری کو رجب کے چھینے میں وفات پائی۔ اس وقت ان کی عمر ۸۰ برس تھی۔ ایک روایت میں ان کی عمر ۸۶ برس بیان کی گئی ہے۔ ایک روایت میں مذکور ہے کہ ان کی وفات جمعرات کے دن، رجب ۵۹ھ میں واقع ہوئی۔ اور اس روایت کے مطابق اس وقت ان کی عمر ۸۲ برس تھی، لیکن صحیح روایت وہ ہے جس میں ان کی وفات ۶۰ ہجری میں مذکور ہے۔

جب امیر معاویہ مرض موت میں مبتلا ہوئے، تو یزید موجود نہیں تھا۔ جب وہ آیا، تو وصیت کی، کہ انہیں اس قمیص میں دفن کیا جائے، جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں مرحمت فرمائی تھی اور امیر نے آپ کے تراشیدہ ناخن اپنے پاس رکھے ہوئے تھے۔ حکم دیا کہ انہیں بیس کمرے کے بعد انکے منہ اور آنکھوں میں

ڈال کر ان کا معاملہ رحم الرحیم کے سپرد کر دیا جائے۔ جب میں نے ہاتھ ڈالا کہنے لگے کاش میں وادی ذی طوی میں قریش کا ایک عام آدمی ہوتا، اور حکومت کے جھنجھٹ سے آزاد ہوتا۔ (افسوس ہے کہ امیر معاویہ کو یہ احساس بہت بے وقت ہوا۔ مترجم)

جب امیر معاویہ فوت ہو گئے، تو ضحاک بن قیس امیر کا کفن ہاتھ میں لے کر منبر پر چڑھا اور لوگوں سے یوں مخاطب ہوا: "امیر معاویہ عرب کی تلوار کی دھار، اور اس چمن کی خوشبو تھے۔ اللہ نے ان کی طفیل فتنہ و فساد کا خاتمہ کر دیا۔ اور اپنے بندوں پر انھیں حکومت عطا کی اور ان کی افواج قاہرہ، خشکی و تری پر چھا گئیں۔ امیر اللہ کا ایک بندہ تھا، جس نے خدا کو مدد کے لیے بلایا۔ اور ادھر سے مناسب جواب دیا گیا۔ یہ امیر کا کفن ہے ہم انھیں اس کفن میں لپیٹ کر قبر میں دفن کر دیں گے۔ اس کے بعد امیر جانے اور اس کا خدا جانے، چاہے تو معاف کر دے اور چاہے تو سزا دے۔ ضحاک نے امیر کی نماز جنازہ پڑھائی۔ یزید اس موقع پر حواریں میں تھا۔ امیر کو بتایا گیا، تو ضحاک نے اسے بلا بھیجا، لیکن وہ اس وقت آیا جب امیر فوت ہو چکے تھے۔ یزید نے کہا۔

۱۱. جَاوَالْبَرْئِیْدَ بِقِرْطَاسٍ یُحْثِیْ بِہِ فَأَوْجَسَ الْقَلْبُ مِنْ قِرْطَاسِہِ فَرَعَا

ترجمہ: قاصد ایک ایسا کاغذ لے کر آیا، جس نے مجھے پریشان کر دیا۔ اور اس کاغذ سے دل میں خطرے کا کھٹکا پیدا ہو گیا۔

۱۲. قُلْنَا لَکَ الْوَيْلُ مَا ذَا فِیْ صَحِیفَتِکَ قَالَ الْخَلِیْفَةُ اُتِیْتُ مُثْبِتًا وَجَعًا

ترجمہ: ہم نے کہا، تیرا بھلا نہ ہو۔ تمہارے خط میں کیا ہے۔ انھوں نے کہا کہ خلیفہ درود کی وجہ سے صاحب فراش ہو گیا ہے۔

امیر معاویہ کا رنگ سفید تھا اور وہ حسین و جمیل آدمی تھے۔ جب ہنستے تو ان کا اوپر کا ہونٹ الٹ جاتا وہ ڈاڑھی کو دسمہ لگاتے تھے۔ صحابہ کی ایک جماعت نے ان سے روایت کی۔ مثلاً ابن عباس۔ ابوسعید خدری ابوالدرداء، جریر، نعمان بن بشیر، عبداللہ بن عمر، ابن زبیر وغیرہ تابعین میں سے ابوسلمہ اور حمید عبدالرحمان کے بیٹے، عروہ، سالم، علقمہ بن وقاص، ابن سیرین اور قاسم بن محمد وغیرہ نے۔

امیر معاویہ سے مروی ہے کہ جب سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے فرمایا تھا کہ اگر تو کبھی خلیفہ بن جائے تو لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا۔ اس وقت سے میرے دل میں لالچ پیدا ہو گیا تھا۔

عبدالرحمن بن ابی بکر نے حضرت عمرؓ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم اصحاب بدر اور اصحاب احد وغیرہ کے بارے میں ہے یعنی جب تک ان میں سے کوئی آدمی زندہ ہو، لیکن اس میں آزاد کردہ غلاموں کی اولاد اور فتح مکہ کے مسلمانوں کے لیے کچھ نہیں۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن صعصعہ التیمی: بنو تیم کے جو وفود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے، ایک وفد میں یہ صاحب بھی شامل تھے اور ان لوگوں میں شامل تھے۔ جنہوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجروں کے باہر آکر آپ کو گنواروں کی طرح آوازیں دینا شروع کر دی تھیں۔ ابو عمر نے اختصاراً ان کا ذکر کیا ہے۔ اور لکھا ہے کہ ان سے کوئی روایت مروی نہیں۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ بن ابی احمد، ابوبکر بن ابی علی نے انھیں صحابی لکھا ہے۔ عاصم بن عبداللہ سے مروی ہے کہ انھوں نے معاویہ بن عبداللہ کو کہتے سنا کہ انھوں نے غزوہ احد میں دیکھا کہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہا پیاسوں کو پانی پلا رہی تھیں اور زخموں کی مرہم پٹی کر رہی تھیں۔ ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن عبداللہ ابوموسیٰ نے انھیں اول الذکر سے مختلف قرار دیا ہے۔ اسماعیل نے بھی ان کا ذکر کیا ہے جیسا کہ بن شریح نے جعفر بن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ ایک بار رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز مغرب میں سورہ حم جس میں دھان کا ذکر ہے، تلاوت فرمائی۔ ابوموسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن عیاص الکندی بقول جعفر انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں آئی۔ اہل شام نے ان سے حدیث سنی۔ ابوموسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن قنزل الحارثی: صحابی ہیں۔ مودع بن جابر نے ان سے روایت کی کہ وہ شام کی جنگوں میں خالد بن ولید کے ساتھ تھے۔ ایک گرجا فتح ہوا اور ہم اندر داخل ہوئے تو ہم نے السلام علیکم کہا۔ ایک پادری باہر آیا اور کہنے لگا یہ پاکیزہ الفاظ کس نے کہے ہیں۔ معاویہ کے دوستوں کا خیال تھا کہ انہیں حضور کی صحبت نصیب ہوئی تینوں

نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

لیثی ۱۔ انھوں نے بصرہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ یحییٰ بن محمد نے اجازت باسنادہ تا ابن ابی عاصم، احمد بن خرات اور یونس بن حبیب نے ابو داؤد سے انھوں نے عمران القطان سے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے نصر بن عاصم سے انھوں نے معاویہ لیثی سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگ صبح کو اٹھتے ہیں تو ملک پر قحط طاری ہوتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ انھیں اپنے پاس سے رزق عطا کرتا ہے۔ اس پر کچھ لوگ منکر ہو جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ فلاں فلاں دیوتا نے بارش برسائی ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ امام بخاری کی رائے کے مطابق معاویہ بن حیدہ اور معاویہ لیثی ایک ہیں، لیکن ابو حاتم لیثی کہتے ہیں کہ دونوں مختلف آدمی ہیں۔ اور ان کی مذکورہ بالا حدیث کے اسناد میں اسی طرح گڑبڑ ہے، لیکن ابو حاتم حق پر ہے، کیونکہ معاویہ بن حیدہ قشیری، قیس بن غیلان سے ہیں اور معاویہ لیثی نوکنہ سے ہیں۔ اس لیے حیرت ہے کہ امام بخاری کو یہ اشتباہ کیسے ہوا۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن محسن بن علس کنزی ابو شجر: ہم ان کا ذکر کینتوں کے تحت کریں گے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن معاویہ المزنی: بعض نے انھیں لیثی شمار کیا ہے۔ مگر ابو عمر انھیں معاویہ بن مقرن المزنی گردانتے ہیں اور یہی درست ہے، انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں وفات پائی۔ ان کی حدیث کو محبوب بن بلال مزنی نے ابن ابی میمونہ سے، انھوں نے انس بن مالک سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہ مقام تبوک، خیمہ زن تھے کہ جبریل آئے اور کہتے لگے یا رسول اللہ! معاویہ مزنی مدینے میں فوت ہو گئے ہیں۔ آئیے ان کی نماز جنازہ پڑھیں۔ جبریل نے اپنے پر زمین پر مارے۔ چنانچہ نہ تو کوئی درخت اور نہ ٹیلہ رہا۔ اور ساری زمین ہموار ہو گئی۔ پھر ان کی چار پائی ہوا میں بلند کی گئی اور حضور کی آنکھوں کے سامنے آ گئی۔ آپ نے نماز جنازہ ادا کی۔ آپ کے پیچھے ایک ایک ہزار فرشتوں کی دو صفیں تھیں۔ ایک روایت میں فی صف ساٹھ ہزار فرشتے مذکور ہیں۔ حضور نے جبریل سے دریافت کیا یہ مقام اسے کیسے حاصل ہوا۔ جبریل نے جواب دیا کہ اسے سورہ قل نہوا اللہ احد سے بڑا لگاؤ تھا۔ اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے

اس کا ورد جاری رکھتے۔ ابو عمر کا قول ہے کہ ان احادیث کی سند قوی نہیں۔ البتہ قل هو اللہ احد کے فضائل سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

ساتھ ہزار فرشتوں کی روایت یوں ہے: یزید بن ہارون نے علاء ابو محمد ثقفی سے انھوں نے انس بن مالک سے ان سے معاویہ لیشی نے بیان کیا۔ نیز بقیہ بن ولید نے محمد بن زیاد سے انھوں نے ابو امامہ باہلی سے اسی طرح روایت کی ہے۔ معاویہ بن مقران المزنی اور ان کے بھائی نعمان، سوید و معقل یہ سات بھائی ہیں اور سب کا شمار بہترین صحابہ میں ہوتا ہے۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ معاویہ بن معاویہ کے بارے میں مجھے وہی کچھ معلوم ہے جس کا ذکر کر چکا ہوں۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن نفع: انھیں حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی۔ ان کی حدیث، جسے صلت البکری نے معاویہ بن نفع سے روایت کیا ہے۔ موقوف ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم عید کے دن اکٹھے ہوئے اور انھوں نے ہمیں نماز پڑھائی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

بن نوفل دلی: طبرانی نے ان کا ذکر صحابہ میں کیا۔ عبدالرزاق نے ابن ابی سیرہ سے انھوں نے محمد بن عبد بن سے انھوں نے نوفل بن معاویہ سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اگر تم میں سے کسی شخص کے مال اور اہل و عیال کا کوئی نقصان ہو جائے تو اس سے بہتر ہے کہ اس آدمی سے عصر کی نماز قضا ہو جائے۔

(سیدنا) معاویہ (رضی اللہ عنہ)

ہذلی: غیر منسوب ہیں، اور ان کا شمار شامیوں میں ہوتا ہے۔ انھوں نے حص میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ابوالمعالی نصر اللہ بن سلامہ البیہقی نے ابو الفضل محمد بن عمر رموی سے انھوں نے ابو جعفر بن مسلمہ سے انھوں نے ابو الفضل عبید اللہ بن عبدالرحمن الزہری سے، انھوں نے ابوبکر جعفر بن محمد فریالی سے، انھوں نے تیم بن متصر سے، انھوں نے یزید بن ہارون سے، انھوں نے جریر بن عثمان سے، انھوں نے سلیم بن عامر سے انھوں نے معاویہ بن ہذلی سے، جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ انھوں نے حضور سے روایت کی۔ فرمایا منافق نماز ادا کرتا ہے، لیکن خدا اس کی تکذیب کرتا ہے وہ روزہ رکھتا ہے اور جہاد کرتا ہے مگر

خدا اس کی تکذیب کرتا۔ وہ مقتادہ کرتا اور مارا جاتا ہے۔ اور خدا اسے جہنم میں داخل کرتا ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **معبد** (رضی اللہ عنہ)

بن اکثم الخزاعی الکعبی، ہم اکثم بن ابی الجون کے ترجمے میں ان کا نسب بیان کر چکے ہیں۔ جابر کی حدیث میں ان کا ذکر آیا ہے، عبد اللہ بن محمد بن عقیل نے جابر بن عبد اللہ سے روایت بیان کی۔ آپ نے فرمایا کہ شب معراج کو مجھے جہنم دکھایا گیا۔ اس میں زیادہ تعداد ان عورتوں کی تھی کہ جنہیں امین راز بنایا گیا مگر انھوں نے راز افشا کر دیا۔ اگر ان سے کوئی بات پوچھی گئی تو انھوں نے اخفا سے کام لیا اور اگر انھیں کوئی چیز دی گئی تو انھیں شکر ادا کرنے کی توفیق نہ ہوئی۔

اسی طرح میں نے جہنم میں عمرو بن لُحی کو بھی دیکھا۔ جس کے سر کے بال بڑھے ہوئے تھے اور معبد بن اکثم اس سے بہت زیادہ ملتا جلتا ہے۔ اس نے دریافت کیا، یا رسول اللہ، کیا ایسے آدمی کو بھی جو اس سے ملتا جلتا ہے۔ کوئی خطرہ ہو سکتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: نہیں، تو مسلمان ہے اور وہ کافر تھا۔ یہ وہ آدمی ہے، جس نے اول ازہر عربوں کو بت پرستی پر اکسایا۔ طفیل بن ابی بن کعب سے نیز ابو ہریرہ سے اسی طرح مروی ہے۔ ابن منذہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **معبد** (رضی اللہ عنہ)

الجذامی، طبرانی نے ان کا شمار صحابہ میں کیا ہے۔

ابو موسیٰ نے اذنا ابو غالب سے انھوں نے ابو بکر سے انھوں نے سلیمان بن احمد سے انھوں نے محمد بن یزاد الثوری سے، انھوں نے حسن بن حماد البجلي سجاده سے، انھوں نے یحییٰ بن سعید اموی سے، انھوں نے محمد بن اسحاق سے انھوں نے حمید بن رومان سے انھوں نے لبحہ بن زید سے انھوں نے عمیر بن معبد الجذامی سے، انھوں نے اپنے والد سے روایت بیان کی۔ کہ رفاعہ بن زید الجذامی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک وفد کے ساتھ حاضر ہوئے۔ حضور نے انھیں ایک فرمان لکھ کر دیا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم محمد رسول اللہ سے رفاعہ بن زید کو یہ فرمان دے کر اسے اپنی قوم کی طرف اور نیز ان لوگوں کی طرف جو ان میں شامل ہیں۔ یہ پیغام دیا جاتا ہے کہ وہ انھیں خدا اور رسول کی طرف بلائیں۔ جو ایمان لے آیا وہ خدائی گروہ میں شامل ہو گیا اور جس نے انکار کیا، اسے صرف دو ماہ کی مہلت دی جاتی ہے۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **معبد** (رضی اللہ عنہ)

بن خالد الجہنی: ان کی کنیت ابو روعہ تھی، واقدی نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ قدیم الاسلام میں۔ اور ان چار آدمیوں میں شامل ہیں۔ جنھوں نے اپنے قبیلے کے علم فتح مکہ کے دن اٹھائے ہوئے تھے۔ ان کی وفات ۲۷ ہجری میں ہوئی۔ جب ان کی عمر ۸۰ برس سے کچھ زیادہ تھی تو انھوں نے سکونت صحرا میں رکھی ہوئی تھی۔

ابو احمد عالم کینتوں کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں کہ معبد بن خالد کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی اور ان کی وفات ۸۰ برس کی عمر میں ۳۷ ہجری میں ہوئی۔ ابن ابی حاتم نے ان کی کنیت اعمراور وفات کے بارے میں مذکورہ بالا روایت کی تائید کی ہے۔ نیز ان کا کہنا ہے کہ حضرت ابو بکرؓ اور عمرؓ کی کے مطابق یہ صاحب وہ معبد بن خالد نہیں ہیں۔ جنھوں نے اول انہ ہمہ بصرے میں دربارہ قدر گفتگو کی تھی۔ نیز ابن ابی حاتم کہتے ہیں کہ مجھے علم نہیں کہ معبد الجہنی کس کا بیٹا ہے۔ کیونکہ وہ خالد کے بیٹے نہیں ہیں۔ بعض اور لوگوں کا خیال ہے کہ یہ وہی ہیں۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **معبد** (رضی اللہ عنہ)

الخزاعی: یہ وہی صاحب ہیں، جنھوں نے ابوسفیان کو غزوہ احد کے موقع پر دوبارہ مدینے پر حملہ آور ہونے سے روکا تھا۔

عبداللہ بن عمر نے باسنادہ یونس بن بکر سے انھوں نے ابن اسحاق سے یہ روایت سنی کہ عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے بیان کیا، کہ معبد الخزاعی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس سے گزرے، جب آپؐ حراء الاسد میں ٹھہرے ہوئے تھے۔ بنو خزاعہ کے وہ تمام افراد جو مسلمان ہو گئے اور جو ابھی مشرک تھے وہ سب حضور اکرمؐ کے خیر خواہ تھے۔ ان کا میلان حضورؐ کی طرف تھا اور وہ آپؐ سے کوئی بات نہیں چھپاتے تھے۔ معبد جو ابھی تک مشرک تھے، حضورؐ سے کہنے لگے: اے محمد (صلعم) جو تکلیف آپؐ کے صحابہ کو پیش آئی بخدا ہمیں اس سے بڑا دکھ ہوا ہے۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ آپؐ سے اس بات میں درگزر کرے۔ حضورؐ ابھی وہیں قیام پذیر تھے کہ انھوں نے اپنی راہ لی۔ وہ تھوڑی دور ہی گئے تھے کہ ابوسفیان سے سامنا ہوا۔ وہ روماء کے مقام پر ٹھہرا ہوا تھا اور واپس ہو کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ پر حملہ آور ہونا چاہتا تھا۔ جناب معبد کو دیکھ کر کہنے لگا ہم نے مسلمانوں کی سپاہ اور ان کے کمانداروں کی خوب خبر لی، لیکن ہمیں پوری طرح

انہیں تہس نہس کر دینا چاہیے تھا۔ ہمارا ارادہ ہے کہ ہم واپس ہو کر ان پر حملہ آور ہوں تاکہ جو کچھ ہماری دستبرد سے بچ گیا ہے، اسے ٹھکانے لگا دیں۔ جناب معبد نے کہا: "ابوسفیان! میں اسی رستے سے آ رہا ہوں میں نے محمدؐ اور اصحاب محمدؐ کو پوری تیاری کی حالت میں دیکھا ہے۔ ان کے جو ساتھی شریک جنگ نہ ہو سکے تھے۔ ان کے علاوہ اور بھی کافی نفری اسلامی لشکر میں شامل ہو گئی ہے۔ میں نے ان میں جو انتقامی جوش و خروش دیکھا ہے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ان کے ارادے بڑے خطرناک ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اگر ٹکراؤ کی نوبت آگئی تو تمہارا کیا حشر ہوگا۔"

ابوسفیان نے سن کر کہا، "خدا تجھ سے سمجھے، تو کیا کہہ رہا ہے؟" معبد نے کہا: "اگر تم نے فوراً یہاں سے کوچ نہ کیا۔ تو محفوطہ می سی دیر کے بعد ہی ان کے گھوڑوں کی پیشانیاں اور گردنیں تمہارے سامنے اُبھائیں گی۔ دوبارہ حملہ آور ہونے کا خیال جانے دو اور اپنی جانیں بچاؤ، میں نے مسلمانوں کی تیاری کو دیکھ کر چند اشعار کہے ہیں۔ اگر کہو، تو سنا دوں۔"

۱) کَادَتْ قَهْدٌ مِّنَ الْأَصْوَاتِ رَاحِلَتِي
اِذْ سَالَتِ الْأَرْضُ بِالْجُرْدِ الْوَبَائِلِ
ترجمہ: قریب تھا کہ میری سواری آوازوں سے گھبرا اٹھتی۔ جب زمین پر بے بال گھوڑوں کی وجہ سے طوفان آگیا۔

۲) تَرَوْدِي بِاسْتِدْكَرَامٍ لَدُنَّ جَلِيَّةٍ
عِنْدَ الْقَعَارِ وَلَا حَرْقٍ مَعَافِيلِ
ترجمہ: بہادر اور معزز سردار گھوڑے دوڑاتے پھرتے تھے۔ جوڑائی میں نہ کمزور تھے اور نہ احمق اور بزدل تھے۔

ان کے علاوہ بھی کچھ اور اشعار بھی تھے۔ ابوسفیان نے شاعر کی تعریف کی۔ ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معبد (رضی اللہ عنہ)

بن زہیر بن ابی امیہ بن مغیرہ المخزومی: وہ ام سلمہ کے بھتیجے ہیں۔ جنگ یمامہ میں مارے گئے تھے۔ انہیں حضورؐ کی زیارت نصیب ہوئی۔ مگر صحبت نہ بیکسر ہو سکی۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معبد (رضی اللہ عنہ)

ابو زہیر بن امیہ: ان سے شریح بن عبید نے روایت کی ہے۔ ابو عمر نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معبد (رضی اللہ عنہ)

بن صبح بصری: ان سے حسن بصری نے روایت کی۔ ابو موسیٰ نے کتابت ابو علی سے انھوں نے ابو نعیم سے، انھوں نے سعد بن صلت سے انھوں نے ابو حنیفہ سے انھوں نے منصور بن زاذان سے انھوں نے حسن بن معبد سے روایت کی۔ کہ ایک دفعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھا رہے تھے کہ اس اثنا میں ایک اندھا آیا اور وہ ایک گڑھے میں گر پڑا۔ اس سے کئی لوگ قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔ جب حضور نے نماز ختم کی۔ تو فرمایا۔ تم میں سے جو شخص قہقہہ مار کر ہنسا ہے، اسے چاہیے کہ از سر نو وضو کر کے نماز پھر سے ادا کرے۔

اسد بن عمرو نے ابو حنیفہ سے، انھوں نے معبد بن صبح سے اور معبد بن ابو حنیفہ سے انھوں نے معبد ابن ابی معبد الخزامی سے روایت کی۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے معبد بن ابی معبد الخزامی کا ذکر کیا ہے اور دونوں نے ان سے یہ حدیث روایت کی ہے: اور لکھا ہے کہ جناب معبد نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس وقت دیکھا جب وہ چھوٹے تھے اور حضور نے ہجرت کی تھی۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے یہ بھی لکھا ہے کہ جناب معبد نے جابر سے بھی یہ حدیث نقل کی کہ جب رسول اکرم اور حضرت ابوبکرؓ نے ہجرت کی، تو دونوں حضرات ام معبد کے خیمے کے پاس سے گزرے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے جناب معبد کو جو اس وقت چھوٹے سے تھے، بلایا اور کہا۔ اس بکری کو ادھر لے آؤ۔ اور کوئی برتن بھی۔ اس بچے نے کہا کہ یہ بکری دودھ دینے والی نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ لے تو آؤ۔ آپ نے اس کی پیٹھ پر ہاتھ پھیرا۔ وہ آرام سے کھڑی ہو گئی۔ تھنوں میں دودھ اُتر آیا۔ آپ نے دو ہاتھ پھر خود بھی پیا اور حضرت ابوبکر، عامر اور معبد بن ابی معبد کو بھی بلایا۔ پھر بکری کو چھوڑ دیا۔

ابو نعیم کہتے ہیں کہ حدیث ضحک فی الصلوٰۃ کے بعد اسد بن عمرو نے ابو حنیفہ سے بکری والی حدیث روایت کی۔ معبد بن صبح کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ اور تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر کہتے ہیں کہ ابن مندہ نے معبد بن ابی معبد کا ذکر کیا ہے۔ اور ان سے حدیث "ضحک فی الصلوٰۃ" بیان کی ہے۔ ابو نعیم کی رائے ہے کہ معبد بن ابی معبد اور معبد بن صبح ایک ہی آدمی ہے۔ اس سے ظاہر ہوا کہ دونوں ایک ہیں۔ اور دونوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔ اس لیے اس کی کوئی وجہ نہیں کہ کیوں ابو موسیٰ نے ان کے باپ کا ذکر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) **معبد** (رضی اللہ عنہ)

بن عباد بن قشیر (تینوں نے ان کا نسب اسی طرح بیان کیا ہے: ابن کلبی نے معبد بن عبادہ بن فلال (ابن کلبی کو اس کا نام معلوم نہیں ہو سکا) ابن قدم بن سالم بن مالک بن سالم الحبلی بن غنم بن عوف بن خزرج: ابو حمیضہ کنیت تھی۔

ابو جعفر بن سمین نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے یہ سلسلہ شکر کائے غزوہ بدر انصار کے بنو جزہ بن عدی بن مالک اور ابو حمیضہ معبد بن عباد بن قشیر سے روایت کی ہے۔ ابو عمر اس لفظ کو خمیضہ اور ابن اسحاق خمیضہ پڑھتے ہیں۔ امیر نے ان کا سلسلہ نسب یوں لکھا ہے: ابو حمیضہ معبد بن عباد بن قشیر بن قدم بن سالم بن غنم انصاری۔ ابن اسحاق نے ابراہیم بن سعد کی روایت سے لکھا ہے کہ معبد بن عباد غزوہ بدر میں شامل تھے۔ اسی طرح یحییٰ بن سعید اموی نے ابن اسحاق سے یہ روایت نقل کی ہے۔ ابن قدامح نے ان کی کنیت تو ابو حمیضہ ہی لکھی ہے، لیکن سلسلہ نسب میں اختلاف کیا ہے اور معبد بن عمارہ لکھا ہے۔ لیکن یہ غلط ہے۔ واقدی نے ان کا سلسلہ نسب تو اسی طرح بیان کیا ہے مگر کنیت ابو خمیضہ لکھی ہے واللہ اعلم

(سیدنا) **معبد** (رضی اللہ عنہ)

بن عباس بن عبد المطلب بن ہاشم قرشی ہاشمی: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد تھے۔ وہ آپ کے عہد میں پیدا ہوئے، مگر انھیں حضور اکرم کے بارے میں کچھ یاد نہیں رہا تھا۔ ان کی والدہ ام الفضل بنت حارث تھیں۔ یہ صاحب حضرت عثمان کے عہد خلافت میں افریقہ میں شہید ہوئے تھے۔ ان کی فوج کے کماندار عبد اللہ بن سعد بن ابی مرجم تھے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **معبد** (رضی اللہ عنہ)

بن عبد سعد بن عامر بن عدی بن مجدۃ بن حارث بن حارث الانصاری حارثی: غزوہ احد میں مع اپنے بیٹے متیم بن معبد کے شریک تھے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) **معبد** (رضی اللہ عنہ)

القرشی: طبرانی نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔

ابو موسیٰ نے اجازۃ حسن بن احمد سے، انھوں نے احمد بن عبد اللہ سے (ابو موسیٰ کہتے ہیں) انھوں نے ابوطالب کو شیدی سے، انھوں نے ابوبکر بن ربیعہ سے۔ ان دونوں نے سلیمان بن احمد سے انھوں نے اسحاق بن

ابراہیم دہری سے، انھوں نے عبدالرزاق سے انھوں نے اسرائیل یعنی ابن یونس سے، انھوں نے سماک بن حرب سے انھوں نے معبد القرشی سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ قدید میں پھڑپھڑے ہوئے تھے۔ کہ آپؐ کے پاس ایک آدمی آیا۔ آپؐ نے اس سے دریافت فرمایا۔ آیا آج تم نے کچھ کھایا ہے؟ اس نے عرض کیا۔ کھایا تو کچھ نہیں، لیکن پانی ضرور پیسا ہے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ آج یومِ عشاء ہے۔ اس لیے اب کچھ نہ کھانا اور باقی وقت کے لیے روزہ رکھ لینا اسی طرح تمہارے آگے پیچھے جو لوگ ہیں، انہیں بھی کہنا کہ وہ روزہ رکھ لیں۔ ابو نعیم اور ابوی نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معبد (رضی اللہ عنہ)

بن قیس بن صخر اور ایک روایت میں معبد بن وہب بن قیس بن صخر آیا ہے۔ ایک اور روایت میں معبد بن قیس بن صیفی بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمۃ النضاری السلمی، یہ غزوہ بدر میں شریک تھے۔

عبید اللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے بہ سلسلہ شراکائے بدر ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: معبد بن قیس بن صخر بن حرام بن ربیعہ بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمہ۔ ان کے بھائی کا نام عبد اللہ تھا۔ اس روایت کے رو سے معبد غزوہ احد میں بھی شریک تھے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معبد (رضی اللہ عنہ)

بن مخزمہ بن قلع بن حریش بن عبد الاشہل، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ غزوہ احد میں موجود تھے۔ ابو عمر نے مختصراً اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معبد (رضی اللہ عنہ)

بن مسعود السلمی الہزلی، ان کے بھائیوں کے نام مجالد اور مجاشع تھے۔ معبد کی حدیث، مجالد کی حدیث کی طرح ہے۔ امام بخاری ان کی صحبت کے قائل ہیں۔ ابو عثمان نہدی نے مجاشع سے روایت کی کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بعد از فتح مکہ اپنے بھائی معبد کے ساتھ حاضر ہوئے۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں اپنے بڑے بھائی معبد کو آپ سے ہجرت پر بیعت کرانے لایا ہوں فرمایا۔ ہجرت تو فتح مکہ کے بعد ختم ہو چکی ہے۔ میں نے عرض کیا۔ کس امر پر آپ سے بیعت ہو سکتی ہے۔ فرمایا، ایمان، اسلام اور جہاد پر۔ میں نے معبد

سے اس کا ذکر کیا۔ وہ مجاشع سے عمر میں بڑے تھے۔ کہنے لگے، حضورؐ نے صحیح فرمایا ہے۔

مجاشع سے ایک اور بات مروی ہے کہ وہ اپنے بھائی جمالہ کے ساتھ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ اپنے بھائی ابی معبد کے ساتھ حضور اکرم کے پاس گئے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جمالہ کی کنیت ابو معبد تھی، لیکن ایسا دکھائی دیتا ہے کہ مجاشع اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ حضورؐ کی خدمت میں آئے تھے۔ اور حضورؐ نے ان سے وہی بات کہی تھی۔ جو آپؐ بعد از فتح مکہ آنے والوں سے فرمایا کرتے تھے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معبد (رضی اللہ عنہ)

بن میسرۃ السبی: اس میں کچھ شبہ ہے۔ ابو عمر نے مختصراً اسی طرح بیان کیا ہے۔

(سیدنا) معبد (رضی اللہ عنہ)

بن نباتہ: ان کا تعلق بنو غنم بن دودان سے تھا۔ انھوں نے مدینہ کو ہجرت کی۔ ان سے کوئی روایت مروی نہیں۔ ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ابو غنم وہ لوگ ہیں۔ جنھوں نے بالا جماع حضور اکرم کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی۔ جن میں معبد بن نباتہ بھی تھے۔ ابو نعیم نے باسنادہ ابن اسحاق سے روایت کی کہ ان کا نام منقذ بن نباتہ ہے۔ متاخرین میں ابن مندہ کا قول ہے کہ معبد سے مراد منقذ بن نباتہ ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معبد (رضی اللہ عنہ)

بن وہب العبدی: یہ بنو عبد القیس سے تھے۔ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ اور بریمہ بنت زمعہ سے جو ام المومنین سودہ کی بہن تھیں۔ بیاہے گئے تھے۔ غزوہ بدر میں یہ دو تلواروں سے مصروف پیکار تھے۔ حضورؐ نے ان کو فرمایا۔ مجھے بنو عبد القیس کے جوانوں پر رحم آتا ہے، لیکن وہ خدا کی زمین میں اس کے شیر ہیں۔ اس حدیث کو طالب بن حجر نے ہودا العصری سے انھوں نے معبد سے روایت کی۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معبد (رضی اللہ عنہ)

بن ہوذہ الانصاری: ابو احمد نے باسنادہ البوداد و سلیمان بن اشعث سے انھوں نے نفیل سے۔ انھوں نے علی بن ثابت سے، انھوں نے عبد الرحمن بن نعمان بن معبد بن ہوذہ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے معبد بن ہوذہ کی دادی سے سنا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سوتے وقت صاف خوشبودار اور پاکیزہ

سرے کے استعمال کی تاکید فرماتے تھے۔ نیز آپ نے روزہ دار کو اس سے بچنے کی تاکید فرمائی۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معتب (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو اسلمی، ابو مروان ان کی کنیت تھی۔ ان سے ان کے بیٹے عطا نے روایت کی۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بیٹھا تھا کہ ماعز وہاں آگئے۔ اس کے بعد راوی نے حدیث بیان کی۔ یہ امیر کا قول ہے۔

(سیدنا) معتب (رضی اللہ عنہ)

بن حمراء، ان کا سلسلہ نسب یوں ہے: معتب بن عوف بن عامر بن فضل بن عقیف بن کلیب بن حبشہ بن سلول بن کعب بن عمرو الخزاعی السلولی، بنو مخزوم کے حلیف تھے اور عوف ابن الحمراء تھا۔ ابو جعفر نے اسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے، (ابو سلسلہ مہاجرین حبشہ از علفائے بنو مخزوم) انھوں نے معتب بن عوف بن عامر بن عامر بن فضل بن عقیف سے (اور یہ وہ آدمی ہے جسے عیہامہ بن کلیب بن سلول بن کعب از بنو خزاعہ کہا جاتا ہے) اسی اسناد سے از ابن اسحاق مروی ہے کہ یہ بنو مخزوم بن لفظ و معتب بن عوف بن عامر سے تھے جو بنو خزاعہ سے ان کے حلیف تھے، ان کی کوئی اولاد نہ تھی۔ انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کو ہجرت کی۔ حضور نے ان میں اور ثعلبہ بن حاطب الانصاری کے درمیان موافقات قائم کر دی تھی۔ انھوں نے ۵ ہجری میں وفات پائی۔ ایک روایت میں ان کی عمر اس وقت ۸ برس تھی۔ طبری کی رائے ہے کہ اس وقت ان کی عمر ۵۸ برس تھی مگر یہ غلط ہے۔ کیونکہ جو شخص غزوہ بدر میں شریک ہو۔ اگر طبری کی بات درست تسلیم کی جائے۔ تو اس وقت ان کی عمر تین برس ہونا چاہیے اور یہ غلط ہے اس لیے پہلی روایت درست ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معتب (رضی اللہ عنہ)

بن عبید بن ایاس البلوئی، یہ انصار کے بنو ظفر کے حلیف تھے۔ ابن اسحاق اور ابن عقبہ نے انھیں غزوہ بدر کے شرکار میں شامل کیا ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معتب (رضی اللہ عنہ)

بن قشیر، ایک روایت میں معتب بن بشیر بن علیل بن زید بن عطف بن ضیعہ بن زید بن مالک بن عوف بن

عمر بن خوف بن مالک بن اوس انصاری اسی آیا ہے۔ بیعت عقبہ میں اور بدر اور احد میں شریک تھے۔
 عیاد اللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے روایت کی کہ انصار کے بنو ضبیہ
 بن زید اور معتب بن فلاں بن میل غزوہ بدر میں موجود تھے۔ یہ لا ولد تھے۔ یونس کی روایت میں اسی طرح
 ہے۔ اس نے ان کے والد کا نام نہیں لکھا۔ بکائی اور سلمہ نے ابن اسحاق سے روایت کی اور ان کے
 والد کا نام قشیر لکھا ہے۔ اسی اسناد سے ابن اسحاق سے روایت ہے کہ ان سے یحییٰ بن عباد بن عبد اللہ
 بن زبیر نے اپنے والد سے انھوں نے اپنے دادا سے انھوں نے زبیر سے روایت کی۔ بخدا میں نے ایسا
 محسوس کیا۔ گویا مجھ پر نیند نے غلبہ پالیا ہے۔ میں خواب دیکھ رہا ہوں۔ اور معتب بن قشیر کو یہ کہتے سن رہا
 ہوں: لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ اللَّهِ شَيْءٌ مَا قَتَلْنَا هَاهُنَا، تمہوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معتب (رضی اللہ عنہ)

بن ابی لہب بن عبد المطلب بن ہاشم، قرشی ہاشمی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمزاد تھے اور ان کی
 والدہ ام جمیل بنت حرب بن اُمیہ تھی۔ جسے قرآن نے حالت الحطب کہا ہے جو ابوسفیان کی بہن تھی۔
 جب مکہ فتح ہوا تو حضور اکرم نے حضرت عباس سے دریافت فرمایا، کہ آپ کے بھتیجے عتبہ اور معتب
 دکھائی نہیں دیے۔ انھوں نے کہا یا رسول اللہ! مشرکین قریش کی طرح وہ بھی آگے پیچھے ہو گئے ہیں۔ فرمایا۔
 آپ انھیں بلا لائیں۔ حضرت عباس سوار ہو کر گئے اور انھیں عرفہ سے بلالائے۔ حضور نے انھیں دعوتِ اسلام
 دی، جو انھوں نے قبول کر لی۔ یہ ابو موسیٰ کا قول ہے۔

ابو عمر لکھتے ہیں: کہ عتبہ اور معتب دونوں غزوہ حنین میں شریک تھے، چنانچہ معرکہ حنین میں معتب
 کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی۔ یہ اسلام میں ثابت قدم رہے۔ ان کی اولاد سے قاسم بن عباس بن محمد
 بن معتب تھے۔ ان سے ابن ابی ذئب نے روایت کی ہے۔ اور ان کے بیٹے عباس بن قاسم قدید کے معرکہ
 میں مارے گئے تھے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معتمر (رضی اللہ عنہ)

ان کی کنیت ابو حنش تھی۔ طبرانی نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے۔

ابو موسیٰ نے اجازتاً حسن سے، انھوں نے احمد بن عبد اللہ سے، ابو موسیٰ کہتے ہیں! انھیں ابو غالب نے،
 انھیں ابو بکر نے، انھیں ابو القاسم سلیمان بن احمد نے، انھیں ابو یزید قراطیسی نے انھیں نجاح بن ابراہیم ازرق نے

انھیں صالح بن عمر واسطی نے اسماعیل بن حنش بن معتمر سے انھوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ رسول کریمؐ ایک شخص کی نماز جنازہ پڑھا رہے تھے کہ ایک عورت آگ کی انگلیکھی لیے آئی حضور اکرمؐ نے اسے سختی سے منع کیا۔ اور وہ واپس چلی گئی۔

(سیدنا) معد (رضی اللہ عنہ)

بن ذہل: حضور اکرمؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ ان کے بیٹے لاحق بن معد نے ان سے روایت کی ہے۔ ابو موسیٰ نے مختصراً ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معدان (رضی اللہ عنہ)

ابو الحیر: ان کا نام جفیش تھا۔ ان کا ترجمہ باب جیم، عا اور خا میں گزر چکا ہے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معدان (رضی اللہ عنہ)

ابو خالد ان کی کنیت تھی۔ طبرانی نے ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔

ابو موسیٰ نے اجازتاً ابو غالب سے انھوں نے ابو بکر سے۔ ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ انھیں صن نے، انھیں احمد نے، ان دونوں کو سلیمان بن احمد نے، انھیں عبد اللہ بن محمد بن شعیب رجائی نے انھیں محمد بن عمر البحرانی نے، انھیں روح بن عبادہ نے انھیں جریر بن زیاد نے انھیں خالد بن معدان نے اپنے والد سے روایت کی۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ مہربان ہے، اس لیے نرمی اور مہربانی کو پسند کرتا ہے اور نرم مزاج آدمی کو اس طرح اعانت کرتا ہے کہ سخت مزاج آدمی اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ جب تم ان بے زبان جانوروں پر سواری کرو۔ تو مناسب مقامات پر رات بسر کرو۔ اور اگر زمین پر قحط پڑا ہوا ہے۔ تو اس کے دفعیہ کے لیے دعا کرو۔ کیونکہ زمین رات کے وقت ایسی چیزوں کو چھپاتی ہے۔ جو دن کے وقت نہیں چھپاتی اور تم راستوں پر آرام کرنے کو مت ٹھرو۔ کیونکہ چوپایوں کی گزرگاہ اور حشرات الارض کے ٹھکانے ہوتے ہیں۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معدی کرب (رضی اللہ عنہ)

بن عارث بن لمی بن شرجیل بن عارث الکندی: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے

تھے۔ یہ ہشام بن کلبی کا قول ہے۔

(سیدنا) معدی کرب (رضی اللہ عنہ)

بن رفاعہ، ابو ریشہ ان کی کنیت ہے۔ یحییٰ بن مندہ نے ابو العباس احمد بن حسن نصیری حاکم ابو عبد اللہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ اس کے علاوہ اوروں کا بھی یہی خیال ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معدی کرب (رضی اللہ عنہ)

بن شرجیل بن شیطان بن خدیج بن امرء القیس بن حارث بن معاویہ الکندی، حضور اکرم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ ابن کلبی کا قول ہے۔

(سیدنا) معدی کرب (رضی اللہ عنہ)

بن قیس، ان کا عرف اشعث الکندی تھا۔ ہم اس سے پہلے ان کا ذکر اشعث مستونی اور ان کے بھائی سیف کے ترجمے میں آئے ہیں۔

(سیدنا) معدی کرب (رضی اللہ عنہ)

الہمدانی، ابو احمد عسکری نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور باسنادہ فضل بن علاء کوفی سے، انھوں نے ثور بن یزید سے انھوں نے خالد بن معدان سے انھوں نے معدی کرب سے روایت کی ہے کہ وہ رسول اکرم کے صحابہ سے تھے۔ انھوں نے بیان کیا کہ ایک شخص نے حضور اکرم کی خدمت میں عرض کیا، یا رسول اللہ! جب میں گھر میں داخل ہوتا ہوں۔ تو از حد پریشان ہوتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، کسی شریف عورت سے شادی کر لو۔ اس نے اس نصیحت پر عمل کیا اور پریشانی جاتی رہی۔

(سیدنا) معدی کرب (رضی اللہ عنہ)

ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ نیز عسکری یعنی علی بن سعید اور جعفر المستغفری نے عمر بن موسیٰ سے، انھوں نے خالد بن معدان سے انھوں نے معدی کرب سے روایت کی کہ حضور اکرم نے فرمایا جس شخص نے کسی کو آزاد کیا یا طلاق دی اور بعد میں استننا کا ذکر کر دیا۔ تو اس کے استننا کو قبول کر لیا جائے گا۔ عسکری نے یحییٰ بن عبد الاعظم سے روایت کی ہے۔ ابو موسیٰ کا قول ہے کہ یہ صاحب مقدم بن معدی کرب ہیں، لیکن میں یہ نہیں بتا سکتا کہ آیا یہ صاحب اور ان سے پیشتر مذکور آدمی دونوں ایک ہیں یا نہ، واللہ اعلم

(سیدنا) معترض (رضی اللہ عنہ)

بن علاط سلمیٰ: حجاج بن علاط کے بھائی ہیں۔ ان کا نسب ان کے بھائی کے ترجمے میں بیان ہو چکا ہے۔ ان کی والدہ ام شیبہ بنت طلحہ تھیں۔ معرض معرکہ جمل میں مارے گئے تھے، ابو عمر کی یہی رائے ہے ارباب سیر و تاریخ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابن مبارک نے بھی ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ معرض معرکہ جمل میں مارے گئے تھے۔ ان کے بھائی حجاج نے ان کی موت پر ذیل کا شعر کہا۔

وَلَمَّا كَانَ أَكْثَرُ سَاعِيَةً يَكْتَبُ شِمَالِي فَاذَقْتُمَا يَمِينَهَا
ترجمہ: میں نے کوئی ایسا دن نہیں دیکھا جس میں اس نے بائیں ہاتھ سے، بغیر دائیں کے اتنی محنت کی ہو۔

ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ جناب حجاج نے حضرت علیؓ کی مدح میں کئی اشعار کہے ہیں۔

(سیدنا) معرض (رضی اللہ عنہ)

بن معیقیب یامی: شاصویہ بن عبید ابو محمد یامی نے ان سے حدیث روایت کی ہے، شاصویہ نے معرض بن عبد اللہ بن معرض بن معیقیب سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے دادا سے روایت کی ہے کہ وہ حجۃ الوداع میں شامل تھے۔ مکہ میں ایک مکان میں داخل ہوئے۔ وہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔ اور آپ کا چہرہ مبارک چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ اس سے عجیب تر جو چیز مشاہدہ کی وہ یہ تھی کہ اہل یمامہ کا ایک آدمی ایک بچے کو کپڑے میں لپیٹے ہوئے لایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بچے سے دریافت کیا۔ کیا تم جانتے ہو کہ میں کون ہوں۔ بچے نے کہا، آپ اللہ کے رسول ہیں۔ حضور نے فرمایا، تو نے درست کہا۔ اللہ تجھے برکت دے اس کے بعد وہ بچہ جوانی تک خاموش رہا۔ لوگ اسے مبارک الیمامہ کہتے تھے۔ ابن مندہ اور ابوالغیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معصنہ (رضی اللہ عنہ)

بن یزید: ان کی کنیت ابوزید تھی۔ اہل کوفہ سے تھے۔ انھوں نے جاہلیت کا زمانہ پایا تھا۔ حضرت عثمان کے عہد میں آذربائیجان میں مارے گئے تھے۔ ابوموسیٰ نے مختصر ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معقل (رضی اللہ عنہ)

بن خلیفہ: ایک روایت میں خویلد ہے۔ انھیں حضورؐ کی صحبت نصیب ہوئی یہ حجازی ہیں۔

سہ حدیث اس لیے مخدوش ہے کہ حضورؐ کو بچے سے پوچھنے کی کیا ضرورت تھی۔ (مترجم)

ابن ابی ذہب نے عبداللہ بن یزید ہلالی سے روایت کی۔ کہ ابوسفیان اور معقل کے درمیان مخالفت تھی۔ جنگ حنین میں دونوں میں ایک آدمی کے ہتھیاروں کے بارے میں جھگڑا ہو گیا۔ جب حضور اکرم کو علم ہوا تو آپ نے معقل سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ معقل! قریش کی مخالفت سے بچ کر رہو تو بہتر ہو گا۔ ابن منذہ اور ابولعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معقل (رضی اللہ عنہ)

بن سنان بن مظہر بن عرکی بن فتیان بن سبع بن بکر بن اشجع بن ریش بن غطفان الاشجعی: ان کی کنیت ابو عبد الرحمن ہے۔ بعض روایات میں ابو زید ابوسمان اور ابو محمد بھی آئی ہے۔ فتح مکہ میں موجود تھے۔ مدینہ آ گئے اور پھر یہیں رہ گئے۔ فاضل اور متقی آدمی تھے۔ انھوں ہی نے بروع بنت واشق کی حدیث بیان کی۔ اسماعیل اور ابراہیم وغیرہ نے باسناد ہما محمد بن عیسیٰ سے انھوں نے محمود بن غیلان سے انھوں نے زید بن حباب سے انھوں نے سفیان سے انھوں نے منصور سے، انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے علقمہ سے انھوں نے ابن مسعود سے روایت کی، کہ ایک آدمی نے ان سے دریافت کیا کہ ایک ایسے آدمی سے کتنا مہر وصول کیا جائے گا جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کا مہر بھی مقرر نہ کیا۔ اور اس سے زنا شوئی تعلقات بھی قائم نہ کیے اور وہ مر گیا۔ ابن مسعود نے فتویٰ دیا کہ اس پر مہر مثل کی ادائیگی فرض ہوگی۔ جس میں کوئی کمی بیشی نہ ہوگی اور اسے میراث میں بھی حصہ ملے گا۔ اس پر معقل بن سنان اشجعی اٹھے اور کہنے لگے کہ ہمارے قبیلے کی ایک عورت بروع بنت واشق کا معاملہ بالکل ایسا ہی تھا جس کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فیصلہ فرمایا تھا۔ جیسا کہ آپ نے دیا ہے۔ اس سے ابن مسعود خوش ہوئے۔

جناب معقل ان لوگوں میں سے تھے، جنھوں نے یزید بن معاویہ کی خلافت سے انکار کر دیا تھا۔ چنانچہ مسلم بن عقبہ نے انھیں قتل کر دیا تھا۔ جب ایام حرہ میں اہل مدینہ مغلوب ہو گئے تھے۔ مقتولین میں عباس بن ربیعہ بن عمارث، ابوبکر بن عبداللہ بن زید بن عاصم وغیرہ شامل تھے اور جناب معقل جہا جرین کے سردار تھے

الْأَنْصَارُ النَّصَارُ تَبَكُّي سَرَاتِمًا وَاشْجَعُ تَبَكُّي مَعْقِلُ بْنُ سَنَانٍ

(ترجمہ) اے انصار! کیا تم اپنے سرداروں کو رو رہے ہو، حالانکہ ان میں سب سے بہادر آدمی جس پر ہمیں رونا چاہیئے۔ معقل بن سنان ہے۔

جناب معقل سے اہل کوفہ میں سے علقمہ، مسروق اور شعبی نے روایت کی ہے۔ ان کے علاوہ حسن بصری اور

اہل مدینہ کے ایک گروہ نے بھی ان سے روایت کی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معقل (رضی اللہ عنہ)

بن سنان بن نبیثہ بن سلمہ بن ساماں بن نعمان بن صبح بن مازن ابن خلدہ بن ثعلبہ بن ثور بن ہدم بن لاٹم بن عثمان بن مزنی: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں وفد مزینہ کے ساتھ حاضر ہوئے اور کچھ عرصہ ٹھہرے رہے۔ آپ نے انھیں زمین کا ٹکڑا بصورت جاگیر عطا کیا تھا۔ ہشام بن کلبی نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معقل (رضی اللہ عنہ)

بن مقرن المزنی: ہم ان کا سلسلہ نسب ان کے بھائی سوید کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ یہ لوگ سائب بھائی تھے اور سب نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہجرت کی تھی۔ عرب میں اور کسی کو یہ فخر حاصل نہیں ہوا۔ واقدی اور ابن نمیر کا یہی قول ہے، تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر نے واقدی اور ابن نمیر سے اسی طرح نقل کیا ہے۔ نیز ابو عمر نے یہ بھی بیان کیا ہے۔ کہ بنو حارثہ بن ہند اسلمی آٹھ بھائی تھے۔ جو سب کے سب مسلمان ہو گئے تھے۔ اور سب بیعت رضوان میں موجود تھے۔ اس کا ذکر ہند بن حارثہ کے ترجمے میں آیا ہے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معقل (رضی اللہ عنہ)

بن منذر بن سرح بن خثاس بن سنان بن عبید بن عدی بن غنم بن کعب بن سلمۃ النضاری سلمی: عقبہ اور بدر میں موجود تھے۔ ابن اسحاق نے انضاری شتر کاٹے بدر کے سلسلے میں بنو عبید بن عدی بن غنم بن کعب اور معقل بن منذر بن سرح کا ذکر کیا ہے۔ تینوں نے اس کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) معقل (رضی اللہ عنہ)

بن ابی الہیثم اسدی: ایک روایت میں معقل بن ابی معقل اور معقل بن ام معقل بھی آیا ہے لیکن آدمی ایک ہی ہے۔ مدنی ہے۔ ان سے ابوسلمہ ابوزید اور ام معقل نے روایت کی ہے۔

عمرو بن ابی عمرو نے ابوزید سے انھوں نے معقل بن ابی الہیثم اسدی سے جو ان کے حلیف تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے۔ انھوں نے روایت کی کہ حضور اکرم نے بول اور پاخانہ کرتے وقت کعبے کا رخ کرنے سے منع فرمایا۔ نیز ان سے یہ حدیث بھی مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان میں عمرے کا ثواب حج جتنا ہے۔ یہ امیر معاویہ کے عہد میں فوت ہوئے تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معقل (رضی اللہ عنہ)

بن یسار بن عبداللہ بن معمر بن حراق بن لائی بن کعب بن عبد بن ثور بن ہدمہ بن لاطم بن عثمان بن عمرو بن اور بن طاہر بن ابیاس بن مضر المزنی: ان کی کنیت ابو عبداللہ، ابویسار یا ابوعلی تھی۔ عثمان اور اس کو جو عمرو کے بیٹے تھے۔ مزینہ اس لیے کہتے تھے کہ وہ اپنی ماں مزینہ سے منسوب تھے، جو کعب بن ذرہ کی بیٹی تھی معقل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے۔ اور بیعت رضوان میں موجود تھے اور انھوں نے حضور اکرم سے اس امر پر بیعت کی تھی کہ ہم میدان جنگ سے نہ بھاگیں گے۔ بصرہ میں مقیم ہو گئے تھے اور بصرہ کی نہر معقل کی طرف منسوب ہے۔ یہ صاحب بصرہ ہی میں امیر معاویہ کے عہد میں فوت ہوئے۔ ایک روایت میں یزید کا عہد مذکور ہے۔ ان سے عمرو بن میمون الاودی، ابو عثمان نہدی اور حسن بصری نے روایت کی اور ان سے کئی احادیث مذکور ہیں۔

عبداللہ بن احمد بن عبدالقادر خطیب نے ابو عمر جعفر بن احمد القاری سے انھوں نے عبید اللہ بن عمر بن شاہین سے انھوں نے عبداللہ بن ابراہیم بن ماشی سے انھوں نے محمد بن عبدوس سے انھوں نے علی بن جعد سے انھوں نے ابوالاشہب سے، انھوں نے حسن سے روایت کی کہ عبید اللہ بن زیاد نے معقل بن یسار کی مرض موت میں عیادت کی۔ انھوں نے کہا کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ ابھی میری زندگی کے کچھ دن باقی ہیں، تو میں تمہیں یہ حدیث نہ سناتا۔ میں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا، کہ جس شخص کو خدا نے لوگوں پر حکومت دی ہو اور وہ ایسی حالت میں مرے، کہ رعیت اس کے ہاتھوں نالاں ہو۔ اسے جنت کی خوشبو سونگھنا بھی نصیب نہ ہوگی۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معلی (رضی اللہ عنہ)

بن ارزان بن حارثہ بن زید بن ثعلبہ بن عدی بن مالک بن زید مناہ بن تیم بن عبد حارثہ بن مالک بن عصب بن مالک بن جشم بن خزرج النزاری خنزرجی۔ یہ ابن کلبی کا قول ہے۔

(سیدنا) معمر (رضی اللہ عنہ)

النزاری: عبداللہ بن عبدالرحمن نے معمر النزاری سے روایت کی، حضور اکرم نے فرمایا۔ جس شخص نے علم دین ثواب آخرت کے لیے حاصل کیا اور پھر اس نے اس سے کوئی دینوی فائدہ حاصل کیا۔ اس پر جنت کی خوشبو حرام کر دی گئی۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن شاہین نے اسی طرح اس کی روایت کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ابن شاہین سے مراد عبداللہ بن عبدالرحمن بن معمر ہے۔ اس بنا پر یہ حدیث مرسل ہوگی۔

(سیدنا) معمر (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن قیس بن عدی بن سعد بن سہم قرشی سہمی: انھوں نے حبشہ کو ہجرت کی تھی۔
ابو جعفر نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے بسلسلہ مہاجرین حبشہ از بنو سہم بن عمرو بن حصیص
ومعمر بن حارث بن قیس روایت کی۔ ابن اثیر نے ان کے بھائیوں کا ذکر جو بنو تمیم سے تھے مناسب البواب میں
کر دیا ہے، ابن کلبی نے معبد بن حارث کو انہی میں شمار کیا ہے۔ ابو موسیٰ اور ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معمر (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن حبیب بن وہب بن حذافہ بن جمح: یہ حاطب اور خطاب کے بھائی تھے۔ اور ان کی ماں
قنیلہ بنت مظعون اخت عثمان بن مظعون تھی۔ حضور اکرمؐ کے دار ارقم میں آنے سے پیشتر انھوں نے اسلام
قبول کیا تھا۔ مدینہ کو ہجرت کی، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اور معاذ بن عفر کے درمیان موافقات قائم
کر دی۔ بدر اور احد کے علاوہ تمام غزوات میں شریک رہے۔

ابو جعفر نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے بسلسلہ شترکائے بدر از بنو جمح ومعمر بن حارث روایت
کی۔ یہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں فوت ہوئے۔ یمنوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معمر (رضی اللہ عنہ)

بن حبیب بن عبید بن حارث النزاری: غسانی تھے واقفی سے روایت کی ہے۔

(سیدنا) معمر (رضی اللہ عنہ)

بن حزم بن یزید بن لوزان بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن نجار النزاری خندجی، بخاری: ابو
طلالہ کے دادا اور عمرو بن حزم کے بھائی تھے۔ یہ محمد بن سعد کاتب الواقفی کا قول ہے۔ بیعت رضوان اور
بعد کے غزوات میں شریک رہے اور یہ ان دس آدمیوں میں سے ہیں جنہیں حضرت عمرؓ نے ابو موسیٰ کے ساتھ
بصرے روانہ کیا تھا۔ ابو موسیٰ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معمر (رضی اللہ عنہ)

ابو خزاعہ سعدی کے والد تھے: ایک روایت میں ان کا نام یحمر مذکور ہے۔ یعقوب بن سفیان نے اپنی تاریخ میں
ابو خزاعہ بن معمر السعدی سعد ہذیم قضاعی لکھا ہے۔ نیز بیان کیا ہے، کہ ابو صالح نے لیث سے انھوں نے یونس سے
انھوں نے ابن شہاب سے انھوں نے ابو خزاعہ سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ انھوں نے رسول کریمؐ

سے دریافت کیا، یا رسول اللہ! ہم بعض اوقات کسی تکلیف کے ازالے کے لیے منتر جنت سے، کبھی بیماری کے لیے دوا سے اور مرض سے بچاؤ کے لیے پریز سے کام لیتے ہیں۔ کیا ان معاملات میں بھی قدرت خداوندی کو دخل ہوتا ہے حضور نے فرمایا، یہ اشیاء بھی تقدیر خدا میں شامل ہیں۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معمر (رضی اللہ عنہ)

بن ابی سرح بن ربیع بن ہلال بن اہیب بن ضبہ بن حارث بن فہر قرشی فہری، غزوہ بدر میں شریک تھے بقول واقدی ۳۰ ہجری میں وفات پائی۔ ان کی کنیت ابو سعید تھی۔ یہی قول ابو معشر کا ہے انھوں نے نام معمر بن ابو سرح بیان کیا ہے، لیکن موسیٰ بن عقبہ، ابن اسحاق اور ابن کلبی نے عمرو بن ابی سرح لکھا ہے۔ نیز ابن کلبی نے ان کا نسب ہلال بن مالک بن ضبہ لکھا ہے، یعنی اہیب کی جگہ ضبہ لکھ دیا ہے۔ ہم نمبر کے ترجمے میں یہ امر بیان کر آئے ہیں۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معمر (رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ بن نضلہ بن عبد العزیٰ بن حرثان بن عوف بن عبید بن عویج بن عدی بن کعب القرشی عدوی؛ ابن المدینی نے یوں لکھا ہے، معمر بن عبد اللہ بن نافع بن نضلہ؛ یہ وہی شخص ہیں جو معمر بن ابی معمر کہلاتے ہیں۔ قدیم الاسلام میں، حبشہ کی ہجرت ثانیہ میں شامل تھے۔ ان کی ہجرت مدینہ رکھی رہی اور یہ حبشہ سے ان لوگوں کے ساتھ واپس ہوئے جو دو کشتیوں میں سوار ہو کر وارد مدینہ ہوئے تھے۔ انھوں نے لمبی عمر پائی، مدنی کہلاتے تھے۔ حجتہ الوداع میں انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سر کے بال صاف کیے تھے۔ ان سے سعید بن مسیب اور بشر بن سعید نے روایت کی ہے۔

اسماعیل و ابراہیم بن محمد نے باسناد ہاتھ ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ سے انھوں نے اسحاق بن منصور سے انھوں نے یزید بن ہارون سے انھوں نے ابن اسحاق سے۔ انھوں نے محمد بن ابراہیم سے انھوں نے سعید بن مسیب سے انھوں نے معمر بن عبد اللہ بن نضلہ سے روایت کی، کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ذخیرہ اندوزی کرنے والا خطا کا رہے۔ میں نے سعید سے کہا کہ تم ذخیرہ اندوزی کرتے ہو۔ انھوں نے کہا کہ معمر بھی ذخیرہ اندوزی کرتا تھا۔ یہنوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معمر (رضی اللہ عنہ)

بن عثمان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ قرشی تیمی؛ فتح مکہ کے دن ایمان لائے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ

وسلم کی صحبت میں رہے۔ ان کے بیٹے عبید اللہ بھی حضورؐ کی صحبت سے مستفیض ہوئے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔
(سیدنا) معمر (رضی اللہ عنہ)

بن کلاب الزماني: یہ وہ صاحب ہیں، جو سبیلہ کذاب کو وعظ و نصیحت کرتے تھے اور اسے قابل اعتراض سرگرمیوں سے منع کرتے تھے۔ عسائی نے ابو عمر پر استدراک کیا ہے۔

(سیدنا) معمر (رضی اللہ عنہ)

ابن شامین نے ان کا ذکر کیا ہے۔ محمد بن حنبل سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم معمر کے پاس سے گزرے، دیکھا، کہ دونوں رائیں ننگی کیے بیٹھے ہیں۔ فرمایا: معمر! اپنی رائیں ڈھانپ لو کہ جسم کا یہ حصہ بھی شرمگاہ میں شامل ہے۔ یہ حدیث جریدہ کہلاتی ہے۔ اس کو ابو موسیٰ نے بیان کیا ہے۔

(سیدنا) معمر (رضی اللہ عنہ)

بن حاجہ: یہ صاحب اور ان کے بھائی طریفہ بن حاجہ حضرت خالد بن ولید کے ساتھ ارتداد کی مہم میں شریک تھے۔ ہم ان کے بھائی کا ذکر کر آئے ہیں۔ ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معمر (رضی اللہ عنہ)

بن عدی بن عبد بن عجلان بن ضبیعہ بن حرام بن جمل بن عمرو بن جشم بن روم بن ذبیان بن ہمیم بن ذہل بن ہنی بن بلوی: یہ بنو عمرو بن عوف کے حلیف اور عاصم بن عدی کے بھائی تھے۔ تمام عزرائیل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ موجود رہے۔ ابو جعفر نے باسناد یہ سلسلہ شکر کائے بدر از بنو عمرو بن عوف اور معن بن عدی بن عبد بن عجلان بن ضبیعہ جو ان کے حلیف تھے اور اسی اسناد سے انھوں نے ابن اسحاق سے یہ سلسلہ شکر کائے بدر از بنو عبید بن زید بن مالک اور ان کے حلیفوں سے بن عدی بن عجلان بن ضبیعہ سے جو روایت کی ہے۔ یہ صاحب لا ولد تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان میں اور یزید بن خطاب میں رشتہ موافقات قائم کیا، یہ دونوں صاحب جنگ یمامہ میں شہید ہو گئے تھے۔

مالک بن انس نے ابن شہاب سے انھوں نے سالم سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ جب حضور اکرمؐ فوت ہوئے، تو لوگ روتے تھے اور کہتے تھے، ہم چاہتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے ہمیں موت آجائے۔ کیونکہ ہمیں ڈر تھا کہ حضور اکرمؐ کے بعد کبھی فتنے اٹھ کھڑے ہوں گے، لیکن معن بن عدی کہتے تھے کہ میں حضور اکرمؐ کی رحلت کے بعد اس لیے زندہ رہنا چاہتا تھا تا کہ میں حضورؐ کے بعد اسی طرح آپؐ کی تصدیق کروں جیسی

آپ کی زندگی میں کی تھی (سیدنا) معن (رضی اللہ عنہ)

بن فضالہ بن عبید بن ناقد بن صبیہ بن احرم بن جمعیان بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس النزاری
انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔ امیر معاویہ کے عہد میں عین کے والی تھے۔ یہ ابن الکلبی کا قول ہے
(سیدنا) معن (رضی اللہ عنہ)

بن یزید بن انیس بن حبیب بن جرہ بن رغب بن مالک بن خفاف بن امرؤ القیس بن بہشہ بن سلیم السلمی؛ معن
ان کے والد اور دادا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سے فیض یاب ہوئے۔ ان کی کنیت ابو یزید تھی۔ یزید بن
حبیب کا قول ہے کہ معن اپنے والد اور دادا کے ساتھ غزوہ بدر میں شریک تھے ابو عمر کہتے تھے کہ ان کی یا ان کے
والد اور ان کے دادا کی شرکت کی روایت درست نہیں ہے بلکہ اس سلسلے میں صحیح روایت ابو الجویریہ کی ہے جو
ابو الفضل بن ابوالحسن طبری فقیہ نے ابویعلیٰ موصلی سے انہوں نے عبد اللہ بن حماد اور عبد الرحمان بن سلام سے
انہوں نے ابوعوانہ سے انہوں نے ابوالجویریہ سے انہوں نے معن بن زید سے روایت کی، کہ انہوں نے اور ان
کے والد اور دادا نے حضور اکرم سے بیعت کی۔ میں نے حضور کی خدمت میں اپنی خسنہ حالی کی شکایت کی۔ تو آپ
نے میری ابداد فرمائی۔ پھر میں نے نکاح کی خواہش کی تو آپ نے میرا نکاح کر دیا۔ معن فتح دمشق میں موجود تھے
وہاں انہیں مکان بھی مل گیا تھا۔ جنگ صفین میں امیر معاویہ کے لشکر میں شریک تھے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔
(سیدنا) معن (رضی اللہ عنہ)

بن یزید الخفاجی: خفاجہ سے مراد ابن عمرو بن عقیل بن کعب بن عامر بن صعصعہ ہے۔ عقبہ بن نافع النزاری
سے مروی ہے کہ وہ ایک جنگی ہم میں عمر صائف کے ساتھ تھے اور معن بن یزید الخفاجی بھی ہمارے ساتھ تھے۔ جب
ہم دشمن کے علاقے میں پہنچے تو ہم نے وہاں پڑاؤ کیا۔ اس پر معن بن یزید کھڑے ہوئے اور لوگوں سے کہنے لگے: اے
لوگو! ہم بکریاں، کھانے کی چیزیں اور اسی طرح کی اور اشیاء تقسیم کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ جو چیز آپ کو پسند
ہے، وہ اٹھا لیجئے۔ ہماری طرف سے اس پر کوئی قدغن نہیں ہے۔ ابولغیم اور ابوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معوذ (رضی اللہ عنہ)

ابن عفرارہ عفرارہ کی دائرہ کا نام ہے۔ ان کا نسب معوذ بن حارث بن رفاعہ ہے۔ معاذ ان کے
بھائی تھے جن کا ذکر پہلے کیا جا چکا ہے۔ معوذ عقبہ اور بدر میں موجود تھے۔ جعفر بن سمین نے باسنادہ یونس سے
انہوں نے ابن اسحاق سے سلسلہ شریکائے بدر لکھا ہے کہ بنو خزرج سے ابن حارثہ عوف، معاذ اور معوذ غزوہ بدر

میں موجود تھے اور اسی اسناد سے ابن اسحاق سے مروی ہے کہ شرکائے بدر میں خوف معاذ اور معوذ موجود تھے۔ آخر الذکر نے ابو جہل کو قتل کیا تھا۔ اس کے بعد وہ خود بھی اس معرکے میں شہید ہو گئے تھے۔ لاولد تھے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معوذ (رضی اللہ عنہ)

بن الجوح بن یزید بن حرام النزاری سلمیٰ؛ موسیٰ بن عقبہ، ابو معشر اور وادری کے مطابق معوذ اپنے بھائی معاذ کے ساتھ غزوہ بدر میں موجود تھے، لیکن ابن اسحاق نے ان کا ذکر نہیں کیا۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معیقیب (رضی اللہ عنہ)

بن ابی فاطمہ دوسی؛ یہ سعید بن عاص بن امیہ کے حلیف تھے۔ بقول موسیٰ بن عقبہ یہ سعید بن عاص کے آزاد کردہ غلام تھے۔ قدیم الاسلام تھے اور مکے سے ہجرت کر کے حبشہ چلے گئے تھے۔ بعد میں مدینہ چلے گئے۔ عبید اللہ نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے یہ سلسلہ مہاجرین حبشہ از بنوا امیہ ان کے حلفاء اور معیقیب بن ابی فاطمہ سے روایت کی ہے، کہ یہ صاحب سعید بن عاص کی آل سے تھے اور ان کی اولاد تھی۔ معیقیب حبشہ سے ان لوگوں کے ساتھ آئے تھے جو دکشتیوں میں سوار ہو کر مدینہ پہنچے تھے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان دنوں خیبر میں تھے۔ ابن مندہ کے مطابق وہ بدر میں شریک تھے۔ رسول اکرم کی مہران کے پاس ہوتی تھی۔ حضرت عمر نے انھیں بیعت المال کا خازن مقرر کیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد یہ جذام میں مبتلا ہو گئے تھے۔ اور پھر اطباء کے علاج سے تندرست ہو گئے تھے۔

یہ وہی صاحب ہیں جن کے ہاتھ سے حضرت عثمان کے عہد خلافت میں رسول کریم کی انگوٹھی کنوئیں میں گر گئی تھی۔ اس سانحہ کے بعد مسلمانوں میں اختلاف رونما ہوا، جو آج تک اسی طرح چلا جا رہا ہے۔ حضرت عثمان پر جو کچھ بیٹی وہ تو اوراق تاریخ میں ثبت ہو چکا ہے۔ لوگ حضرت سلیمان کی انگشتری کے گم ہونے پر تعجب کا اظہار کرتے ہیں۔ اس کا اثر صرف شام تک محدود تھا، لیکن حضور اکرم کی خاتم کے گم ہونے سے مسلمانوں پر جو ادبار آیا ہے۔ وہ آج تک ختم نہیں ہوا۔

معیقیب نے رسول کریم سے روایت کی۔ اسماعیل بن علی اور ابراہیم وغیرہ نے باسناد ہم تا ابی عیسیٰ ترمذی حسن بن حربہ سے، انھوں نے ولید بن مسلم سے، انھوں نے اوزاعی سے، انھوں نے یحییٰ بن ابی کثیر سے، انھوں نے ابی سلمہ بن عبدالرحمن سے، انھوں نے معیقیب سے روایت کی کہ میں نے رسول کریم سے نماز میں خصلوں کے چھوٹنے

کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا اگر مجبوری ہو تو ایک بار چھو لینے میں کوئی حرج نہیں۔ ان کے بیٹے محمد سے مروی ہے کہ حضور اکرم نے فرمایا، کیا تم جانتے ہو کہ جہنم کی آگ کس پر حرام ہے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ حضور نے فرمایا، متواضع بنکسر المزاج، شریف اور خوش اخلاق آدمی پر۔ معقیب نے حضرت عثمان کے دورِ خلافت میں وفات پائی۔ ایک روایت میں ۴۰ ہجری دورِ خلافت حضرت علیؑ مذکور ہے۔ یہ صاحبِ اولاد تھے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) معقیب (رضی اللہ عنہ)

بن معرض یامی: ابو عبد اللہ ان کی کنیت تھی۔

شاصویہ بن عبید نے معرض بن عبد اللہ بن معقیب بن معرض یامی ابو عبد اللہ سے انھوں نے اپنے باپ سے انھوں نے دادا سے سنا وہ کہتے ہیں کہ میں حجۃ الوداع میں موجود تھا۔ اتفاقاً ایک مکان میں داخل ہوا حضور اکرمؐ وہاں موجود تھے۔ مجھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ مبارک ایسا دکھائی دیا جیسے چاند۔ یہ ابن مندہ کا قول ہے۔

ابو نعیم کہتے ہیں کہ معقیب بن معرض الیامی جسے بعض متاخرین یعنی ابن مندہ نے شاصویہ بن عبید کی حدیث میں ذکر کیا ہے۔ سراسر وہم ہے۔ کیونکہ وہ شخص معرض بن معقیب ہے، نہ کہ معقیب بن معرض۔ ابو نعیم نے معرض بن معقیب کے ترجمے میں ان کا ذکر کیا ہے۔ اس لیے حقیقتِ حال کے جاننے کے لیے اس مقام کا مطالعہ کیا جائے۔

عبد الوہاب بن ہبہ اللہ نے ابو غالب بن بناء سے انھوں نے ابو محمد جوہری سے انھوں نے ابو بکر بن مالک سے انھوں نے محمد بن یونس قرشی سے، انھوں نے شاصویہ بن عبید ابو محمد یامی سے انھوں نے معرض بن عبد اللہ بن معرض بن معقیب یامی سے، انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے اپنے دادا معرض بن معقیب سے روایت کی۔ کہ وہ حجۃ الوداع میں شریک تھے۔ ایک دن میں مکے کے ایک گھر میں داخل ہوا۔ وہاں اتفاقاً حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے۔ مجھے آپ کا چہرہ ایسا معلوم ہوا، گویا آپ چودہویں کا چاند تھے۔ وہاں میں نے اس سے بھی عجیب تر ایک چیز مشاہدہ کی۔ بنو یامہ کا ایک آدمی ایک نوزائیدہ بچے کو کپڑے میں لپیٹ کر بے دخل ہوا۔ حضور نے اس بچے کو مخاطب کر کے فرمایا۔ اے بچے! میں کون ہوں۔ بچے نے کہا۔ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ فرمایا تو نے سچ کہا۔ اللہ تجھے مبارک کرے۔ اس کے بعد اس بچے سے کسی نے گفتگو نہ سنی۔ تا آنکہ وہ جوان ہو

گیا۔ لوگ اسے بنو یامد کا مبارک پتھر کہتے تھے۔ اس سے ابو نعیم کے قول کی تصدیق ہوتی ہے۔

باب مہم وعین

(سیدنا) مغفل (رضی اللہ عنہ)

بن عبد نہم اور ایک روایت میں ابو نہم بن عقیف بن سحیم بن ربیع بن عدی اور بردایتی عبد ثعلبہ مزنی ایک ہے ہم ان کا نسب ان کے بیٹے عبد اللہ کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں اور مغفل ذوالجادر بن مزنی کے بھائی ہیں۔ اور مغفل فتح مکہ کے سال ۸ ہجری میں براہ مکہ شہر میں داخل ہونے سے پہلے فوت ہو گئے تھے۔ یہ طبری کا بیان ہے ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مغلس (رضی اللہ عنہ)

البکری جو رکینہ کے والد تھے۔ زینب بنت سعید بن سوید بن یزید العقیلیہ نے رکینہ بنت مغلس سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک وفد کے ساتھ حاضر ہوئی تھیں۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مغیث (رضی اللہ عنہ)

مولیٰ ابی احمد بن جحش؛ یہ بریرہ کے خاوند تھے۔ یہ ابن مندہ اور ابو نعیم کا قول ہے۔ ابو عمر کہتے ہیں کہ وہ بنو مطیع کے مولیٰ تھے۔ عبد الرحمن بن قاسم نے اپنے باپ سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی، کہ انھوں نے بریرہ کو ایک انصاری سے خریدا۔ بروایت وہ بنو مغیرہ بن مخزوم کا مولیٰ تھا اور ابو احمد اسدی؛ اسد بن خزیمہ سے تھا۔ اور بنو مطیع، قریش کے عدی قبیلے سے تھے۔ جب حضرت عائشہؓ نے بریرہ کو خریدا تو مغیث اس کے خاوند تھے جو آزاد تھے۔ اور ایک روایت میں ہے کہ غلام تھے۔

یحییٰ بن محمود اصفہانی اور ابو یاسر بن ابی جہ نے ہاشم بن جحج، محمد بن علاء ہمدانی سے، انھوں نے ابو اسامہ سے، انھوں نے ہشام بن عروہ سے، انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت عائشہؓ سے روایت کی کہ وہ بریرہ سے ملنے گئیں تو انھوں نے حضرت عائشہؓ سے گزارش کی کہ میرے اہل خانہ مجھے آزاد کرنے پر تیار ہیں۔ بشرطیکہ میں انھیں متواتر نو سال تک، ہر سال ایک اوقیہ کے حساب سے چاندی ادا کرتی رہوں۔ آپ میری امداد

فرمایا۔ حضرت عائشہ نے فرمایا۔ اگر تمہارے اہل خانہ بیک مشقت ادا نہ کی تو میں تمہاری امداد کر سکوں گی اور تمہیں آزاد کر دوں گی بشرطیکہ تمہاری ولایت مجھے منتقل ہو جائے۔

حضرت عائشہ نے زیر کتابت کا بند دہست کر لیا اور بریرہ کے خاندان سے اس کا ذکر کیا۔ انھوں نے کہا۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن ولایت ہمارے پاس ہی رہے گی۔ جب بریرہ حضرت عائشہ سے ملنے آئیں تو جناب صدیقہ نے حقیقت حال کا ذکر کیا تو انھوں نے ناپسند کیا۔ اس کی بھینک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے کالوں میں پڑ گئی آپ نے دریافت فرمایا تو میں نے واقعہ عرض کر دیا۔ حضور اکرم نے فرمایا۔ بریرہ کو خرید کر آزاد کر دو اور ولاء کی شرط بھی مان لو، کیونکہ اصولاً ولاء اس شخص ہی کی ہوتی ہے، جو کسی کو آزاد کرتا ہے۔ حضرت عائشہ نے بریرہ کو خرید کر آزاد کر دیا اور شام کو حضور نے لوگوں کو جمع ہونے کا حکم دیا۔ اور خطبے میں ارشاد فرمایا۔

”ان لوگوں سے، جو ایسی شرائط پیش کرتے ہیں، جو قرآن میں مذکور نہیں ہیں۔ کیا کہوں، کیونکہ ایسی تمام شرائط باطل ہوتی ہیں۔ اسی طرح جو ولاء کو اپنے لیے مخصوص کرنا چاہتا ہے وہ غلط ہے حالانکہ آزاد کرنے والا آدمی اور ہے اصولاً جو آدمی کسی کو آزاد کرتا ہے۔ ولایت کا استحقاق بھی اسے ہی حاصل ہوگا“

سمان، ابو القریظ، اور حسین نے (باسناد ہم تا محمد بن اسماعیل) محمد بن عبد الوہاب سے، انھوں نے خالد سے انھوں نے عکرمہ سے، انھوں نے ابن عباس سے روایت کی کہ بریرہ کا خاندان مغیث نامی ایک غلام تھا۔ یہ منظر اب بھی میری آنکھوں کے سامنے ہے کہ وہ بریرہ کے پیچھے بھاگا پھرتا۔ اور اس کی آنکھوں سے آنسو ٹپک ٹپک کر اس کی ڈاڑھی میں اٹک جاتے۔ حضور اکرم نے یہ منظر دیکھ کر فرمایا۔ مقام تعجب ہے کہ مغیث بریرہ سے اتنی محبت کرتا ہے اور بریرہ اس سے نفرت کرتی ہے۔ آپ نے بریرہ سے فرمایا۔ کاش تو بھی اس کی محبت کا جواب دیتی۔ اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کیا یہ آپ کا حکم ہے؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، نہیں، سفارش ہے۔ بریرہ نے عرض کیا، مجھے اس آدمی میں کوئی دلچسپی نہیں۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مغیث (رضی اللہ عنہ)

بن عبید بن ایاس البلوئی؛ انصار کے حلیف تھے، یوم الریح میں بہ مقام مر الظهران شہید ہوئے تھے عبد اللہ بن طارق کے اخیانی بھائی تھے۔ واقدی اور ابن اسحاق نے ان کا نام مغیث بن عبیدہ تحریر کیا ہے جو بنو ظفر کے حلیف تھے۔ ان کا ذکر معتب کے ترجمے میں گزر چکا ہے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مغیث (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو ابثر وان اسلمی: ابن اسحاق نے ان کا نام مغیث تحریر کیا ہے۔ بعض لوگوں نے معتب لکھا ہے جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں اور یہ اختلاف ان کے بارے میں ہے۔ انھوں نے حضور اکرمؐ سے روایت کی۔ آپؐ خیبر کے سامنے پہنچے تو صحابہ میں میں بھی موجود تھا۔ فرمایا: اللَّهُمَّ رَبِّ السَّمَوَاتِ وَمَا أَظْلَمُنَّ۔ اے آسمانوں اور سایہ دار اشیاء کے خدا: اس حدیث کو سعید بن عطاء بن ابی مروان نے اپنے والد سے اور انھوں نے اپنے دادا ابومروان سے روایت کیا اور کہا کہ ان کا نام مغیث بن عمرو تھا۔ طبری نے معتب اور باقی لوگوں نے معتب لکھا ہے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مغیث (رضی اللہ عنہ)

الغنوی: انھیں حضور اکرم صلی اللہ کی صحبت نصیب ہوئی اور ان سے ابو ہریرہ کے ساتھ اونٹنی کے دوڑنے کے بارے میں ایک حدیث منقول ہے۔ ابو عمر نے مختصراً اس کا ذکر کیا ہے۔ ابن مندہ اور ابونعیم مغیث اور بعض لوگوں نے معتب تحریر کیا ہے۔ حضور اکرمؐ نے بعض مہمات کے سلسلے میں انھیں روانہ فرمایا تھا۔

ان کی حدیث کو محمد بن یزید بن براء الغنوی نے ان کے والد سے انھوں نے دادا سے انھوں نے عارث بن عبید سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے دادا سے روایت کیا۔ تیوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مغیرہ (رضی اللہ عنہ)

بن احنس بن شریق الثقفی۔ ہم ان کا نسب ان کے باپ کے ترجمے میں لکھ آئے ہیں۔ بنو زہرہ کے حلیف تھے اور یوم الدار کو حضرت عثمانؓ کے ساتھ شہید ہو گئے تھے۔ اس موقع پر انھیں زبردست ابتلا پیش آیا اور وہ خوب جی توڑ کر لڑے۔ جب حضرت عثمانؓ کے دروازے کو باغیوں نے آگ لگا دی تو انھوں نے ذیل کے اشعار کہے:

لَمَّا تَهَمَّ مَتِ الْأَبْوَابُ وَ اخْتَرَقَتْ
يَمَمْتُ مِنْهُمْ بَابَا غَيْرَ مُحْتَرَقِ

(ترجمہ): جب دروازے گرہ پڑے اور جل گئے، تو میں ان میں سے ان جیسے دروازے کی تلاش میں نکل کھڑا ہوا۔

(۲) حَقًّا أَقُولُ وَعَبْدَ اللَّهِ أَمْرُهُ
إِنْ لَوْ تَقَاتَلَ كَدَىٰ عُثْمَانُ فَانْطَلَقَ

(ترجمہ): میں سچ کہتا ہوں عبد اللہ کو میں نے حکم دیا کہ اگر تم عثمانؓ کی طرف سے نہیں لڑ سکتے تو چلے جاؤ۔

(۳) وَاللَّهُ أَشْرَكَهُ مَا دَامَ بِي رَمَقٌ
حَتَّىٰ تَرَايِلَ بَيْنَ الرَّاسِ وَالْعُنُقِ

ترجمہ: بخدا ایسی اس وقت تک لڑتا رہوں گا جب تک مجھ میں سانس باقی ہے اور جب تک سراور گردن ایک دوسرے سے علیحدہ نہیں ہو جاتے۔

۴۔ هُوَ الْوَمَامُ فَلَسْتُ الْيَوْمَ خَا ذِلَّةً اِنَّ الْفِرَارَ عَلَيَّ الْيَوْمَ كَالسَّرَقِ
ترجمہ: وہ ہمارا امام ہے اور میں اسے آج رسوا نہیں کروں گا۔ ایسے وقت میں بھاگ جانا میرے نزدیک چوری ہے۔

خلیفہ بن خیاط سے مروی ہے کہ جس شخص نے مغیرہ کو قتل کیا تھا۔ اسے بعد میں جذام کا مرض ہو گیا۔ جس شخص نے جناب مغیرہ کو قتل کیا تھا اس نے وقوع سے پہلے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جسے وہ نہیں جانتا تھا کہہ رہا تھا کہ مغیرہ بن احنس کا قاتل جہنمی ہے۔ یوم الدار کو مغیرہ جنگ کے لیے نکلے۔ چنانچہ انھوں نے تین آدمیوں کو قتل کیا۔ اس آدمی نے جناب مغیرہ پر تلوار کا وار کیا جس سے ان کا پاؤں کٹ گیا۔ قاتل نے دوسرا وار کیا اور وہ شہید ہو گئے۔ اس پر اس نے مقتول کا نام دریافت کیا۔ تو معلوم ہوا کہ یہی مغیرہ بن احنس ہیں۔ وہ کہنے لگا۔ میں اس شخص کو دیکھ رہا ہوں جس کے قاتل کو جہنم کی بشارت دی گئی تھی۔ وہ اسی طرح اس مرض میں مبتلا رہا، تا آنکہ وہ ہلاک ہو گیا۔ ابو عمر نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مغیرہ (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن عبدالمطلب قرشی ہاشمی: حضور اکرم کے عزادار تھے اور ابوسفیان کے جس کا ذکر گزر چکا ہے بھائی تھے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ابوسفیان بن حارث کا نام مغیرہ تھا، لیکن یہ غلط ہے کیونکہ مغیرہ ان کے بھائی تھے۔ یہ ابو عمر کا قول ہے، لیکن ابن کلبی اور زبیر بن بکار وغیرہ کی رائے کے مطابق ابوسفیان بن حارث کا نام مغیرہ تھا اور وہ شاعر تھے۔ اس سے ابن مندہ اور ابونعیم کے اس قول کی تصدیق ہوتی ہے کہ مغیرہ خود ابوسفیان کا نام تھا نہ کہ ان کے بھائی کا۔ چنانچہ ابو عمر نے اس خیال سے کہ مغیرہ اور ابوسفیان دو مختلف آدمی ہیں۔ دونوں کا نام مغیرہ لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔ ابو عمر نے اس ترجمے کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مغیرہ (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن ہشام: حضرمی نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے اور انھوں نے باسنادہ معاویہ بن یحییٰ بن مغیرہ سے، انھوں نے یحییٰ بن مغیرہ سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے اپنے دادا مغیرہ بن حارث بن ہشام سے روایت کی۔ حضور اکرم نے فرمایا کہ ایک مومن کو ہینہ بھر میں ایک آدھ باتر کلیف کے واسطے پڑنا کافی ہے۔ ابونعیم اور

ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مغیرہ (رضی اللہ عنہ)

بن سلمان الخزاعی: ابن شائبہ نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ انھوں نے باسنادہ حماد بن سلمہ سے انھوں نے حمید سے انھوں نے مغیرہ بن سلمان خزاعی سے روایت کی کہ دو آدمی ایک چیز کا جھگڑا طے کرانے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور نے ہاتھ سے اشارہ کر کے فرمایا، آپا تم تقسیم پر آمادہ ہو۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مغیرہ (رضی اللہ عنہ)

بن شعبہ بن ابی عامر بن مسعود بن معتب بن مالک بن کعب بن عمرو بن سعد بن عوف بن قیس: ان کا تعلق بنو ثقیف سے تھا اور ان کی کنیت ابو عبد اللہ تھی۔ ایک روایت میں ابو عیسیٰ بھی لکھی ہے۔ ان کی والدہ امامہ بنت افقم بن عمرو تھیں۔ جو بنو نصر میں معاویہ سے تھیں۔ مغیرہ غزوہ خندق کے موقع پر ایمان لائے تھے اور صلح حدیبیہ میں موجود تھے۔ اس موقع پر انھوں نے عروہ بن مسعود سے مذاکرے میں حصہ لیا تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے انھیں ابو عیسیٰ کی کنیت عطا کی تھی۔ حضرت عمرؓ نے انھیں ابو عبد اللہ کہنا شروع کر دیا تھا۔

جناب مغیرہ اپنی عقل رسا کی وجہ سے مشہور تھے۔ شعبی کہتے ہیں، عرب کے دانشور چار تھے، معاویہ بن ابوسفیانؓ، عمرو بن عاصؓ (۳) مغیرہ بن شعبہؓ (۴) زیاد: اول الذکر وسیع الظرفی اور حکم کی وجہ سے عمرو بن عاصؓ حل مشکلات کی بنا پر، مغیرہ بن شعبہ عقل رسا اور جودت فکر کے سبب اور زیاد چھوٹے موٹے کاموں کی عقدہ کشائی کے سلسلے میں مشہور تھے۔ اسی طرح قیس بن سعد بن عبادہ کا شمار عرب کے مشہور دانشور میں ہوتا تھا۔ نیز کرم و فضل میں ان کا کوئی ثانی نہ تھا۔

کہتے ہیں کہ بعد از اسلام مغیرہ بن شعبہؓ نے دو قتا فوقتاً تین سو عورتوں سے نکاح کیا ایک روایت میں ہزار کا ذکر ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انھیں بصرے کا والی مقرر کر دیا تھا۔ کچھ عرصے کے بعد ان پر زنا کی تہمت لگائی گئی۔ چنانچہ وہ معزول کر دیے گئے۔ بعد میں انھیں کوفے کا والی مقرر کیا گیا۔ حضرت عمرؓ کی شہادت تک وہ اس منصب پر فائز رہے۔ جب حضرت عثمان غلیفہ ہوئے، تو انھوں نے مغیرہ کو اس منصب پر رہنے دیا مگر کچھ عرصے کے بعد معزول کر دیے گئے۔

جناب مغیرہ جنگِ یامہ اور شام کے معرکوں میں شریک رہے۔ یرموک کے معرکے میں ان کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی۔ جنگِ قادسیہ اور نہادند میں بھی شامل تھے، اور نعمان بن مقرن کی فوج کے میسرہ کے کما نڈار تھے۔ اسی طرح ہمدان وغیرہ کی جنگوں میں بھی حصہ لیتے رہے۔ حضرت عثمان کی شہادت کے بعد جھگڑے سے علیحدہ ہو گئے تھے، لیکن مجلس محاکمہ میں موجود رہے۔

جب امام حسنؑ نے کاروبارِ خلافت امیر معاویہ کے حوالے کر دیا، اور امیر نے کوفہ کی ولایت عبداللہ بن عمرو بن عاص کو دے دی۔ تو جناب مغیرہ نے امیر سے کہا، تم نے عمرو بن عاص کو مصر اور مغرب کا علاقہ دے دیا ہے اور کوفہ کی ولایت اس کے بیٹے کے حوالے کر دی ہے۔ اس طرح تم نے خود کو شیر کے دو جھڑوں میں دے لیا ہے۔ چنانچہ عبداللہ کو معزول کر کے مغیرہ کو مقرر کر دیا۔ یہ اپنی وفات تک جو ۵۰ ہجری میں واقع ہوئی۔ اسی منصب پر رہے۔

مندرجہ ذیل صحابہ نے ان سے روایت کی: ابو امامہ باہلی، مسور بن مخرمہ اور قرۃ المزنی۔ تابعین میں ان کی اولاد میں سے عروہ، حمزہ اور غفار نے اسی طرح ان کے آنداد کردہ غلام و راد، مسروق، قیس بن ابی حازم اور ابو وائل وغیرہ نے۔

مغیرہ اسلام میں پہلے آدمی ہیں جنہوں نے بھرے میں عدالت قائم کی۔ اور اس لحاظ سے بھی پہلے آدمی ہیں۔ جنہوں نے برقا حاجب کو کچھ رقم دی تھی۔ تاکہ وہ انہیں دارِ عمر میں داخل ہونے کا موقع دے (روایت محدودش ہے، کیونکہ حضرت عمر کو حاجب کی کیا ضرورت تھی)

ابراہیم بن محمد فقیہ وغیرہ نے باسناد ہم تا محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے ابو الولید المدمشقی سے انہوں نے ولید بن مسلم سے، انہوں نے ثور بن یزید سے انہوں نے رجاء بن حیوۃ سے انہوں نے مغیرہ کے کاتب و راد سے انہوں نے مغیرہ بن شعبہ سے روایت کی کہ رسول کریمؐ نے موزے کے اوپر اور نیچے دونوں طرف مسح کیا۔ ان کی وفات کے بعد مصقلہ بن ہبیرہ الشیبانی نے ان کی قبر پر کھڑے ہو کر ذیل کے دو اشعار پڑھے۔

۱۔ اِنَّ تَحْتَ الْاَجْحَارِ حُزْماً وَجُوداً وَخَصِيماً اَلَدَّ ذَا مِعْلَاقٍ

(ترجمہ) ان پتھروں کے نیچے ایک با حزم وجود ہے اور ایک ایسا لہجہ دشمن ہے جس کی دشمنی کی کوئی حد نہیں۔

(۲) حَيَّةٌ فِي الْوَجَارِ اَرْبَدٌ لَا يَنْفَعُ مِنْهُ السَّيِّمُ لَفَتْ الرَّاqِي

(ترجمہ) وہ ایک سانپ ہے جو بل میں بیٹھ گیا ہے اور جس کو وہ کاٹ لے۔ اسے کسی منتر پڑھنے والے کی پھونک کوئی فائدہ نہیں دے سکتی۔

پھر مصدقہ کہنے لگے۔ بخدا میں جس سے عداوت کروں، اس سے سخت عداوت کرتا ہوں اور جس سے محبت کروں، اس سے سخت محبت کرتا ہوں۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مغیرہ (رضی اللہ عنہ)

بن نوفل بن حارث بن عبدالمطلب بن ہاشم قرشی ہاشمی۔ مکے میں قبل از ہجرت پیدا ہوئے اور ایک روایت میں ہے کہ انہیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے صرف چھ برس نصیب ہوئے۔ ان کی کنیت ابو یحییٰ تھی اور ام یحییٰ کا نام امامہ بنت ابوالعاص تھا اور جناب امامہ حضرت زینب بنت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی تھیں۔ امامہ سے حضرت علیؑ نے بعد از وفات فاطمہ رضی اللہ عنہا شادی کی تھی۔ جب حضرت علیؑ بلغم کے ہاتھوں زخمی ہوئے تو وصیت کی کہ ان کے بعد مغیرہ بن نوفل امامہ سے نکاح کر لیں۔ بروایت ان کی کنیت ابوعلیمہ تھی۔ یہ وہی شخص ہیں، جنہوں نے ابن بلغم پر کھیس ڈالا تھا۔ جب اس نے حضرت علیؑ کو زخمی کر دیا تھا۔ جب لوگوں نے ابن بلغم کو پکڑنے کی کوشش کی، تو وہ ان پر تلوار سے حملہ آور ہوا، لوگ آگے سے ہٹ گئے۔ اب مغیرہ سے آمنہ سامنا تھا۔ انھوں نے کھیس اس پر ڈال کر اسے زمین پر گرالیا۔ چونکہ وہ کافی طاقت ور تھے۔ اس لیے بلغم کو حکڑ لیا۔ جب حضرت علیؑ رضی اللہ عنہ فوت ہو گئے تو ابن بلغم کو قتل کر دیا گیا۔

جناب مغیرہ حضرت علیؑ کے ساتھ صفین کی جنگ میں موجود تھے۔ خلافت عثمان کے دوران میں قاضی رہے تھے۔ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف ایک حدیث روایت کی ہے۔ وہ یہ ہے۔
عبدالملک بن نوفل نے اپنے والد سے انھوں نے دادا سے انھوں نے مغیرہ بن نوفل سے روایت کی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس نے انصاف کی تعریف نہ کی، اور بے انصافی کے مذمت نہ کی۔ اسے اللہ سے لڑائی کے لیے تیار ہو جانا چاہیئے۔ ایک روایت کے مطابق یہ حدیث مرسل ہے۔ انھوں نے ابی بن کعب اور کعب احبار سے احادیث روایت کی ہیں۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ کا قول ہے کہ ابن شہابین نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔

(سیدنا) مفیدہ (رضی اللہ عنہ)

بن ہشام، ان کی کنیت ابو ذئب تھی۔ ان کا نسب ابن شعبہ بن عبد اللہ بن قیس بن عیدود بن نصر بن مالک بن حبل بن عامر بن لوی بن غالب جد محمد بن عبد الرحمن بن مغیرہ المعروف بابن ابی ذئب ہے۔ مدینہ کے فقیہ تھے۔ فتح مکہ کے سال پیدا ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کی۔ ان سے ابن ابی ذئب نے روایت کی ہے۔

ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے اور ان کا سلسلہ نسب اسی طرح بیان کیا ہے جس طرح ہم لکھ آئے ہیں بعض لوگوں نے ان کا نسب عبد اللہ بن ابی قیس لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔

باب مہم، فا و قاف

(سیدنا) مفروق (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو الاصم بن قیس بن مسعود بن عامر بن عمرو بن ابی ربیعہ بن ذہل بن شیبان بن ثعلبہ بن عکابہ بن صعب بن علی بن بکر بن وائل شیبانی؛ ان کا نام نعمان تھا، لیکن عرف مفروق تھا اور اسی نام سے مشہور ہوئے۔

ابان بن ثعلب نے عکرمہ سے، انھوں نے ابن عباس سے انھوں نے علی بن ابی طالب سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دورہ بنو شیبان کے دوران میں قُلْ تَعَالَوْا اتْلُ مَا حَرَّمَ رَبِّكُمْ عَلَیْكُمْ النِّحْ پڑھی۔ اس محفل میں مشنی بن عارضہ، مفروق بن عمرو ہاشمی بن قبیصہ اور نعمان بن شریک موجود تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی طرف توجہ فرمائی۔ انھوں نے گزارش کی۔ یا رسول اللہ! ان لوگوں کے علاوہ، جو اپنی قوم میں معزز شمار ہوتے ہیں اور کسی سے امداد کی توقع نہیں رکھی جاسکتی۔ اس موقع پر مفروق بن عمرو نے جو اپنی قوم میں زبان اور جمال میں ممتاز تھا کہنے لگا۔ بخدا، جو کچھ آپ نے پڑھ کر سنایا ہے وہ اہل زین کا کلام نہیں معلوم ہوتا۔ اگر ایسا ہوتا، تو ہمیں اس کا علم ہوتا۔ اس کے بعد مشنی نے کہا۔ کوئی اور بات جو آپ کہنا چاہیں۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے: اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَ اٰتٰی النِّحْ پڑھی۔ مفروق کہنے لگے۔ اے قریشی

بھائی! آپ نے مکالمہ اخلاق اور بہترین اعمال کی دعوت دی ہے اور جن لوگوں نے آپ کی تکذیب کی ہے انھوں نے جھک ماری ہے اور سخت غلطی کی ہے۔ مثنیٰ کہنے لگا۔ میں نے آپ کی گفتگو سنی اور جو کچھ آپ نے کہا۔ وہ بہت عمدہ ہے، جسے سن کر مجھے تعجب بھی ہوا، لیکن مشکل یہ ہے کہ ہم نے کسریٰ سے یہ عہد کیا ہوا ہے کہ نہ تو ہم کوئی نئی بات پیدا کریں گے اور نہ کسی نئی بات پیدا کرنے والے کو اپنے ہاں پناہ دیں گے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ جس امر کی دعوت دے رہے ہیں، یہ بادشاہوں کو پسند نہیں آئے گی۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی ہم میں آپ کی امداد کریں تو بلاشبہ عرب کے قرب و جوار میں ہم آپ کا ہاتھ بٹلنے کو تیار ہیں۔ حضورؐ نے فرمایا، تم لوگوں نے سچ کہہ کر بہت اچھا کیا۔ کوئی شخص بھی دین کی اس وقت تک کوئی امداد نہیں کر سکتا۔ جب تک کہ چاروں طرف سے اس کی اعانت کی ذمہ داری قبول نہ کرے۔ اس کے بعد حضور اکرمؐ حضرت ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم کہتے ہیں مجھے مفروق کے اسلام کا کوئی علم نہیں۔

(سیدنا) مقترب (رضی اللہ عنہ)

ان کا نام اسود تھا۔ رسول اکرمؐ نے بدل کر مقترب رکھ دیا تھا۔ ہم اسود کے ترجمے میں ان کا ذکر کر آئے ہیں۔

(سیدنا) مقداد (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن ثعلبہ بن مالک بن ربیعہ بن ثامہ بن مطرود بن عمرو بن سعد بن دبیر بن لوی بن ثعلبہ بن مالک بن شریذ بن ابی ہون بن قاس بن دریم بن قین بن امون بن بہراء بن عمرو بن حاف بن قضاہ بن ہراوی؛ مقداد بن اسود کے نام سے مشہور تھے اور یہ اسود وہی ہیں۔ جن کی طرف اسود بن عبد یغوث نہری منسوب تھے۔ اس انتساب کی وجہ یہ تھی کہ مقداد نے اسود کو اپنا حلیف بنایا، جس پر انھوں نے مقداد کو اپنا مثنیٰ بنالیا۔ انھیں مقداد کنذی بھی کہتے تھے۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے قبیلہ بہراء کے ایک آدمی کو قتل کر دیا اور وہ بھاگ کر قبیلہ کنذہ میں چلے گئے چنانچہ وہ مقداد کنذی کہلائے۔ کچھ دنوں کے بعد انھوں نے قبیلہ کنذہ کے ایک آدمی کو قتل کر دیا۔ اور بھاگ کر مکہ چلے گئے۔ وہاں انھوں نے اسود بن عبد یغوث کو اپنا حلیف بنالیا۔ احمد بن صالح المصری کہتے ہیں کہ وہ حضرمی تھے اور ان کے والد نے کنذہ کو حلیف بنالیا تھا۔ اور مقداد نے اسود بن عبد یغوث کو حلیف بنایا اور ان سے منسوب ہوئے لیکن

صحیح بات یہ ہے کہ وہ (مقداد) بہراوی تھے، اور ان کی کنیت ابو معبد تھی۔ ایک روایت کے مطابق ان کی کنیت ابو الاسود تھی۔

جناب مقداد سابقوں اولوں میں قدیم الاسلام تھے۔ انھوں نے حبشہ کو ہجرت کی۔ کچھ عرصے کے بعد وہاں سے واپس آ گئے۔ جب مدینہ کو ہجرت شروع ہوئی، تو مقداد ہجرت نہ کر سکے۔ کچھ عرصے کے بعد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ چلے گئے۔ بعد میں آپ نے عبیدہ بن حارث کو ایک دستہ فوج کے ساتھ کسی مہم پر روانہ کیا۔ اس دوران میں ان کی ملاقات مشرکین کے ایک گروہ سے ہو گئی، جس میں ابو جہل اور عکرمہ بھی موجود تھے۔ مقداد اور عتبہ بن غزوہ بھی اس جماعت کے ساتھ تھے تاکہ جہاں بھی اسلامی دستہ فوج سے ملاقات ہو گئی۔ یہ ان سے مل جائیں گے۔ چنانچہ دونوں گروہ آمنے سامنے آ گئے۔ مقداد اور عتبہ اسلامی دستے سے مل گئے اور دونوں دستوں میں کوئی جھگڑا نہ ہوا۔

ابو جعفر بن سہیم نے باسنادہ یونس بن بکر سے، انھوں نے ابن اسحاق سے یہ سلسلہ ہاجرین حبشہ از بنو نہرہ و بہراء، مقداد بن عمرو کا ذکر کیا ہے اور ان کا نسب بہ طریق ذیل تھا۔ مقداد بن اسود بن عبد لیغوث بن وہب بن عبد مناف بن زہرہ۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ عبد لیغوث سے سلسلہ حلف قائم کرنے کے بعد ان کو متبانی بنا لیا گیا تھا۔ مقداد غزوہ بدر میں شریک تھے۔ اور یہاں انھوں نے نہایت اعلیٰ کارکردگی کا مظاہرہ کیا تھا۔

اور اسی اسناد سے ابن اسحاق سے مروی ہے کہ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بدر کو روانہ ہوئے، تو اطلاع موصول ہوئی کہ قریش اپنے قافلے کو بچانے کے لیے مکے سے روانہ ہو لیے ہیں، اس لیے آپ نے مسلمانوں سے مشورہ کیا۔ پہلے حضرت ابوبکرؓ نے تقریر کی، پھر حضرت عمرؓ نے اور دونوں نے اچھے خیالات کا اظہار کیا۔ ان کے بعد مقداد بن عمرو اٹھے اور کہتے گئے: یا رسول اللہ! خدا کی طرف سے جو حکم آپ کو ملا ہے بلا تامل اس پر عمل فرمائیے۔ بخدا ہماری طرف سے ویسا جواب نہیں دیا جائے گا جیسا کہ حضرت موسیٰ کی قوم نے دیا تھا۔ جب انھیں عاتقہ کے خلاف جہاد کا حکم دیا گیا تھا۔ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اگر آپ ہمیں برک النہاد کو لے چلیں گے، تو ہم آپ کا ساتھ دیں گے اور آپ کی حفاظت کریں گے، تاکہ آپ فائز المرام ہو جائیں۔ حضورؐ نے سنا تو ان کی تحسین فرمائی اور دعائے خیر کی۔

کہا جاتا ہے کہ غزوہ بدر میں سوائے مقداد بن اسود کے اور کسی کے پاس گھوڑا نہیں تھا۔ واللہ اعلم۔ اور

مقداد وہ پہلے آدمی ہیں۔ جنہوں نے مکے ہی میں اپنا اسلام ظاہر کر دیا تھا اور مشرکین سے بالکل مرعوب نہیں ہوئے تھے۔ کہتے ہیں، اگلے ایسے سات آدمی تھے، جو حضور اکرم کے ساتھ تمام غزوات میں شریک ہے یہ کئی خونہوں کے مالک تھے۔

کئی راویوں نے ابو عیسیٰ ترمذی سے، انہوں نے اسماعیل بن موسیٰ قزازی سے، انہوں نے شریک بن ابی ربیعہ سے انہوں نے ابی بربیدہ سے، انہوں نے اپنے والد سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خدا نے حکم دیا کہ میں چار آدمیوں سے محبت کروں، کیونکہ خدا بھی ان سے محبت کرتا ہے۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ! ان کے نام لیجئے۔ فرمایا۔ علی، ابوذر، مقداد اور سلمان فارسی۔

حضرت علیؓ نے حضور اکرمؐ سے روایت کی ہے۔ آپؐ نے فرمایا۔ ہر نبی کے سات نجیب وزیر اور رفیق ہوتے ہیں۔ مجھے چودہ ایسے نجیب رفیق دیے گئے ہیں۔ حمزہ، جعفر، ابوبکر، عمر، علی، حسن، حسین، ابن مسعود، سلمان، عمار، حذیفہ، ابوذر، مقداد اور بلال۔ اور مقداد فتح مصر میں شامل تھے۔ انہوں نے حضور اکرمؐ سے روایت کی۔ اور ان سے صحابہ میں سے علی، ابن عباس، مستورد بن شداد، طارق بن شہاب وغیرہ نے تابعین میں سے عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ امیون بن ابی ثیب، عبید اللہ بن عدی بن حیار اور جمیر بن نفیر وغیرہ نے روایت کی۔

ابراہیم بن محمد فقیہ وغیرہ نے باسناد ہم تا محمد بن عیسیٰ سے، انہوں نے سوید بن نصر سے۔ انہوں نے ابن مبارک سے انہوں نے عبدالرحمن بن یزید بن جابر سے، انہوں نے سلیم بن عامر سے انہوں نے مقداد سے روایت کی کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ تو سورج کو بندوں کے اتنا قریب لایا جائے گا کہ وہ ایک یا دو میل کے فاصلے پر آکر رک جائے گا۔ سلیم کہتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکا کہ میل کے لفظ سے حضورؐ کا کیا مقصد تھا۔ میل سے حضورؐ کی غرض میل دو میل کا فاصلہ تھی یا میل سے مراد آنکھ میں سرمہ ڈالنے کی سلائی تھی۔ سورج کی گرمی انہیں پگھلا دے گی اور وہ اپنے اعمال کے مطابق پیسنے میں غرق ہوں گے۔ کوئی ٹخنوں تک، کوئی گھٹنوں تک، کوئی کمر تک، کوئی سینے تک، کوئی گردن تک، اور کوئی منہ تک بطور لگام گئے۔ میں نے دیکھا کہ رسول کریمؐ نے ہاتھ سے اشارہ کیا اور ہاتھ کو منہ میں لگام کی طرح ڈالا۔

عبداللہ بن احمد بن محمد بن عبدالقادر خطیب نے ابو محمد جعفر بن احمد السراج سے انہوں نے علی بن حسن

تنوخی سے انھوں نے ابو عمر بن جویہ خزاز سے انھوں نے ابوالحسن العباس بن میسرہ سے انھوں نے ابوالنضر محمد بن موسیٰ طوسی سے، انھوں نے محمد بن سعید سے انھوں نے واقدی سے، انھوں نے موسیٰ بن یعقوب سے، انھوں نے اپنی چچی سے انھوں نے اپنی ماں سے روایت کی کہ جناب مقداد کا بیٹ پھٹ گیا تھا اور چربی باہر نکل آئی۔ ان کی وفات مدینہ میں حضرت عثمان کے دور خلافت میں ۷۰ برس کی عمر میں ہوئی تھی۔ جرف میں ان کی زمین تھی جہاں سے انھیں اٹھا کر مدینے لایا گیا تھا اور زبیر بن عوام کو اپنے بعد وصی بنایا تھا۔ منصور نے ابراہیم سے انھوں نے ہمام بن عارث سے روایت کی کہ مقداد لجم شمیم آدمی تھے، تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مقدم (رضی اللہ عنہ)

بن معدی کرب بن عمرو بن یزید بن معدی کرب بن سیار بن عبداللہ بن وہب بن ربیعہ بن عارث بن معاویہ بن ثور بن عقیق الکندی ابو کریم ایک روایت میں ابو یحییٰ ہے۔ ابو عمر نے ان کا نسب بہ طریق مذکور بیان کیا۔ ابن کلبی نے بانداز ذیل لکھا ہے۔ مقدم بن معدی کرب بن عمرو بن یزید بن معدی کرب بن سیار بن عبداللہ بن وہب بن عارث اکبر بن معاویہ کندی۔ جو وفد کندہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ یناس میں شامل تھے۔ ان کا شمار شامیوں میں ہوتا ہے اور وہیں فوت ہوئے تھے۔ ان کی وفات ۸۰ ہجری میں ہوئی جب ان کی عمر ۹۰ برس تھی۔

ان سے سلیم بن عامر الخبازی، خالد بن معدان، شعبی اور ابو عامر ہوزنی وغیرہ نے روایت کی۔ ابو محمد بن ابی القاسم دمشقی نے اجازۃ ام المہجبتی علویہ سے اذناً انھوں نے ابراہیم بن منصور سے انھوں نے ابو بکر بن مقرم سے انھوں نے ابو یعلیٰ موصلی سے انھوں نے داؤد بن رشید سے انھوں نے اسماعیل بن عیاش سے اور بقول ابو محمد انہوں نے عبدالرحمن بن حسن بن ابراہیم سے انھوں نے ابوالفرج بن بشر بن احمد سے، انھوں نے ابوالحسن محمد بن حسین بن محمد بن حسین سے انھوں نے محمد بن احمد بن عبدالذہلی قاضی سے انھوں نے ابو عمران موسیٰ بن ہارون سے انھوں نے حکم بن موسیٰ اور یحییٰ بن عبدالحمید حمانی سے انھوں نے اسماعیل بن عیاش سے انھوں نے یحییٰ بن سعید سے انھوں نے خالد بن معدان سے، انھوں نے مقدم بن معدی کرب سے انھوں نے رسول کریم سے سنا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ باری تعالیٰ کے پاس شہید کے لیے کچھ خصوصی انعامات ہیں۔ پہلا انعام تو مغفرت ہے۔ جو اسے اس کے خون کے بدلے میں دیا جائے گا۔

پھر اسے جنت میں رہنے کی جگہ عطا ہوگی۔ اس کے بعد اسے ایمان کے زیور سے سجایا جائے گا۔ حور عین سے ان کا نکاح ہوگا۔ عذاب قبر سے چھٹکارا پائے گا اور قیامت کے خوف سے بچ جائے گا اور اس کے سر پر یاقوت کا پرہ وقار تاج رکھا جائے گا، جو دنیا و مافیہا سے بہتر ہوگا۔ حوران بہشتی سے بہتر بیویاں اسے عطا کی جائیں گی۔ اور اس کی شفاعت پر اس کے خاندان سے ستر آدمی بخش دیے جائیں گے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مقسم (رضی اللہ عنہ)

بریرہ کے خاوند تھے۔ جعفر المستغفری نے ان کا ذکر کیا ہے اور انھوں نے محمد بن عجلان سے انھوں نے یحییٰ بن عروہ بن زبیر سے انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے حضرت عائشہ سے روایت کی کہ بریرہ کی وجہ سے یہیں تین سنتوں کا علم ہوا۔

۱۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان (بریرہ) کے بارے میں فرمایا تھا کہ ولاد اس کی ہوگی جو کسی کو آزاد کرے گا۔ بریرہ کا خاوند غلام تھا، جن کا نام مقسم تھا۔ جب وہ آزاد کر دی گئیں تو حضرت عائشہ نے ان (بریرہ) سے کہا (۲) "کیا تجھے علم ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تیرے بارے میں فرمایا تھا کہ آزادی کے بعد تو اس وقت تک اپنے نفس (اختیار) کی مالک ہوگی۔ جب تک تو کسی سے بیاہی نہ جائے۔ میری خواہش یہی ہے کہ تو اب اس قصے کو جانے ہی دے۔" بریرہ نے جواب دیا۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

(۳) حضور نے فرمایا، صدقہ وہی بہتر ہوتا ہے جو مناسب جگہ پر صرف کیا جائے۔ اس حدیث میں بریرہ کے خاوند کا نام مقسم بیان ہوا ہے لیکن مشہور یہ ہے کہ ان کا نام مغیث تھا۔ واللہ اعلم۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مقسم (رضی اللہ عنہ)

ابو جعفر نے ان کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے باسنادہ یزید بن نمران سے روایت کی کہ انھوں نے تبوک میں ایک آدمی کو جس کا نام مقسم تھا، دیکھا، وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے گزرا جب آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ آپ نے فرمایا، اے خدا، تو اس کا نشان مٹا دے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد مجھے انھیں دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مقسم (رضی اللہ عنہ)

حاکم سکندریہ: اس نے حضور کی خدمت میں کچھ ہدیے بھیجے تھے۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا کیا ہے، لیکن یہ صحابی نہیں۔ کیونکہ اس نے اسلام قبول نہیں کیا تھا اور عمر بھر عیسائی رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ

سے یہ بدعت حضور کی شان کے خلاف ہے۔ اس لیے حدیث مخدوش ہے۔ (مترجم)

خلافت میں مسلمانوں نے مضر اسی سے فتح کیا تھا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم ایسے لوگوں کا ذکر کرتے رہتے ہیں لیکن اس کے ذکر کی کوئی وجہ معلوم نہیں ہوئی۔ ابن ماکولا کے مطابق مقوقس کا نام جریج تھا۔

باب مہم و کاف

(سیدنا) مکحول (رضی اللہ عنہ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ جعفر نے ان کا شمار صحابہ میں کیا ہے۔ انھوں نے باسنادہ سلمہ سے انھوں نے محمد بن اسحاق سے انھوں نے ابی وجہ یزید بن عینید السعدی سے روایت کی کہ جب شیماء کو حضور اکرم کی خدمت میں لایا گیا، جو حارث بن عبد العزیٰ کی بیٹی تھیں اور نوسعد بن بکر کے قبیلے سے تھیں۔ شیماء نے عرض کیا: یا رسول اللہ! میں آپ کی رضاعی بہن ہوں۔ راوی نے ساری حدیث بیان کی۔ راوی لکھتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی رضاعی بہن سے فرمایا، اگر تو میرے پاس ٹھہرا چاہے، تو تیری مکرم اور احترام میں کوئی کوتاہی نہ کی جائے گی اور اگر تیری مرضی اپنے عزیزوں میں واپس جانے کی ہو، تو میں تجھ سے بھلائی کر کے واپس بھیج دوں گا۔ شیماء نے دوسری صورت کو ترجیح دی۔ چنانچہ آپ نے کچھ تحائف دے کر شیماء کو واپس بھیج دیا۔

نوسعد سے منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بہن کو ایک غلام جس کا نام مکحول تھا اور ایک لونڈی بھی خدمت گزار کی لیے دی تھی۔ اہل قبیلہ نے دونوں کو بیاہ دیا تھا۔ ان کو خدا نے اولاد دی۔ جو اس قبیلے میں منضم ہو گئے۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مکرم (رضی اللہ عنہ)

الغفاری: نضد بن عمرو الغفاری سے مروی ہے کہ بنو غفار کا ایک آدمی حضور اکرم کے پاس آیا۔ آپ نے نام دریافت کیا تو کہنے لگا، مہران، ایک روایت میں نہبان آیا ہے۔ آپ نے بدل کر مکرم کہہ دیا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مکلمہ (رضی اللہ عنہ)

بن ملکان: جعفر وغیرہ نے انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ مظفر بن عاصم بن اغرا العجلی نے ۳۱۱ ہجری میں مکلمہ

بن ملک ان سے خوارزم یہ روایت سنی کہ وہ حضور اکرم کے ساتھ چوبیس غزوات اور سرایا میں شریک رہے۔ ہم آپ کی خدمت میں بیٹھے تھے کہ ایک بوڑھا آدمی جس کی بھنویں، آنکھوں پر لٹک آئی تھیں اور بار رسالت میں وارد ہوا۔ سلام کہا۔ حضور نے جواب سلام کے بعد فرمایا۔ کیا میں تجھے بڑھاپے کے فضائل میں کچھ بتاؤں۔ اس کے بعد آپ نے اس موضوع پر ایک لمبی تقریر ارشاد فرمائی۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے، لیکن اگر اسے نہ بیان کرتا، تو بہتر تھا۔

(سیدنا) مکنف (رضی اللہ عنہ)

الحارثی: حسن بن سفیان نے الودعان میں ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ کو کتا بٹہ ابو علی نے انھیں ابو نعیم نے، انھیں حبیب بن حسن نے انھیں محمد بن یحییٰ نے، انھیں احمد بن یحییٰ بن محمد نے۔ انھیں ابراہیم بن سعد نے انھیں محمد بن اسحاق نے انھیں محمد بن مسلمہ اور عبد اللہ بن ابی بکر نے انھیں مکنف الحارثی نے بتایا کہ حضور اکرم نے خیر کے موقع پر محیصہ بن مسعود کو ۳۰ وستی کھجور اور ۳۰ وستی جو عنایت فرمائے تھے ابو نعیم، ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مکنف (رضی اللہ عنہ)

بن زید الخیل طائی: ہم ان کا نسب ان کے باپ کے ترجمے میں لکھ آئے ہیں اور یہ زید الخیل کے سب سے بڑے بیٹے تھے۔ اور انہی کے نام پر ان کی کنیت تھی (ابو مکنف) مکنف اور ان کے بڑے بھائی، حضرت خالد کی کمان میں مرتدین کے خلاف جنگ میں شریک رہے۔ ابو عمر نے زید الخیل کے ترجمے میں اس کا ذکر کیا ہے اور حماد الراویہ ان کے آزاد کردہ غلام تھے۔ قتیبی نے معارف میں ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مینٹل (رضی اللہ عنہ)

لیثی: ابو جعفر نے باسنادہ یونس سے انھوں نے محمد بن اسحاق سے، انھوں نے محمد بن جعفر بن زبیر سے روایت کی، انھوں نے زیاد بن ضمیرہ بن سعد سلمیٰ سے انھوں نے عروہ بن زبیر سے سنا کہ ان کے والد اور دادا دونوں خین میں موجود تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ناز ظہر پڑھائی اور پھر ایک درخت کے سایے تلے آرام کے لیے تشریف لے گئے۔ اتنے میں اقرع بن حابس اور عیینہ بن حصن حضور اکرم کے سامنے آٹھ کھڑے ہوئے اور عامر بن اضبط الشجعی کے خون بہا کے بارے میں جھگڑنے لگ گئے، جسے معلم بن جثامہ نے قتل کیا تھا۔ عیینہ اس کا خون بہا اس بنا پر مانگتے تھے کہ ان کا تعلق قیس سے تھا اور اقرع بن حابس معلم کا اس بنا پر

دفاع کرتے تھے کہ وہ خندق سے تھا۔ اس دوران میں بنو لیث کا ایک آدمی جن کا نام مکیث تھا۔ جو چھوٹے سے قد کے اور گٹھے جسم کے تھے۔ اٹھے اور کہنے لگے، یا رسول اللہ، ابتداءً اسلام میں مجھے ان لوگوں کی حالت ایسی لگتی ہے جس طرح بکریوں کا ریوڑ پانی پینے آتا ہے، تو اگلا حصہ تیروں کی زد میں آ جاتا اور پچھلا حصہ بھاگ جاتا ہے۔ یعنی حال کو سنوار لیتے ہیں، اور مستقبل کو بگاڑ لیتے ہیں۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مکیث (رضی اللہ عنہ)

ابوبکر بن ابی علی نے انھیں باب میم میں بیان کیا ہے۔ احمد بن فرات نے عبدالرزاق سے، انھوں نے معمر سے، انھوں نے عثمان بن زفر سے، انھوں نے رافع بن مکیث سے، انھوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ انھوں نے بیان کیا کہ حضور اکرمؐ نے فرمایا کہ نیکی سے عمر بڑھتی ہے۔ دبیری نے اسے عبدالرزاق سے، اس نے معمر سے اس نے بنو رافع کے کسی آدمی سے اس نے رافع سے روایت کی اور یہ اسناد صحیح ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب میم و لام

(سیدنا) ملحان (رضی اللہ عنہ)

بن زیاد بن عطف، ایک روایت میں یوں آیا ہے۔ ملحان بن عطیف بن عارث بن سعد بن خزرج بن امرؤ القیس بن عدی بن انجم طائی۔ عدی بن حاتم کے بھائی تھے اسلام لائے اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کی گفتگو سنی۔ مہات شام اور فتح دمشق میں موجود تھے۔ ابو عبیدہ بن جراح نے انھیں خالد بن ولید کے ساتھ حمص روانہ کیا تھا، یہ بلا ذری کا بیان ہے۔ معرکہ صفین میں یہ امیر معاویہ کے لشکر میں تھے اور عدی بن حاتم حضرت علیؓ کے لشکر میں۔

(سیدنا) ملحان (رضی اللہ عنہ)

بن شبل البکری، ایک روایت میں قیس آیا ہے۔ یہ عبد الملک کے والد تھے، ایک روایت میں قتادہ بن ملحان مذکور ہے اور ان سے صرف ایک حدیث مذکور ہے۔ ابو احمد بن سکینہ نے باسنادہ ابو داؤد سے، انھوں نے محمد بن کثیر سے، انھوں نے ہمام سے انھوں

نے انس بن سیرین سے انھوں نے ابن ملحان قیسی سے، انھوں نے اپنے والد سے سنا، کہ رسول کریم ایام بیسن کے روزے کی تاکید فرمایا کرتے اور کہتے کہ بارہویں، تیرہویں اور چودھویں تاریخوں کے روزے، عمر بھر کے روزوں کا حکم رکھتے ہیں۔ شعبہ اور انس بن سیرین کے ناموں میں اختلاف ہے، ابوالولید طیبی، مسلم بن ابراہیم اور سلیمان بن حرب نے شعبہ سے انھوں نے عبد الملک بن ملحان سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ مگر ابوالولید کی روایت میں عبد الرحمن بن ملحان مذکور ہے، جو غلط ہے۔ یزید بن ہارون کی روایت میں یوں آیا ہے، شعبہ نے انس سے انھوں نے عبد الملک بن مہمال سے انھوں نے اپنے والد سے روایت کی۔ بقول ابن معین یہ بھی غلط ہے۔ کیونکہ صحیح عبد الملک بن ملحان ہے۔ ہشام کی روایت میں یوں ہے۔ ہمام نے انس سے انھوں نے عبد الملک بن قتادہ قیسی سے، انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے رسول اکرم سے شعبہ کی حدیث کی طرح روایت بیان کی۔ یہ بھی غلط ہے، لیکن صحیح روایت شعبہ کی ہے۔ کیونکہ ان دونوں روایتوں میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے، جو شعبہ والی روایت کا مقابلہ کر سکے۔ ابو موسیٰ اور ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مضع (رضی اللہ عنہ)

بن حصین التمیمی السعدی: ایک روایت میں ان کا نام منفع بن حصین بن یزید بن سبیل ہے۔ ان سے صرف ایک حدیث مروی ہے، لیکن اس کا اسناد قوی نہیں۔ قتادہ میں موجود تھے۔ پھر بصرے آگئے اور وہاں رہائش اختیار کر لی۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) ملک (رضی اللہ عنہ)

بن عبیدہ: جعفر نے ان کا شمار صحابہ میں کیا ہے۔ انھیں رسول اکرم نے خیبر میں ۳ و سق غلہ عنایت کیا تھا۔ یہ ابن اسحق کا قول ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) ملیس (رضی اللہ عنہ)

بن عبد الکرم بن خالد بن عجلان۔ جعفر نے ابن اسحاق کا یہ قول نقل کیا ہے۔ ابن مندہ نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے، ملیس بن وبرہ بن عبد الکرم۔ غالباً ابو موسیٰ نے کسی غلط فہمی سے نقل کیا ہے اور کاتب نے وبرہ کو یہ خیال کر کے چھوڑ دیا ہوگا کہ یہ کوئی اور آدمی ہیں۔ حالانکہ یہ وہی آدمی ہیں۔

(سیدنا) طیل (رضی اللہ عنہ)

بن وبرہ بن عبدالکریم بن خالد بن عجلان: یہ سلسلہ ابو نعیم نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے۔ ابن مندہ کا بیان حسب ذیل ہے: طیل بن وبرہ بن عبدالکریم بن عجلان۔ ابو عمر نے یہ سلسلہ یوں بیان کیا ہے: طیل بن وبرہ بن خالد بن عجلان از بنو عوف بن خزرج۔ کلبی کا بیان حسب ذیل ہے: طیل بن وبرہ بن خالد بن عجلان بن زید بن غنم بن سالم از بنو عوف بن خزرج الاکبر۔ ابن ماکوٹانے بھی واقدی سے اسی طرح بیان کیا ہے۔ ان سب نے لکھا ہے کہ طیل بن وبرہ غزوہ بدر و احد میں شریک تھے۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

باب مہم و لون

(سیدنا) منبہ (رضی اللہ عنہ)

ان کا نام مضطجع تھا۔ جب حضور اکرمؐ نے طائف کا محاصرہ کیا۔ تو یہ صاحب ایمان لائے اور آپؐ نے ان کا نام بدل دیا۔ ان کا انتساب عثمان بن عامر بن معتب سے تھا۔ ابن مندہ اور ابو نعیم نے اسے بیان کیا ہے۔ (سیدنا) منبہ (رضی اللہ عنہ)

ابو وہب احمد بن محمد بن یاسین نے اپنی کتاب تاریخ ہرات میں ان کا ذکر کیا ہے صحابہ میں سے منبہ بن ابو وہب ہرات چلے گئے تھے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منبہ (رضی اللہ عنہ)

والد یعلیٰ بن منبہ ابو وہب ان کی حدیث کے بارے میں اختلاف ہے۔ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک حدیث روایت کی، ایک ایسے شخص کے بارے میں، جس نے عمرے کا احترام باندھا۔ اس نے ایک جبرہ پہن رکھا تھا جسے کسی خوشبو سے معطر کر رکھا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے حکم دیا، کہ جسے کو اتار کر اسے دھو ڈالو تا کہ خوشبو کا اثر جاتا رہے۔ ابو عمر نے اسے بیان کیا ہے۔ ابن اثیر کے مطابق یہ ابو عمر کا وہم ہے۔ کیونکہ یعلیٰ کے والد کا نام امیہ ہے۔ جیسا کہ باب ہمزہ میں ہم بیان کر آئے ہیں۔ وہاں بھی ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے اور وہ درست ہے۔ ایم یعلیٰ کا نام منبہ ہے۔ ہم یعلیٰ کے ترجمے میں ان کی والدہ کا بھی ذکر کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

(سیدنا) منتجع (رضی اللہ عنہ)

عبداللہ بن ہشام رقی نے ناجیہ سے انھوں نے اپنے دادا منتجع سے (جو نجد کے باشندے تھے اور انھوں نے ۱۲۰ سال عمر پائی تھی اور حضور اکرمؐ سے صرف تین حدیثیں روایت کیں) سے روایت کی کہ خدا نے بنی اسرائیل کے ایک نبی کو وحی کی کہ جب تو صبح اٹھے، تو گھر سے نکل کھڑا ہوا اور جو پہلی چیز تجھے ملے۔ اسے کھالے اور دوسری چیز کو دفن کر دے، تیسری چیز کو پناہ دے۔ اور چوتھی کو کھلا پلا۔ دوسری صبح کو جو پہلی چیز ان کے سامنے آئی۔ وہ ہو ایس ایک اونچا پہاڑ تھا۔ انھوں نے سوچا خدا کی پناہ، مجھے تو اس کے کھانے کا حکم مل گیا ہے، یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اس پر پہاڑ سکڑ کر ایک میٹھی کھجور جتنا ہو گیا۔ جسے انھوں نے نکل لیا۔ آگے چلے تو راستے میں ایک تھال پڑا ہوا ملا۔ انھوں نے اسے دفن کرنے کے لیے ایک گڑھا کھودا اور تھال کو اس میں دبا دیا، لیکن جب بھی اُسے دبا چکے تو پھر خود بخود وہ باہر نکل آتا، چنانچہ لاچار ہو کر انھوں نے اسے چھوڑ دیا۔ یہ حدیث غریب ہے اور بقول منبہ ان کا نام شعیاب بنی تھا۔ ابو موسیٰ نے اسے بیان کیا ہے۔

(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت کے مطابق ان کا نام منیدر ہے اور نسب یوں ہے، جعفر تاجی بن یونس نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ ابن مندہ نے ان کا نام المنذر لکھا ہے اور ابن اثیر نے ان کا ذکر منذر اور منیدر دونوں کے تحت کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منتشر (رضی اللہ عنہ)

محمد بن منتشر کے والد تھے اور ابراہیم بن محمد بن منتشر کے دادا۔ انھوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ ان کے بیٹے محمد نے ان سے روایت کی۔ ان سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم لوگوں سے جو بیعت لیتے تھے۔ وہ اللہ کے نام اور اس کے احکام کی فرمانبرداری کے لیے لی جاتی تھی۔ آپ کے بعد حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی شرط یہ تھی کہ جب تک میں احکام الہی کا پابند رہوں، تم میری پیروی کرو۔ ابو عمر کا قول ہے کہ ابن ابی حاتم سے منقول ہے کہ انھوں نے اپنے والد سے پوچھا، آیا منتشر نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا تھا۔ وہ کہنے لگے، مجھے نہیں معلوم، لیکن انھوں نے حضور اکرمؐ سے روایت کی ہے، لیکن نہ صحبت ثابت ہے اور نہ روایت۔ اس لیے ان کی حدیث مرسل ہے۔ اور دارقطنی نے ان کا نام منتشر بن اجدع لکھا ہے۔ ابو نعیم، ابو عمر

۱۔ اگر علامہ ابن اثیر اس حدیث کو لکھتے تو کیا تھا۔ (مترجم)

ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منتفق (رضی اللہ عنہ)

ایک روایت میں ان کا نام عبداللہ بن منتفق مذکور ہے۔ ابن شاپین نے بھی اسی طرح لکھا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ انھوں نے عبداللہ بن سلیمان سے سنا، وہ کہتے تھے کہ منتفق کی کنیت ابو رزین تھی اور وہ عقیلی تھے۔ انھوں نے باسنادہ محمد بن جناد سے انھوں نے معمر بن عبداللہ سے روایت کی کہ میں اور میرا ایک دوست کونے گئے جب ہم داخل شہر ہوئے، تو ہماری ملاقات بنوقیس کے ایک آدمی سے ہوئی جس کا نام منتفق یا ابن منتفق تھا۔ اُس نے کہا کہ وہ رسول اکرم سے ملنے کا خواہش مند ہے۔ انھوں نے کہا۔ حضور اکرم منیٰ میں ہیں جب وہ منیٰ میں پہنچا، تو لوگوں نے کہا کہ حضور عرفات میں ہیں۔ اور حدیث بیان کی۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

ابن اثیر لکھتے ہیں، کہ عبداللہ بن سلیمان کا یہ قول کہ منتفق ہی ابو رزین عقیلی ہے۔ سراسر وہم ہے۔ کیونکہ ابو رزین العقیلی سے مراد لقب بن صبرہ بن عبداللہ بن منتفق ہے، اور اگرچہ اس میں بھی اختلاف ہے لیکن کسی شخص نے بھی ان کا نام منتفق نہیں لکھا۔ ہم نے اس کے نام کے بارے میں مفصل بحث کی ہے۔ اس مقام کو دیکھئے۔ ہاں البتہ منتفق اس ضمنی قبیلے کا نام ہے، جس سے انھیں منسوب کیا جاتا ہے، واللہ اعلم۔

(سیدنا) منجاب (رضی اللہ عنہ)

بن راشد بن اصرم بن عبداللہ بن زیاد بن حزن بن بالیہ بن غنظ بن سید بن مالک بن بکر بن سعد بن جبہ ضبی: انھوں نے کوفہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ انھوں نے حضور سے روایت کی اور ان سے ان کے بیٹے سہم نے روایت کی اور سہم کا شمار کوفہ کے اشراف میں ہوتا تھا اور یہ ان تین آدمیوں میں سے ایک ہیں جن کے سامنے زیاد نے مرتے وقت وصیت کی تھی۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منجاب (رضی اللہ عنہ)

بن راشد ناجی: اور ناجیہ بنو اسامہ بن لوی کا ایک ذیلی قبیلہ ہے اور منجاب حریت کے بھائی تھے۔ سیف اور مدائن نے جناب منجاب کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے۔ جو حضرت عثمانؓ کے دور خلافت میں فارس کے مختلف شہروں میں بطور حاکم مقرر رہے اور ان لوگوں سے تھے جو حضور کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں بھائیوں نے اسلام قبول کیا۔ یہ دونوں حضرت عثمانؓ کے ہوا خواہوں میں سے تھے۔ مگر تحکیم کے بعد بھاگ گئے تھے۔ ان کے بھائی حریت نے حضرت علیؓ کے خلاف خراسان میں بغاوت کر دی۔ حضرت علیؓ رضی اللہ عنہ نے ان کے خلاف لشکر کشی

کی۔ کیونکہ بنوناجیہ کی کثیر تعداد مرتد ہو گئی تھی۔ ہم ان کا واقعہ مفصل طور پر الکامل فی التاریخ میں بیان کر چکے ہیں۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ یہ منجاب اول الذکر سے مختلف ہیں۔ کیونکہ وہ ضبی تھے۔ اور یہ بنو سامہ بن لوی سے ہیں، اور ناجیہ ان کا ذیلی قبیلہ ہے اور بنوناجیہ عبدالبیت بن حارث بن سامہ بن لوی کے خاندان سے ہیں۔ اور ان کی والدہ غاجیہ حزم بن ریاں کی بیٹی ہیں۔ جس نے اپنے والد کے بعد ناجیہ کا نکاح مقت سے کر دیا تھا اور اس کا بیٹا مال کی طرف منسوب ہو گیا۔

(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

بن اجدع الہمدانی، انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔ یہ جعفر کا قول ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

الاسلمی، ایک روایت میں منذر مذکور ہے۔ افریقہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ ابو عبدالرحمن سلمیٰ نے ان سے روایت کی کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے سنا کہ جس نے صبح اٹھ کر کہا کہ میں اللہ کو اپنا رب، اسلام کو اپنا دین اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا نبی تسلیم کرتا ہوں۔ میں اسے ضمانت دیتا ہوں کہ میں اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے سیدھا جنت میں لے جاؤں گا۔ ابن منذہ اور ابو لغیم نے ان کا ذکر کیا ہے ابو لغیم کہتے ہیں۔ بعض متأخرین نے اس حدیث کو حرمہ سے بہ این اسناد بیان کیا ہے؛ حرمہ نے ابن وہب سے انھوں نے یحییٰ بن عبداللہ سے انھوں نے عبدالرحمن سلمیٰ سے روایت کی، لیکن یہ وہم ہے کیونکہ یہ ابو عبدالرحمن جیلی ہے اور سلمیٰ کا اس میں کوئی دخل نہیں ہے۔

(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

بن ابی اسید الساعدی، رسول کریم نے ان کا نام منذر رکھا تھا۔

ابو الفرج یحییٰ بن محمود اور عبد الوہاب بن بہتہ اللہ نے اسناد بہت مسلم سے روایت کی کہ ان سے محمد بن سہل تمیمی اور ابو بکر بن اسحاق نے بیان کیا، کہ ان سے ابن ابی مریم نے اور ان سے محمد یعنی ابن مطرف ابو عسان نے ان سے ابو حازم نے ان سے سہل بن سعد نے بیان کیا کہ منذر بن ابی اسید بعد از پیدائش حضور کی خدمت میں لائے گئے۔ آپ نے بچے کو اپنی رانوں پر رکھا۔ حضور اکرم کے سامنے کوئی چیز پڑی ہوئی تھی۔ آپ کی توجہ ادھر مبذول ہو گئی تو ابو اسید نے جو آپ کے پاس بیٹھے تھے، حکم دیا کہ بچے کو اٹھا لے جاؤ اور وہیں

کردو۔ حضورِ ادھر سے فارغ ہوئے تو پوچھا بچہ کدھر ہے۔ ابو اسید نے جواب دیا، یا رسول اللہ! ہم نے واپس بھجوا دیا ہے۔ دریافت فرمایا۔ اس کا کیا نام رکھا ہے۔ انھوں نے کچھ بتایا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کا نام منذر ہے ابن منذر اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

بن ساد بن عبد اللہ بن زید بن عبد اللہ بن دارم مثنی الدارمی: یہ بحرین کے حاکم تھے۔ ابن کلبی نے ان کا نسب بیان کیا ہے۔ یہ رسول کریم کی طرف سے بحرین کے حاکم تھے۔ ایک روایت کے مطابق ان کا تعلق بنو عبد القیس سے تھا۔ ہم نے نافع ابو سلیمان کے ترجمے میں، ان کی حاضری و بار رسالت کا ذکر کیا ہے۔ ابو بکر نے ابو عبیدہ سے انھوں نے عبد اللہ سے روایت کی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے منذر بن سادی کو لکھ کر بھیجا "جس شخص نے ہماری طرح نماز ادا کی۔ ہمارے قبلے کی طرف منہ کیا اور ہمارا ذبیحہ کھایا۔ وہ مسلمان ہے" ابن منذر اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

بن سعد بن منذر ابو حمید الساعدی: ان کے نام کے بارے میں اختلاف ہے، کوئی منذر اور کوئی عبد الرحمن کہتا ہے۔ اور یہ ان لوگوں میں سے ہیں، جن کی کنیت ان کے نام پر غالب آگئی۔ ان کا ذکر باب العین میں ہو چکا ہے۔ اب کنیتوں کے عنوان کے تحت ایک دفعہ پھر ان کے حالات بیان ہوں گے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

بن عائد بن منذر بن عارت بن نعمان بن زیاد بن عصر بن عوف بن عمرو بن عوف بن جذیمہ بن عوف بن بکر بن انمار بن عمرو بن دلیعہ بن لکیز بن اخی بن عبد القیس اشج عبدی عصری: یہ وہ صاحب ہیں، جنھیں حضور اکرم نے فرمایا تھا، تم میں دو خصلتیں ایسی پائی جاتی ہیں، جو اللہ اور اس کے رسول کو پسند ہیں۔ وقار اور علم ہم نے انھیں اشج کے عنوان کے تحت ذکر کیا ہے اور ان کی اولاد میں سے ہیں: عثمان بن ہبثم بن جہسم بن عیس بن حسان بن منذر العبیدی المحدث۔ ایک روایت میں ہے کہ حضور اکرم نے انھیں اشج کہہ کر مخاطب کیا اور یہ پہلے آدمی ہیں، جنھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس نام سے مخاطب فرمایا، تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

بن عباد الانصاری: یہ طائف کے محاصرے کے موقعہ پر قتل ہو گئے تھے۔ ابن اسحاق نے ان کا نسب یوں بیان کیا ہے: منذر بن عبد اللہ بن قوال۔ ہم انھیں منذر بن عبد اللہ کے ترجمے میں بیان کریں گے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ بن قوال — بن وقش بن ثعلبہ از بنو ساعدہ انصاری، خزرجی، ساعدی، غزوہ طائف میں شہید ہوئے تھے۔

ابو جعفر نے باسنادہ یونس بن بکیر سے، انھوں نے ابن اسحاق سے بسندہ شرکائے غزوہ طائف اور بنو ساعدہ منذر بن عبد اللہ بن وقش بن ثعلبہ سے بیان کیا ہے: واقعہ میں نے منذر بن عبد بن قیس بن وقش بن ثعلبہ بن ظریف بن خزرج بن ساعدہ لکھا ہے۔ ابو عمر نے میرے اندازے کے مطابق منذر بن عباد تحریر کیا ہے۔ یوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

بن عبد الممدان لیشکری: مغازی میں ان کا ذکر ملتا ہے۔ ان سے کوئی روایت مذکور نہیں۔ ابن منذر اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو نعیم لکھتے ہیں کہ متاخرین (ابن منذر) نے ان کے بارے میں بس اتنا ہی لکھا ہے۔

(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

بن عدی بن منذر بن عدی بن حجر بن وہب بن ربیعہ بن معاویہ اکرمین الکندی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ابن الکلبی اور طبری نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

بن عرفجہ بن کعب بن نخط بن کعب بن حارثہ بن غنم انصاری اوسی، غزوہ بدر میں موجود تھے۔ ابو عمر نے مختصراً ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن خنیس بن حارثہ بن لوزان بن عبدود بن زید بن ثعلبہ بن خزرج بن ساعدہ بن کعب بن خزرج انصاری، خزرجی، ساعدی، ابو عمر، ابن اسحاق، ابن منذر، ابو نعیم اور ابن کلبی نے ان کا یہی نسب بیان کیا ہے، لیکن انھوں نے

خنس بن لوزان کے بعد حارثہ (جسے معنق لیموت کہتے تھے) کا نام حذف کر دیا ہے۔ حالانکہ یہ صاحب بیعت عقبہ اور غزوات بدر اور احد میں شریک تھے۔ عبداللہ بن احمد نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے یہ سلسلہ شریکائے بیعت عقبہ ان بنو ساعدہ و منذر بن عمرو بن خنس بن حارثہ بن لوزان بن عبد بن زہد لقیب روایت کی۔ کہ وہ حضور اکرمؐ کے ساتھ بدر اور احد کے غزوات میں شریک تھے اور بدر معونہ کے حادثے میں شہید ہوئے تھے۔ بنو ساعدہ کی طرف سے منذر اور سعد بن عبادہ لقیب تھے۔ زمانہ جاہلیت میں فن کتابت سے آشنا تھے۔ حضور اکرمؐ نے ان میں اور طلیب بن عمیر میں بھائی چارہ قائم کیا تھا۔ ابن اسحاق کی روایت ہے کہ یہ رشتہ ابوذر غفاری کے ساتھ قائم ہوا تھا مگر واقدی آل سے انکاری ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ حضورؐ نے سلسلہ موافات غزوہ بدر سے پہلے قائم فرمایا تھا اور ابوذر غفاری ان ایام میں مدینے سے غائب تھے۔ چنانچہ غزوہ بدر، احد اور خندق میں انھیں شرکت کا موقعہ نہیں ملا۔ اور وہ دونوں غزوات کے بعد ہجرت کر کے مدینے آئے اور شکر اسلام کے میسرہ پر متعین تھے ایک روایت میں ہے کہ غزوہ احد کے چار مہینے بعد آئے، یعنی ہجرت کے چوتھے سال بدر معونہ کے موقع پر۔

ابو جعفر نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے انھوں نے اپنے والد اسحاق بن یسار سے انھوں نے مغیرہ بن عبد الرحمن بن حارث بن ہشام اور عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم وغیرہ سے روایت کی کہ ابو براء عامر بن مالک بن جعفر، رسول اکرمؐ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آیا۔ آپؐ نے اسے قبول اسلام کی دعوت دی، لیکن اس نے نہ تو یہ دعوت قبول کی اور نہ انکار ہی کیا حضورؐ سے کہا اگہ آپؐ اپنے کچھ مبلغ اہل نجد میں تبلیغ اسلام کے لیے بھیج دیں تو ہو سکتا ہے کہ ان میں کچھ لوگ قبول اسلام پر آمادہ ہو جائیں۔ آپؐ نے اس کے کہنے پر چالیس صحابہ جن میں درج ذیل لوگ شامل تھے۔ اسکے ہمراہ کر دیے جو بدر معونہ جا پہنچے۔ جو بنو عامر اور حرہ بنو سلیم کا علاقہ تھا۔ منذر بن عمرو، حارث بن صمد، حرام بن ملحان، عروہ بن اسامہ بن صلت، رافع بن بدیل بن ورقاء، الحزاعی اور عامر بن فہیرہ وغیرہ۔

جب یہ حضرات بدر معونہ پہنچے، تو عامر بن طفیل نے بنو سلیم کے قبائل کو بلایا، وہ اکٹھے ہوئے اور تلواریں لیے آگئے اور مبلغین کو چاروں طرف سے گھیر لیا۔ یہ حال دیکھ کر انھوں نے بھی تلواریں سونت لیں اور میدان میں اتر پڑے۔ چونکہ دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ تھی، اس لیے مبلغین میں سے سوائے کعب

بن زید اور عمرو بن اُمیہ ضمری کے سب شہید ہو گئے۔ منذر بن عمرو لا ولد تھے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔
(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

بن قدامہ بن حارث: ہم ان کا نسب ان کے بھائی مالک کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ وہ بنو غنم بن سلم بن مالک بن اوس النزاری اوسی تھے۔ غزوہ بدر میں شریک تھے۔ ابو جعفر بن سمین نے باسنادہ یونس سے انھوں نے ابن اسحاق سے بسلسلہ شریکائے بدر از قبیلہ اوس، جن کا تعلق بنو غنم بن سلم بن امر القیس بن مالک بن اوس تھا، منذر بن قدامہ کا ذکر کیا ہے۔ یہی رائے ہے ابن شہاب کی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔
(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

بن کعب دارمی المحدث: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں انھوں نے حاضری دی۔ ابو جعفر احمد بن سعید بن صخر بن سلیمان بن سعید بن قیس بن عبد اللہ بن کعب دارمی محدث لک کی اولاد سے تھے۔ امام بخاری نے ان سے روایت کی۔ ابو العباس نے اپنی تاریخ میں اس واقعہ کو غسانی سے نقل کیا ہے۔
(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

بن مالک: ابو موسیٰ نے اجازۃ ابو علی سے۔ انھوں نے ابو نعیم سے انھوں نے ابو محمد بن حبان سے، انھوں نے عبد اللہ بن محمد زکریا سے، انھوں نے سعید بن یحییٰ سے انھوں نے مسلم بن خالد سے، انھوں نے مطرف البصری سے، انھوں نے حمید بن ہلال سے انھوں نے منذر بن مالک سے روایت کی، انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، یا رسول اللہ! کونسا صدقہ افضل ہے۔ فرمایا، چپکے سے فقیر کو دے دینا اور نادار آدمی کا ہاتھ بٹانا۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔ نیز ابو نعیم کا کہنا ہے کہ یہ شخص مجہول الاحوال ہے۔
(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

بن محمد بن عقبہ بن احمہ بن جراح بن حریش بن جحیا بن کلفہ بن عوف بن عمرو بن عوف بن مالک بن اوس: غزوہ بدر و احد میں شریک تھے۔ یونس نے ابن اسحاق سے نقل کیا ہے کہ یہ برسرِ معرکہ کے حادثے میں شہید ہوئے تھے۔ ابو عبیدہ ان کی کنیت تھی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ یحییٰ یعنی ابن مندہ انھیں (منذر بن محمد) ان کے دادا ابو عبد اللہ بن مندہ تک لائے ہیں۔ اور ان کے دادا نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منذر (رضی اللہ عنہ)

بن یزید بن عامر بن حدیدہ: انھیں اور ان کے بھائی عبدالرحمن کو بقول عدوی حضور کی صحبت نصیب ہوئی۔

(سیدنا) منصور (رضی اللہ عنہ)

بن عمیر بن ہاشم بن عبد مناف بن عبدالدار ابو الروم العبدری: یہ مصعب بن عمیر کے بھائی تھے، ابو بکر بن ورید نے اسی طرح ان کا نام لکھا ہے۔ ابو الروم کا لقب انھیں مہاجرین حبش نے دیا تھا۔ غزوہ احد میں موجود تھے۔ حافظ ابوالقاسم دمشقی نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ہم کئی کئیوں کے تحت ذرا تفصیل سے پھر ان کا ذکر کریں گے۔

منظور

بن زبان بن سیار بن عمرو اور وہ عشاء بن جابر بن عقیل بن ہلال بن سمی بن مازن بن فزارۃ الفزاری ہیں اور یہ وہ آدمی ہے جس نے اپنی سوتیلی ماں سے شادی کی تھی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے برابر کے ماں کو حکم دیا کہ وہ اسے قتل کر دیں۔ اور وہ حسن بن حسن بن علی بن ابی طالب کی ماں کے دادا تھے۔ اور ان کی والدہ خولہ بنت منظور تھیں۔ اور وہ ابراہیم بن طلحہ کی ماں بھی تھیں۔ ابن ماکولانے اسی طرح بیان کیا ہے۔ اگر وہ مسلمان ہوتا تو حضور اکرم اس جرم میں اس کے قتل کا حکم نہ دیتے۔ وہ بحالت کفر مارا گیا۔

(سیدنا) منقذ (رضی اللہ عنہ)

بن خنیس بن سلامہ بن سعد بن مالک بن دودان بن اسد بن خزیمہ۔ جعفر کا قول ہے کہ یہ ابو کعب اسدی کا نام ہے۔ ابن جلیب نے اپنی کتاب میں انھیں ان لوگوں میں شامل کیا ہے۔ جن کی کئی کئی نام پر غالب آ گئیں۔ ابو موسیٰ نے مختصر ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منقذ (رضی اللہ عنہ)

بن زید بن حارث: ابو عمر نے مختصر ان کا ذکر کیا ہے۔ بعض لوگوں نے اپنی کتابوں میں انھیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ لیکن ابن اثیر انھیں نہیں جانتے۔

(سیدنا) منقذ (رضی اللہ عنہ)

بن عمرو بن عطیہ بن خنساء بن مبدول بن عمرو بن غنم بن مازن بن نجار انصاری۔ خزرمی، بخاری، مازنی: انھیں حضور اکرم کی صحبت نصیب ہوئی۔ وہ محمد بن یحییٰ بن حبان کے دادا تھے۔ ان کے سر پر ایک ضرب لگنے سے ان کی زبان اور عقل متاثر ہوئی تھی چونکہ وہ تجارت پیشہ تھے۔ دھوکا کھا جاتے۔ حضور نے انہیں نصیحت کی کہ جب تم کوئی

چیز بیچنے کو تو خریدار سے کہہ دیا کہ وہ مجھے دھوکا نہ دینا اور اسی طرح جب کوئی چیز خریدو۔ تو ہر سودے میں تین دن کا اختیار لے لیا کرو۔ انھوں نے ایک سو تیس سال زندگی پائی تھی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منفذ (رضی اللہ عنہ)

بن لبابہ الاسدی، بنو اسد بن خزیمہ سے تھے۔ ابن اسحاق نے ان کا ذکر ان لوگوں میں کیا ہے، جو بنو غنم بن دودان بن اسد سے ہجرت کر کے مدینے آگئے تھے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر اسی طرح کیا ہے۔

لبابہ لام سے لکھا جاتا ہے، لیکن ابو موسیٰ بنباتہ لون سے لکھا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے یہ دونوں نام ایک دوسرے کی تصحیف ہیں۔ ان کے سلسلہ نسب میں جیسا کہ ہم پہلے لکھ آئے ہیں معبد کا نام بھی آتا ہے۔ ابو نعیم اور ابن مندہ دونوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور بنباتہ نام لکھا ہے۔ واللہ اعلم۔

(سیدنا) منفع (رضی اللہ عنہ)

ان کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے۔ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی اور خود ان سے ان کے بیٹے کلیب بن منفع نے روایت کی۔ انھوں نے حضور اکرم سے دریافت کیا یا رسول اللہ! میں کس سے بھلائی کروں۔ فرمایا، اپنی ماں سے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منفع (رضی اللہ عنہ)

تمیمی: ان کا نسب مذکور نہیں۔ صحابہ میں شمار ہوتے ہیں۔ ابن سعد نے انھیں بصری صحابہ کے طبقے میں شمار کیا ہے اور ان کا نام یوں لکھا ہے: منفع بن حصین بن یزید بن شبل بن حبار بن عارث بن عمرو بن کعب بن عبد شمس بن سعد بن زید مناہ بن تیم۔ جنگ قادسیہ میں موجود تھے۔ پھر بصرے میں سکونت اختیار کر لی۔ ان کے ایک گھوڑے کا نام جناح تھا۔ جس پر سوار ہو کر وہ قادسیہ میں شریک ہوئے تھے۔ یہ اشعار ان کے ہیں۔

(۱) لَمَّا رَأَيْتُ الْخَيْلَ زَيْلَ بَيْتِهَا طَعَانُ وَنَشَبْتُ صَبْرَتُ جَنَاحَا

ترجمہ: جب میں نے دیکھا کہ نیزہ بازوں اور تیراندازوں کی وجہ سے گھوڑوں میں فاصلہ پیدا ہو گیا۔ تو میں نے اپنے گھوڑے جناح کو کافی سمجھا۔

(۲) فَطَاعَنْتُ حَتَّى أَتَرَلَ اللَّهُ نَصْرَهُ وَوَدَّ جَنَاحٌ لَوْ قَضَى فَا رَاحَا

ترجمہ: میں نے نیزے سے دشمن پر حملہ کیا، اور اللہ تعالیٰ نے کامیابی نازل کی اور جناح کی خواہش تھی کہ یہ کام پورا ہو جاتا، تو وہ بھی آرام کرتا۔

(۳) کَانَ سَيْوْفُ الْهِنْدِ فَوْقَ جَبِينِهِ مَخَارِيقُ بَرْقٍ فِي تَهَامَتِ لَهَا
ترجمہ: ہندوستانی تلواریں اس کی پیشانی پر اس طرح چمک رہی تھیں۔ گویا وہ بجلی کے کوندے ہیں جو
تہامہ کی وادی میں چمک رہے ہیں۔

منفع نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔
(سیدنا) منفع (رضی اللہ عنہ)

بن مالک بن اُمیہ بن عبد العزی بن ملاں بن عمل بن کعب بن حارث بن بہشہ بن سلیم السلمی: انھوں نے
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہی میں وفات پائی۔ جب آپ کو ان کی وفات کا علم ہوا تو ان کے
لیے دعا فرمائی۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) منکدر (رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ بن ہدیہ بن عبد العزی بن عامر بن حارث بن حارثہ بن سعد بن تیم بن مرۃ قرشی تیمی: یہ محمد
بن منکدر کے والد تھے۔ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی۔

ابو بکر مسکار بن عمر بن عولیس نے ابو العباس بن طلاہ سے، انھوں نے ابوالقاسم عبد العزیز بن علی بن احمد
انماطی سے، انھوں نے ابوطاہر مخلص سے، انھوں نے یحییٰ بن صاعد سے، انھوں نے خلا بن اسلم سے، انھوں
نے حریش بن سائب سے جو بنو سلمہ کے مؤذن تھے روایت کی کہ انھوں نے محمد بن منکدر سے، انھوں نے
رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا۔ آپ نے فرمایا جس آدمی نے کعبے کا سات بار طواف کیا اور اللہ کو
یاد کیا اس کو اتنا ثواب ملے گا۔ جتنا کہ ایک غلام کو آزاد کرنے سے ملتا ہے۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔
ابو عمر اس حدیث کو مرسل قرار دیتے ہیں، ہر چند وہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پیدا ہوئے تھے۔
لیکن صحبت کا کوئی ثبوت فراہم نہیں ہو سکا۔

(سیدنا) منہال (رضی اللہ عنہ)

ابو عبد الملک القیسی: ان کے بیٹے عبد الملک نے ان سے روایت کی۔

ابو یاسر بن ابوجہ نے باسنادہ عبد اللہ بن احمد سے، انھوں نے اپنے والد سے، انھوں نے محمد بن جعفر سے
انھوں نے شعبہ سے، انھوں نے انس بن سیرین سے، انھوں نے عبد الملک بن منہال سے، انھوں نے اپنے
والد سے روایت کی، کہ حضور اکرم نے انھیں اپام بیض کے تین دنوں کے روزے کی تاکید فرمائی کہ ان کا ثواب

ہینے بھر کے روزوں کے ثواب کے برابر ہے۔

ابوداؤد طیاسی اور سلیمان بن حرب نے شعبہ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ ابو عمر کا قول ہے کہ ان کے نزدیک عبدالملک بن مہال وہم ہے اور ان کے خیال میں طحان درست ہے۔ ہم طحان کے ترجمے میں ان کا ذکر کر چکے ہیں۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) غیب (رضی اللہ عنہ)

ازدی ابو مدرک: ان کی حدیث کو غیب بن مدرک بن غیب نے اپنے والد سے اس نے داؤد سے روایت کیا کہ انھوں نے رسول اکرمؐ کو زمانہ جاہلیت میں تبلیغ دین کرتے دیکھا۔ جب آپؐ فرماتے کہ لا الہ الا اللہ کہو گے، تو بجات پاجاؤ گے۔ تو بعض لوگ ان کے منہ پر تھوکتے، بعض ان پر مٹی ڈالتے اور بعض گالیاں بکتے۔ جب دوپہر ہو جاتی، تو ایک لڑکی پانی کا ایک برتن لاتی، جس سے آپؐ کا ہاتھ منہ دھلاتی۔ حضورؐ صا جزادی سے مخاطب ہو کر فرماتے "میری بیٹی! تم اپنے باپ پر دشمنوں کے غلبے اور دولت سے ڈرنا مت۔" ان سے پوچھا کہ وہ صا جزادی کون تھیں انھوں نے کہا، زینب بنت رسول کریمؐ۔ تینوں نے اس کی ذکر کیا ہے۔ انھوں نے یہ حدیث مدرک بن حارث ازدی کے ترجمے میں بھی بیان کی ہے۔

(سیدنا) غیب (رضی اللہ عنہ)

بن عبدالسلمیٰ: خطیب البکر اور ابو نصر ماکولانے ان کا ذکر کیا ہے۔ ان سے عبداللہ بن عامر الہانی نے روایت کی ہے۔ ان کا شمار صحابہ میں ہوتا ہے۔ ابو امامہ باہلی نے حضور اکرمؐ سے روایت کی۔ رسول کریمؐ نے فرمایا۔ جس شخص نے صبح کی نماز باجماعت پڑھی اور وہاں بیٹھا نماز اشراق تک تسبیح پڑھتا رہا، اسے حج اور عمرہ کا پورا ثواب ملے گا۔ ابو موسیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) غندر (رضی اللہ عنہ)

اسلمی: ایک روایت میں مندر مذکور ہے۔ ان کا ذکر گزر چکا ہے۔ ان سے ابو عبدالرحمان نے روایت کی ہے انھوں نے افریقہ میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ انھیں حضور اکرمؐ کی صحبت اور سماع کی عزت نصیب ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا۔ جس شخص نے صبح اٹھ کر رضیت باللہ رباً کہا، پھر ساری حدیث بیان کی۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب مہم و ہجرت

(سیدنا) مہاجر (رضی اللہ عنہ)

بن ابی اُمیہ بن مغیرہ بن عبد اللہ بن عمر بن مخزوم قرشی مخزومی : یہ صاحب ام المومنین ام سلمہ کے بھائی تھے ان کا نام ولید تھا۔ چونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ نام اچھا نہ لگا۔ اس لیے آپ نے بدل کر مہاجر کر دیا۔ حضور نے انھیں بطور سفیر حارث بن عبد کلاب حمیری کے پاس یمن میں بھیجا تھا۔ مہاجر غزوہ تبوک میں حضور اکرم کا ساتھ نہ دے سکے تھے، اس لیے حضور ان سے ناراض تھے، ام المومنین ام سلمہ نے ان کی سفارش کی، چنانچہ آپ نے درگزر فرمایا، اور انھیں کندہ اور صدف سے وصولِ زکات کا محصل مقرر فرمایا۔ اس اثناء میں حضور کا انتقال ہو گیا مگر مہاجر اپنے کام پر جے رہے۔

جب ابو بکرؓ خلیفہ ہوئے، تو انھیں حکم ملا، کہ وہ مرتدین یمن کے خلاف جہاد کریں۔ ادھر سے فراغت ملی تو حضرت ابو بکرؓ نے حضرت موت میں قلعہ بخیر کی تسخیر کے لیے زیاد بن لبید انصاری کے ساتھ مقرر کیا، جہاں سے وہ اشعث بن قیس کو گرفتار کر کے خلیفہ کے پاس لائے۔ یمن میں مرتدین کی بغاوت کو فرو کرنے کے لیے انھوں نے مفید کام کیا۔ جیسا کہ ہم نے الکامل فی التاریخ میں بیان کیا ہے۔ یمنیوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مہاجر (رضی اللہ عنہ)

بن خالد بن ولید : یہ اول الذکر کے عزاویہ، قریشی و مخزومی ہیں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ اور ان کے بھائی عبدالرحمن چھوٹے سے لڑکے تھے، دونوں بھائیوں کے مزاج میں اختلاف تھا۔ عبدالرحمن صفین میں امیر معاویہ کے لشکر میں شامل تھے۔ جب کہ مہاجر حضرت علیؓ کے طرف دار تھے۔ اسی طرح جنگِ جمل میں بھی حضرت علیؓ کے ساتھ تھے۔ اس جنگ میں ان کی ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی۔ بعد میں جنگِ صفین میں مارے گئے تھے۔

جناب مہاجر کا ایک بیٹا تھا جس کا نام خالد تھا۔ جب ابن اثال الطیب نے عبدالرحمن بن خالد کو زہر دے کر مار دیا۔ تو خالد نے اپنے چچا کا خون بہانہ طلب کیا، لیکن عمرو بن زبیر نے اسے عار دلائی چنانچہ خالد اور ان کا غلام دمشق چلے گئے ایک رات انھوں نے ابن اثال کا تعاقب کیا۔ وہ اس رات امیر معاویہ کے پاس

بیٹھا انھیں کہا نیاں سنارہا تھا۔ جب رینشت ختم ہوئی اور وہ خالد اور ان کے غلام نافع کے قریب پہنچا تو اس وقت اس کے ساتھ کئی اور افسانہ گو بھی تھے۔ اس موقع پر خالد اور نافع نے حملہ کر دیا۔ باقی تو بھاگ گئے لیکن خالد نے ابن اثال طیب کو قتل کر دیا۔ پھر وہ واپس مدینے آگئے اور وہاں عروہ بن زبیر کو مندرجہ ذیل اشعار سے مخاطب کیا۔

(۱) قَضَىٰ لِإِبْنِ سَيْفِ اللَّهِ بِالْحَقِّ سَيْفُهُ وَعَوَىٰ مِنْ حُصْلِ الذَّحُولِ دَوَاحِلُهُ
(ترجمہ) ابن سیف اللہ کے لیے اس کی تلوار نے حق ادا کر دیا ہے اور اس کی اونٹنیوں نے انتقام کا بوجھ اٹھانے سے انکار کر دیا ہے۔

(۲) فَإِنْ كَانَ حَقًّا فَهُوَ حَقٌّ أَصَابَهُ وَإِنْ كَانَ ظَنًّا فَهُوَ بِالظَّنِّ فَاعِلُهُ
(ترجمہ) اگر یہ حق تھا تو اس نے اپنا حق پایا ہے۔ اور اگر یہ ظن ہے تو اس نے اس ظن کی بنا پر ہی یہ کام کر دیا۔

(۳) سَلَّ ابْنُ أَثَالٍ هَلْ ثَارَتْ بِنُحَالِدٍ وَهَذَا ابْنُ جَرْمُوزٍ فَهَلْ أَنْتَ قَاتِلُهُ
(ترجمہ) ابن اثال سے پوچھو تو سہی کہ میں ابن خالد کا انتقام لے رہا ہوں یا نہ اور یہ ابن جرموز ہے جس نے زبیر کو قتل کیا تھا۔ کیا تم اسے قتل کرو گے۔

زبیر کی اولاد میں سے کسی کو ان کا انتقام لینے کی ہمت نہ پڑی۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔
(سیدنا) مہاجر (رضی اللہ عنہ)

بن زیاد الحارثی: یہ ربیع بن زیاد کے بھائی تھے۔ ابو عمر نے ان کا تذکرہ کیا ہے۔ ان کا قول ہے کہ انھیں اس کا علم نہیں۔ آیا انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے۔ اور اسی طرح ان کی صحبت کے بارے میں شبہ ہے۔ ۱۰ ہجری میں وہ بہ مقام منافذ قتل ہوئے۔ ایک روایت میں ہے کہ وہ تستر کے مقام پر قتل ہوئے۔ ان کے بھائی نے ابو موسیٰ سے کہا کہ مہاجر روزے کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔ آپ انھیں حکم دیں کہ وہ افطار کر کے لڑیں، انھوں نے تعمیل ارشاد کی اور لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔

(سیدنا) مہاجر (رضی اللہ عنہ)

آپ ام المومنین ام سلمہ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان کا قول ہے کہ وہ حضور اکرم کی خدمت میں رہے۔ ان سے بکیر نے جو عمرہ کے مولیٰ ہیں۔ جو یحییٰ بن عبد اللہ بن بکیر مخزومی کے دادا تھے۔ روایت کی۔ مہاجر کا شمار مصریوں میں

ہوتا تھا۔ بکیر سے مروی ہے کہ انھوں نے ہاجر کو کہتے سنا، وہ کہتے تھے کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پانچ یا دس برس گزارے، اس عرصے میں انھیں حضور نے کبھی کچھ نہیں کہا۔ خواہ وہ کام جو آپ نے فرمایا تھا یہی نے کیا ہو، یا نہ کیا ہو۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمر کہتے ہیں میں نہیں کہہ سکتا۔ آیا یہ وہی آدمی ہیں، جنھوں نے یہ بتایا تھا کہ حضور اکرم کے نعلین مبارک میں دو تسمے تھے۔

(سیدنا) ہاجر (رضی اللہ عنہ)

بن قنقذ بن عمیر بن جلعان بن عمرو بن کعب بن سعد بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی قرشی تیمی: عبد اللہ بن جلعان ان کے والد کے چچا تھے اور وہ دادا ہیں۔ محمد بن یزید بن ہاجر کے۔

ایک روایت میں ہے، کہ ہاجر کا نام عمرو تھا اور قنقذ کا نام خلف تھا۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ہاجر اور قنقذ دونوں لقب ہیں اور انھیں ہاجر اس لیے کہتے تھے کہ جب انھوں نے ہجرت کا ارادہ کیا تو مشرکین نے انہیں پکڑ لیا اور خوب مرمت کی۔ اس اثنا میں انھیں موقع مل گیا اور بھاگ کر حضور کی خدمت میں پہنچ گئے اس پر آپ نے فرمایا کہ فی الحقیقت تم ہی ہاجر ہو۔ ایک روایت کے مطابق ہاجر فتح مکہ کے دن اسلام لائے تھے۔ بصرے میں سکونت اختیار کی اور وہیں فوت ہوئے۔ ابوسانان حضین نے ان سے روایت کی۔ حسن نے ہاجر سے جو حدیث روایت کی ہے، وہ مرسل ہے۔ کیونکہ ان دونوں میں حضین حائل ہے۔

یعیث بن صدقہ بن علی الفقیہ نے اسنادہ ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب سے، انھوں نے محمد بن یسار سے انھوں نے معاذ بن معاذ سے، انھوں نے شعبہ سے انھوں نے قتادہ سے انھوں نے حسن سے انھوں نے حضین ابی سامان سے انھوں نے ہاجر بن قنقذ سے روایت کی کہ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سلام کیا، لیکن آپ نے جواب نہ دیا۔ جب وضو فرما چکے تو اس وقت آپ نے سلام کا جواب دیا اور حکم پوچھ لیا عثمان کے حوالے کیا اور چار ہزار درہم تنخواہ مقرر فرمائی۔ تینوں نے اس کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) ہاجر (رضی اللہ عنہ)

صحابی ہیں، جن سے مروی ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاپوش مبارک میں دو تسمے تھے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) ہاجر (رضی اللہ عنہ)

حضرت عمرؓ کے آزاد کردہ غلام تھے اور غزوہ بدر میں اسلامی لشکر میں سب سے پہلے شہادت کا اعزاز انھیں

حاصل ہوا۔ یہ دو صفوں کے درمیان کھڑے تھے کہ اچانک ایک تیرا نہیں آگیا اور شہید ہو گئے۔
 ان کا تعلق یمن سے تھا۔ یہ ان لوگوں میں شامل ہیں جن کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی: وَلَا
 تَطْرُقُوا الَّذِينَ يُدْعُونَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيدُونَ وَجْهَهُ: ان میں مندرجہ ذیل حضرات
 شامل تھے: حضرت بلال، صہیب، عمار، جناب، عتبہ بن غزوہ، ابی جحجہ، اوس بن خولی اور عامر بن مہیرہ۔
 یہ ابن عباس کا قول ہے۔ شیخوں نے ان کی تخریج کی ہے۔

(سیدنا) مہدی (رضی اللہ عنہ)

جزری سلیمان بن مغیرہ نے منذول بن عمرو سے انھوں نے مہدی جزری سے روایت کی، حضور اکرم صلی
 اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تین آدمیوں کو بھڑی بہت بد خلقی کی اجازت ہے: مریض مسافر اور روزہ دار پابوہوی
 نے ان کا ذکر کیا ہے۔ نیز ان کا خیال ہے کہ حدیث مرسل ہے۔

(سیدنا) مہران (رضی اللہ عنہ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ان کے نام کے متعلق کئی روایات ہیں: کیسان، طہمان، ذکوان، میمون،
 ہرمز۔ اس اختلاف کا ذکر پہلے آچکا ہے۔ روایت ہے کہ آل ابی طالب کے مولیٰ تھے۔

عبدالوہاب بن ہبہ اللہ نے باسنادہ، عبداللہ بن احمد سے، انھوں نے اپنے والد سے انھوں نے وکیع سے
 انھوں نے سفیان سے انھوں نے سائب سے روایت کی، ان کا بیان ہے کہ وہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی ام کلثوم
 کے پاس صدقہ لے کر گئے۔ انھوں نے لینے سے انکار کر دیا اور وجہ یہ بیان کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے آزاد
 کردہ غلام مہران نے انھیں بتایا کہ حضور نے اہل بیت کے لیے صدقہ حرام قرار دیا ہے اور قبیلے کا غلام ان ہی سے
 شمار کیا جائے گا۔ تیوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مہران (رضی اللہ عنہ)

یہ میمون کے والد تھے۔ میمون نے اپنے والد سے روایت کی۔ عمرو بن میمون بن مہران نے اپنے والد سے انھوں
 نے واد سے روایت کی کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے غازیہ سورہ فاتحہ نہیں پڑھی اس
 کی غازیہ ناقص رہی۔ ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مہزم (رضی اللہ عنہ)

بن وہب الکندی۔ ان سے سعید بن جبیر نے روایت کی۔ انھوں نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے

اس امر کو جائز قرار نہیں دیا کہ تم سبز، سفید یا سیاہ رنگ کے برتن میں نبیذ تیار کرو۔ ہاں اس میں کوئی حرج نہیں کہ تم اپنے گلاس یا پیئے کے برتن میں نبیذ تیار کرو اور جب اس کا ذائقہ ٹھیک ہو جائے۔ تو پی لو۔ ابن منذہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) ہیشتم (رضی اللہ عنہ)

یہ نام ہے، ابو حذیفہ بن عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس کا۔ ان کے نام کے بارے میں اور بھی کئی روایات ہیں۔ اس کا ذکر گزر چکا ہے اور کینتوں کے عنوان کے تحت ہم ذرا تفصیل سے ان کا ذکر کریں گے۔ کیونکہ وہ اپنی کینت کی وجہ سے زیادہ مشہور ہیں۔

(سیدنا) ہلہل (رضی اللہ عنہ)

غیر منسوب ہیں۔ ان سے سلمۃ الصبی نے روایت کی ہے۔ ایک روایت میں سلمہ کا نام آیا ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی تھے۔ آپ نے فرمایا۔ جو شخص چاہے کہ اللہ تعالیٰ اسے قیامت کے دن اپنے سایے میں جگہ دے، اسے چاہیے کہ صلوٰۃ رحمی کرے اور سلام کہنے میں بخل نہ کرے۔ ابن منذہ اور ابو نعیم نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) ہسین (رضی اللہ عنہ)

بن ہیشتم بن نابی بن مجوعہ از آل اسود بن اوس بن نابی؛ یہ لا ولد تھے۔ ابن اسحاق نے انہیں ان لوگوں میں شمار کیا ہے۔ جو بیعت عقبہ میں موجود تھے۔ ابن مینع اور جعفر المستغفری نے انہیں صحابہ میں شمار کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب مہم و واؤ

(سیدنا) موسیٰ (رضی اللہ عنہ)

بن حارث بن صخر بن عامر بن تیم بن مرہ؛ ہم ان کا نسب ان کے والد کے ترجمے میں بیان کر آئے ہیں۔ یہ حبشہ میں پیدا ہوئے اور وہیں وفات پائی۔ ان کے والد حبشہ سے دو کشتیوں میں سوار ہو کر مدینہ آئے تھے۔ ابو عمر اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مولہ (رضی اللہ عنہ)

بن کثیف بن حمل بن خالد بن عمرو بن معاویہ۔ وہ صباب بن کلاب تھے۔ اور ان کا نسب تھا: زبیر بن بکار و کلاب اور وہ ابن ربیعہ بن عامر بن صعصعہ ضبابی کلابی کے بیٹے ہیں۔ یہ ابو عمر کا قول ہے۔ ابن منذر اور ابو نعیم کہتے ہیں۔ کہ وہ صہاک بن سفیان کلابی کے آزاد کردہ غلام تھے۔ وہ بیس برس کے تھے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ وہ صاحب ہیں۔ جنہوں نے عامر بن طفیل کا واقعہ بیان کیا جسے طاعون کی گلی نکل چکی تھی اور جو اونٹ کے پارہ گوشت کی طرح تھی اور عامر کی موت بیت سلویہ میں ہوئی تھی۔

انہوں نے حضور اکرم کی بیعت کی اور اپنے اونٹوں کی زکات کے سلسلے میں ایک دو سالہ پچھ شتر حضور کی خدمت میں پیش کیا تھا۔ آپ کی وفات کے بعد وہ بارہ سال حضرت ابو ہریرہ کی رفاقت میں رہے اور سو برس زندگی پائی۔ چونکہ بڑے فیض البیان تھے۔ اس لیے ذواللسانین ان کا لقب پڑ گیا تھا۔ تینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو موسیٰ نے بھی ان کا ذکر کیا ہے۔ اور یحییٰ بن منذر ان کے دادا پر استدراک کیا ہے۔ کیونکہ ان کے دادا نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مونس (رضی اللہ عنہ)

بن فضالہ بن عدی بن حزام بن ہیشم بن ظفر الصاری، ظفری: یہ انس بن فضالہ کے بھائی تھے۔ حضور اکرم نے غزوہ اُحد سے ایک دن پہلے انھیں لشکر مشرکین کا اندازہ لگانے کے لیے بھیجا تھا۔ جب وہ اپنے بھائی کے ساتھ غزوہ اُحد میں شرکت کے لیے آئے تھے، اور سب لوگ وہاں جمع تھے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) موہب (رضی اللہ عنہ)

بن عبد اللہ بن خریشہ، ابن شاہین نے ان کا ذکر کیا ہے۔ اور انہوں نے باسناد ابو معشر سے، انہوں نے یزید بن رومان سے روایت کی، کہ موہب بن عبد اللہ بن ثقیف کے وفد میں تھے۔ حضور نے فرمایا۔ آج سے تم موہب ابو سہل ہو۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

باب مہم و یا

(سیدنا) یثیم (رضی اللہ عنہ)

صحابی ہیں، لیکن ان کا نسب نہیں معلوم ہو سکا۔ ابن ابی عاصم نے وحدان میں لکھا ہے: کہ یحییٰ بن محمود نے اجازت

باسنادہ تا ابو بکر بن احمد بن عمرو سے۔ انھوں نے محمد بن ابراہیم البویکی سے۔ انھوں نے زکریا بن عدی بن عبید اللہ بن عمرو سے انھوں نے یزید بن ابی انیسہ سے انھوں نے عمرو بن مرہ سے۔ انھوں نے عبد اللہ بن عمار سے انھوں نے یثیم سے جو حضور اکرم کے صحابی ہیں۔ روایت کی۔ انھیں بتایا گیا کہ فرشتہ اپنا علم لیے صبح کو اس وقت بیدار ہو جاتا ہے جب سب کے پہلے جاگنے والا مسجد کو روانہ ہوتا ہے۔ اور فرشتہ اس وقت تک اس کے ساتھ رہتا ہے جب تک وہ اپنے گھر واپس نہیں آ جاتا۔ اسی طرح شیطان صبح کو اپنا علم لیے اس وقت بیدار ہوتا ہے جب اول از ہم بازار جانے والا اٹھتا ہے اور شیطان اس وقت تک اس کے ساتھ رہتا ہے جب تک وہ گھر واپس نہیں آ جاتا۔ اور شیطان بھی داخل منزل ہو جاتا ہے۔ البونعیم، البوعمر اور البوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) میسرہ (رضی اللہ عنہ)

ابو طیبہ الحجام: ابن نفع کا قول ہے کہ ابو طیبہ حجام کا نام میسرہ تھا ان کا بیان ہے کہ انھوں نے احمد بن عبید بن ابی طیبہ سے ابو طیبہ کا نام پوچھا تو انھوں نے میسرہ بتایا۔ ایک روایت میں نافع مذکور ہے۔

یزید بن معقل بن میسرہ نے اپنے والد معقل سے، انھوں نے اپنے والد میسرہ سے روایت کی۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چھ فرقوں کو قیامت کے دن عذاب ہوگا۔ ۱۔ امراء کو جو ظلم کے۔ ۲۔ عربوں کو جو عصبیت کے۔ ۳۔ علماء کو حسد کی بنا پر۔ ۴۔ خواتین کو کبر اور غرور کی وجہ سے۔ ۵۔ تاجروں کو برہنہ خیانت اور گنواروں کو جہالت کی وجہ سے۔ البونعیم اور البوموسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) میسرہ (رضی اللہ عنہ)

الفجر: انھیں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت نصیب ہوئی۔ ان کا شمار اعراب بصرہ میں تھا۔

عبد اللہ احمد خطیب نے ابو محمد سراج قاری سے، انھوں نے حسن بن احمد دقاق سے۔ انھوں نے عثمان بن احمد بن سماک سے، انھوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انھوں نے محمد بن سنان سے، انھوں نے ابراہیم بن طہمان سے انھوں نے عدیل سے۔ انھوں نے عبد اللہ بن شقیق العقیلی سے انھوں نے میسرۃ الفجر سے روایت کی۔ انھوں نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا، یا رسول اللہ! آپ کو نبوت کب عطا ہوئی۔ فرمایا۔ میں نبی تھا اور آدمؑ ابھی تخلیق کے منازل طے کر رہے تھے۔ تینوں نے اسے بیان فرمایا ہے۔

ابن الفرغنی کہتے ہیں کہ میسرۃ الفجر کا نام عبد اللہ بن ابوالجدعاء تھا۔ اور میسرہ لقب تھا۔ ممکن ہے ایسا ہی ہو۔ کیونکہ عبد اللہ بن شقیق نے دونوں سے یہ حدیث روایت کی ہے۔

(سیدنا) میسرہ (رضی اللہ عنہ)

بن مسروق عیسیٰ: یہ ان نو آدمیوں میں شامل تھے، جو بنو عبس سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے جب حضورؐ نے حجۃ الوداع ادا کیا۔ تو آپؐ نے ان کا نام میسرہ رکھ دیا۔ انھوں نے گزارش کی۔ مجھے آپؐ کی پیروی کا حد و جہ اشتیاق تھا۔ وہ اسلام لائے اور خدمت اسلام میں پیش پیش رہے اور شکر گزار ہوئے، کہ حضور اکرمؐ کے طفیل نارِ جہنم سے بچ گئے۔ اور حضرت ابوبکرؓ بھی ان سے بہ احترام سلوک فرماتے تھے۔ اشیری نے ان کے ذکر میں ابو عمرؓ پر استدراک کیا ہے۔

(سیدنا) میمون (رضی اللہ عنہ)

حضورؐ کے آزاد کردہ غلام تھے۔ ایک روایت میں ان کا نام مہران وغیرہ بھی مذکور ہے۔ جیسا کہ ہم پہلے بیان کر آئے ہیں۔

(سیدنا) میمون (رضی اللہ عنہ)

بن سباد عقیلی: ان کی کنیت ابو مغیرہ تھی۔ محترم بن سلیمان نے اپنے والد سے روایت کی کہ ہم امام حسنؑ کے دروازے پر کھڑے تھے کہ ایک شخص جس کا نام میمون بن سباد تھا اور صحابی تھا، ہماری طرف آیا، اور کہنے لگا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے قوام کا دار و مدار ثرا امت پر ہے۔ قینوں نے ان کا ذکر کیا ہے۔ ابو عمرؓ کہتے کہ بعض لوگ انھیں صحابی نہیں مانتے۔ بات صرف اتنی ہے کہ وہ یمنی تھے۔

(سیدنا) میمون (رضی اللہ عنہ)

بن یامین: سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ میمون بن یامین، جو مدینے میں یہود کا سردار تھا مسلمان ہو گیا۔ انھوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اپنے اور یہود مدینہ کے درمیان کسی کو حکم مقرر کریں۔ تو مجھے وہ بطور حکم تسلیم کر لیں گے۔ حضور اکرمؐ نے یہود کو بلا بھیجا اور میمون کو گھڑی چھپا دیا۔ جب آپؐ نے یہ تجویز پیش کی، تو یہود میمون بن یامین کو حکم ماننے پر تیار ہو گئے۔ جب انھیں سامنے لایا گیا اور انھوں نے حضور اکرمؐ کی تصدیق کی تو یہود نے میمون بن یامین کو حکم ماننے سے انکار کر دیا۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی: قُلْ اَدَايْتُمْ اِنْ كَانَ مِنَ عِنْدِ اللّٰهِ وَكَفَرْتُمْ بِهِ وَشَهِدَ شَاهِدٌ مِّنْ بَنِي اِسْرَآئِيْلَ عَلٰی مِثْلِهِ : ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) میمون (رضی اللہ عنہ)

غیر منسوب ہیں۔ شام میں سکونت اختیار کر لی تھی۔ راشد بن سوار نے محمد بن سیرین سے انھوں نے میمون

سے روایت کی، کہ انھوں نے رسول اکرم سے فتح شام سے پیشتر ہی وہاں ایک جاگیر کی درخواست کی حضور نے ایک فرمان لکھ دیا جس میں جاگیر کا حکم تھا۔ جب حضرت عمرؓ کے زمانے میں شام فتح ہوا، تو انھوں نے وہ فرمان حضرت عمرؓ کے سامنے پیش کیا۔ خلیفہ نے اس کے تین حصے کر کے ایک حصہ مسافروں کے لیے ایک اس کی تعمیر کے لیے اور ایک جناب میمون کے لیے مخصوص کر دیا۔ ابو نعیم اور ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مینا (رضی اللہ عنہ)

ان کے بیٹے کا نام الحکم تھا اور وہ ابو عامر راہب کے آزاد کردہ غلام تھے۔ بقول مصعب زبیری جناب مینا غزوہ تبوک میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے۔ ان کے بیٹے الحکم نے ابن عمر اور ابو ہریرہ سے روایت کی ہے۔ ابو عمر نے ان کا ذکر کیا ہے۔

(سیدنا) مینا (رضی اللہ عنہ)

غیر منسوب ہیں۔ اسماعیل بن جعفر نے محمد بن عمرو سے انھوں نے ابو سلمہ سے روایت کی، کہ حضور اکرمؐ ہجرت کی رات بھی ایسا ہی ہوا تھا، مقام حجر پر تشریف فرما ہوئے اور فرمایا، اے حجر تو خدا کی زمین میں محبوب ترین اور معزز ترین مقام ہے اور اگر مجھے یہاں سے نہ نکالا گیا تو میں کبھی نہ نکلوں گا اور آج صرف اس وقت کے لیے مجھے اجازت عطا ہوئی ہے۔ اس کے بعد تا ابد اس زمین سے درخت اکیڑنا، گھوڑوں کو روکنا، گری پڑی چیزوں کو سوائے اصل مالک کے اٹھانا حرام ہے۔ ایک مینا نامی آدمی نے گزارش کی۔ یا رسول اللہ! ذخیر گھاس کو مستثنیٰ فرما دیجئے، کہ اسے ہم چھتوں پر ڈالتے ہیں اور قبروں میں بھی کام آتا ہے۔ ابو موسیٰ نے ان کا ذکر کیا ہے اور لکھا ہے کہ ابو الحسن لبنانی مینا کو اسی طرح لکھتے۔ ایک اور روایت کے مطابق اس کے راوی عباس بن عبد المطلب ہیں۔ نیز اس حدیث میں شاہ یا ابو شاہ کا ذکر بھی آیا ہے جو تصحیف معلوم ہوتی ہے۔

سات ہزار پانچ سو صحابہ کرام کا بے مثال تذکرہ

اسلام کی عجائبات

فہرست

معرفۃ الصحابہ

علامہ امام ابی الحسن علی البخاری ابن اثیر رحمہ اللہ

ترجمہ

مولانا محمد عبد الشکور فاروقی مدظلہ

مکتبہ نبویہ گنج بخش روڈ لاہور